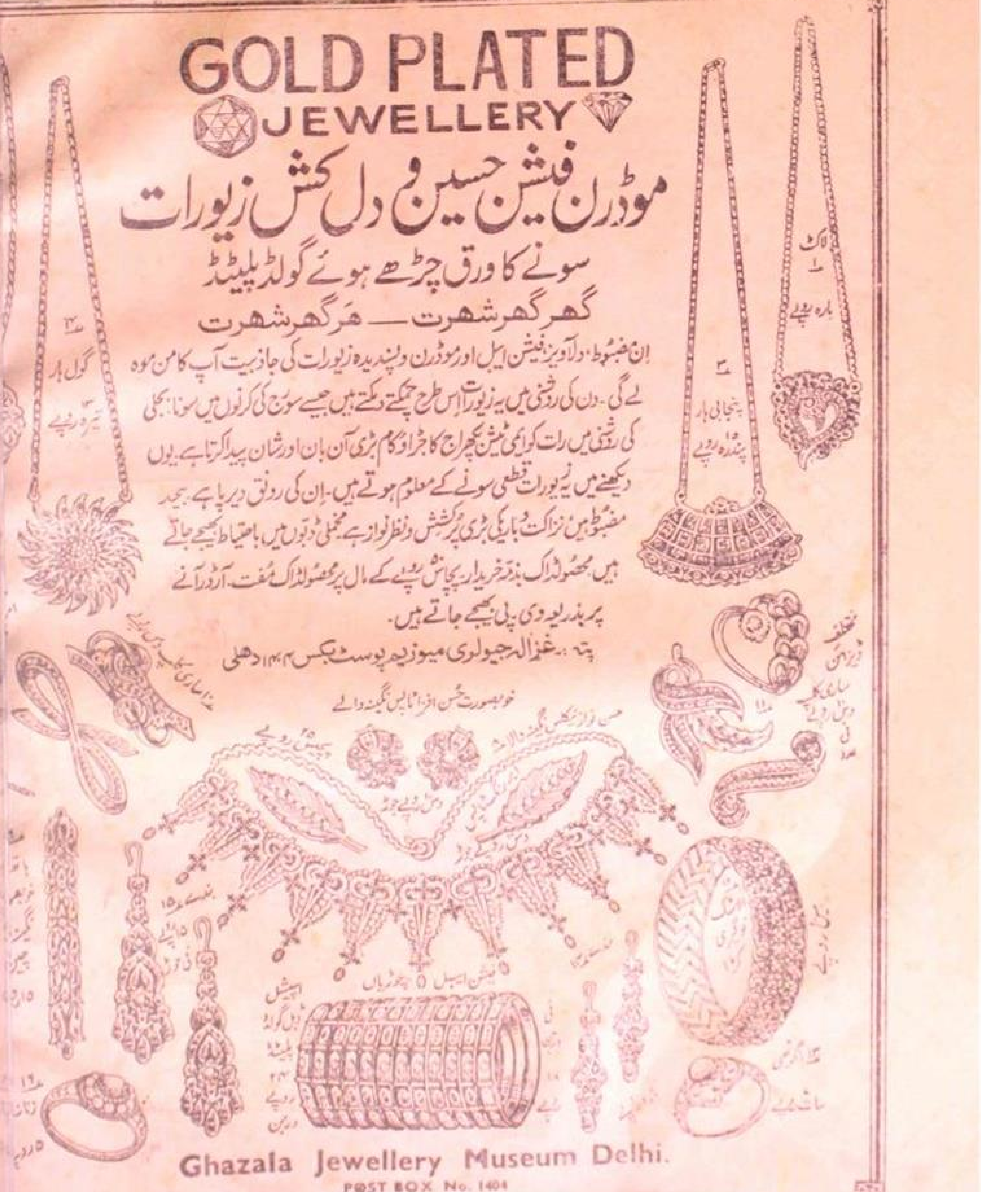
فتاویٰ عالمگیری

مکمّل مدلّل اردو (محشّیٰ)

حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا عظیم اسلامی شاہکار

ناشر: وسیم بک ڈپو - دیوبند (سہارنپور) یو-پی


GOLD PLATED
JEWELLERY
موڈرن فیشن حسین و دلکش زیورات
سونے کا ورق چڑھے ہوئے گولڈ پلیٹڈ
گھر گھر شہرت —— ہر گھر شہرت
ان مضبوط، دلآویز، فیشن ایبل اور موڈرن و پسندیدہ زیورات کی جاذبیت آپ کا من موہ لے گی۔ دن کی روشنی میں یہ زیورات اس طرح چمکتے دمکتے ہیں جیسے سورج کی کرنوں میں سونا۔ بجلی کی روشنی میں رات کو ایمی ٹیشن پکھراج کا جڑاؤ کام بڑی آن بان اور شان پیدا کرتا ہے۔ یوں دیکھنے میں یہ زیورات قطعی سونے کے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی رونق دیرپا ہے۔ بے حد مضبوطی میں نزاکت و باریکی بڑی پرکشش و نظر نواز ہے۔ مخملی ڈبوں میں باحتیاط بھیجے جاتے ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ پچاس روپے کے مال پر محصول ڈاک مفت۔ آرڈر آنے پر بذریعہ وی پی بھیجے جاتے ہیں۔
پتہ:- غزالہ جیولری میوزیم پوسٹ بکس ۱۴۰۴ دہلی
پنجابی ہار
پندرہ روپے
بارہ روپے
گول ہار
فیشن ایبل ۵ چوڑیاں
Ghazala Jewellery Museum Delhi.
POST BOX No. 1404

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

ترجمہ: اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون اور راہِ عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

اردو جدید

۱۸

جزء نمبر

کتاب الارتداد

حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کا عظیم الشان اسلامی شاہکار فقہ حنفی کیلئے مستند دستاویز اسلامی دستور کا مکمل انسائیکلوپیڈیا جدید حواشی اور فٹ نوٹس سے مزین اغلاط سے پاک سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ

مترجم و محشی

مولوی مفتی کفیل الرحمٰن نشاط صاحب عثمانی فاضل دیوبند

ناشر

وسیم بک ڈپو۔ دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

سول ایجنٹ

مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور

طبع اوّل ــــــــ ایک ہزار

مطبوعہ ــــــــ محبوب پرنٹنگ پریس دیوبند
قیمت ــــــــ تین روپے ۳/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست عنوانات فتاویٰ عالمگیری اُردو جزنمبر ۱۸

ضروری اعلان

(۱) ممبران کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس ماہ سے ڈاک خانہ نے وی، پی محصول ڈاک خرچ میں اضافہ کردیا ہے جس کے سبب آئندہ پارہ کی وی، پی دو روپے کے بجائے دو روپے ساٹھ پیسے کی ارسال ہوگی۔

(۲) — تفسیر بیان السبحان کا عام ہدیہ ۲/۶۰ فی پارہ ہے جس میں تقریباً ۱/۲۵ محصول ڈاک رجسٹری صرف ہوتا ہے۔

لیکن

(۳) مستقل خریداروں کو جو ایک روپیہ فیس ممبری بھیجکر ہمارے باضابطہ ممبر بن جاتے ہیں انکو تفسیر بیان السبحان کے تمام پارے ۱/۲۵ فی پارہ کے حساب سے ہم سپلائی کرتے ہیں۔ لیکن محصول ڈاک وی، پی ہر حال میں ممبر صاحبان کو ہی تقریباً ۱/۲۵ ہر ماہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ہر یہ تفسیر ۲/۵۰ میں پہونچتی ہے، اس لیے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ اگر کئی ممبران ایک ساتھ فیس ممبری بھیجکر ہمارے ممبر بن جائیں تو ایکجا بنے ہوئے تمام ممبروں کیلئے تفسیر بیان السبحان ایک ہی پیکٹ میں ارسال کر سکتے ہیں۔ اس طرح محصول میں سب کو بچت ہو جائے گی ورنہ ۱/۲۵ کے قریب ہر ماہ ہر ممبر کو بلا وجہ محصول برداشت کرنا پڑتا ہے۔ رسید کوپن پر ممبران حضرات اپنا پتہ انگریزی میں صاف تحریر فرمائیں۔

(۴) — بحمد اللہ تفسیر بیان السبحان کے ۲۷ پارے ۳۴ جزوں میں مکمل ہو چکے ہیں۔ ہم نے ممبران کے اصرار پر پارہ الٓم سے پارہ ۲۵ تک پانچ پانچ پارے یکجا مجلد کرا دیئے ہیں جو صاحب منگوانا چاہتے ہوں وہ ہر وقت طلب کر سکتے ہیں پانچ پاروں کا ہدیہ ۶/۲۵ جلد کی قیمت ۱/۲۵ ڈاک خرچ ۱/۷۵ یہ جلد ہم آپکو رجسٹری سے ارسال کر دیں گے۔ آپ ۹/۵۰ کا منی آرڈر ارسال کر دیجئے۔ اس جلد کا وی پی نہیں بھیجا جائے گا ممبری فیس ایک روپیہ الگ ہے۔ دوسری جلد پانچ پانچ پاروں کی تیار ہے جو حضرات منگانا چاہیں اوپر لکھے طریقہ سے منگا سکتے ہیں۔ ۲۱ ویں پارہ سے ۲۷ ویں پارہ تک ہر پارہ کے دو جزء کئے گئے ہیں۔ چونکہ یہ پارے ضخیم تھے اس لئے ۲۱ سے ۲۵ تک کے دو جزوں کی جلدیں بنائی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ دس پارے مجلد ۱۷/۵۰ میں مع ڈاک خرچ ارسال ہوتے ہیں۔ پارہ دہم جزء اول شائع ہو چکا ہے جو بقیہ چار جزوں پر مشتمل ہوگا۔ ۲۸، ۲۹ پارے جلد ہی منظر عام پر آجائیں گے۔

(۵) — فتاویٰ عالمگیری اردو پانچ پانچ پاروں کی جلد میں تیار ہیں۔ دس جزوں کی جلد ۱۷/۵۰ اور پانچ جزوں کی جلد ۹/۷۵ کی ارسال کی جائے گی۔

منیجر وسیم بک ڈپو۔ دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ششم

جزیہ کا ذکر

جزیہ ذمیوں سے لیے جانے والے مال کو کہتے ہیں (نہایہ) محض اسی ذمی شخص پر جزیہ کا وجوب ہوگا جو بالغ ہو لڑنے اور نبرد آزمائی کے لائق ہو، صاحبِ عقل ہو اور پیشہ ور ہو خواہ وہ اپنے پیشہ سے پورے طور پر واقف نہ ہو (سراجیہ) جزیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) صلح و رضامندی سے ان کے اوپر مقرر کیا جائے۔ لہٰذا مقررہ مقدار جس پر باہم متفق ہوں ہر ایک پر اسی مقدار کا وجوب ہوگا۔ (کافی) لہٰذا نہ اس مقررہ مقدار میں کمی کی جائیگی اور نہ اس میں اضافہ کیا جائے گا۔ (نہر الفائق)، (۲) جزیہ کی دوسری قسم یہ ہے کہ امام المسلمین کفار پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد بطور احسان ان کی املاک انہی کے پاس رہنے دے اور ان املاک پر اپنی رائے کے مطابق جزیہ مقرر کر دے۔ (کافی) لہٰذا جزیہ کی یہ مقررہ مقدار وصول کی جائیگی چاہے وہ اس پر آمادہ ہوں یا نہ ہوں رضامند ہوں یا نا رضامند۔ پس مالدار شخص پر سال بھر میں، وزن سبعہ کے اڑتالیس دراہم مقرر کئے جانے کا حکم ہوگا اور اس سے ماہانہ وصول کئے جائینگے۔ جو شخص باعتبار آمدنی و مال داری اوسط درجہ کا ہو اس کے اوپر سالانہ چوبیس یعنی ماہانہ دو درہم مقرر کرینگے۔ جو شخص غریب ہو مگر کوئی کام کر سکتا ہو تو اس کے اوپر سالانہ بارہ دراہم یعنی ماہانہ ایک درہم مقرر کیا جائیگا (فتح القدیر، ہدایہ، کافی) معتمل کے معنٰے کے اندر اختلاف ہے درست معنٰے کی رو سے معتمل وہ شخص کہلاتا ہے جسے کام کرنے کے اوپر قدرت حاصل ہو خواہ اپنے پیشہ سے بخوبی آگاہ نہ ہو۔ علماء نے مال دار، متوسط الحال اور غریب تینوں کی پہچان کی تفصیل بیان کی اور گفتگو کی ہے۔ شیخ امام ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ ہر شہر کے عرف کا اعتبار ہوگا۔ لہٰذا جس شہر کے لوگ باعتبار عرف اپنے شہر کے اندر جس شخص کو مال دار کہتے ہوں یا متوسط الحال یا غریب شمار کیا کرتے ہوں اسی کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (محیط) امام کرخی فرماتے ہیں غریب و فقیر وہ شخص ہے جس کی ملکیت میں دو سو یا دو سو سے کم دراہم ہوں۔ متوسط وہ کہلائے گا جس کی ملکیت میں دو سو دراہم سے زیادہ دس ہزار دراہم تک ہوں۔ اور مال دار وہ کہلائے گا جو دس ہزار دراہم یا ان سے زیادہ کا مالک ہو۔ قاضی حسن ابن منصورؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کرخیؒ کا قول قابل اعتماد ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان) معتمل پر جزیہ کے وجوب کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ صحت مند ہو اور سال کے بیشتر حصہ میں وہ صحت مند رہا ہو (ہدایہ) ایضاح کے اندر ہے کہ اگر کوئی ذمی شخص سال بھر مریض رہے اور اسے کام کرنے پر قدرت حاصل نہ ہو در آنحالیکہ وہ خوشحال ہو تو اس کے اوپر جزیہ کا وجوب نہ ہوگا اسی طریقہ سے اگر وہ آدھے سال یا آدھے سال سے زیادہ عرصہ تک بیمار رہا ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر صحت مند

اور کام کرنے پر قادر ہوتے ہوئے وہ کام نہ کرے تو اس کا حکم معتمل کسا ہوگا۔ (نہایہ) ہمارے (احناف) کے نزدیک سال کے آغاز سے جزیہ کا وجوب ہوگا۔ جزیہ اہلِ کتاب کے اوپر واجب ہوگا چاہے وہ اہلِ عرب ہوں یا غیر عرب عجم (غیر عرب) کے بت پرستوں اور آتش پرستوں پر بھی جزیہ کا وجوب ہوگا۔ (کافی) سال کے اخیر میں دوسرے سال کے آغاز سے قبل جزیہ وصول کیا جائے گا۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ ہر دو ماہ میں قسط وار وصول کریں گے امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہر ماہ وصول کرنے کا حکم ہوگا۔ زیادہ صحیح پہلے ہی قول کو قرار دیا گیا ہے۔ (مبسوط) سامریوں کا شمار یہودیوں میں اور فرنگیوں اور ارمنیوں کا شمار عیسائیوں میں ہوگا اگر اسلامی لشکر غیر عرب کتابیوں، آتش پرستوں اور بت پرستوں پر صلح سے قبل اور جزیہ مقرر کرنے سے قبل غلبہ حاصل کر لے .. تو اس صورت میں ان لوگوں، ان کی عورتوں اور بچوں تمام کو فے (مالِ غنیمت) قرار دیا جائے گا۔ رہ گئے صابی (ستارہ پرست) لوگ تو امام ابو حنیفہؒ ان سے جزیہ وصول کرنے کا حکم فرماتے ہیں امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ مبیضہ[ا] کے متعلق مشائخؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ فرقہ نیا پیدا ہوا ہو تو اسے مرتد قرار دے کر جزیہ وصول کرنے کا حکم نہ ہوگا بلکہ ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا جائے گا۔ اور اس فرقہ کے قدیمی ہونے کی صورت میں اس سے جزیہ لینے کا حکم ہوگا۔ رہ گئے زندیق[۲] (بے دین لوگ) تو ان سے بھی جزیہ کی وصولیابی کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) نہ عرب کے بت پرستوں پر جزیہ کا وجوب ہوگا اور نہ مرتدین (اسلام سے پھر جانے والوں) پر بلکہ وہ یا تو اسلام قبول کریں یا انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ ان لوگوں پر غلبہ حاصل ہونے کی صورت میں ان کی عورتوں اور بچوں کو فے (مالِ غنیمت) قرار دیا جائے گا ان کے مردوں میں سے جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا ہو انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کا حکم کیا جائے گا۔ یہ بات واضح رہے کہ نابینا شخص عورت اور بچہ کے اوپر جزیہ واجب نہیں ہوتا۔ اسی طریقہ سے وہ شخص جسے اپنے پیشہ کے ذریعہ کمانے پر قدرت نہ ہو، بہت بوڑھا شخص اور مفلوج ان میں سے کسی کے اوپر بھی جزیہ کا وجوب نہ ہوگا۔ (ہدایہ) نیز اپاہج اور پاگل پر بھی جزیہ واجب نہ ہوگا۔ (اختیار شرح مختار) معتوہ (جس کی عقل میں فتور ہو) اسے بھی جزیہ نہ لینے کا حکم ہوگا۔ (محیط) وہ لوگ جن کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں ان کے اوپر بھی جزیہ کا وجوب نہ ہوگا۔ (تاتارخانیہ) مدبر، مکاتب اور مملوک میں سے کسی کے اوپر بھی جزیہ مقرر نہیں کیا جائے گا اور نہ ان کے آقا انکی جانب سے ادائیگی کریں گے ایسے راہب (پادری) جو لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے بلکہ یکسو رہتے ہیں ان کے اوپر بھی جزیہ واجب نہیں ہوگا۔ (ہدایہ) ولوالجی اپنے فتاویٰ کے اندر فرماتے ہیں کہ نجران کے عیسائیوں پر انکے رؤس[۳] و اراضی پر سالانہ ایسے ہزار حلے کہ ان میں سے ہر حلہ کی قیمت پچاس دراہم ہو مقرر کئے جائیں گے۔ ان میں سے ہزار حلوں کا وجوب صفر کے مہینہ میں اور ہزار حلوں کا رجب کے مہینہ میں ہوگا۔ اور ان حلوں کی قیمت ان کے ہر فرد اور ان کی اراضی پر تقسیم کی جائے گی لہٰذا جتنی قیمت ان کے رؤس کے مقابلہ میں آئیگی اور ان کے رؤس کے مساوی ہوگی اسے جزیہ قرار دینگے اور جتنی قیمت ان کی اراضی کے مقابلہ میں آئیگی اسے خراج شمار کرنے کا حکم ہوگا۔ ولوالجی کا قول حدیث کے مطابق ہے لہٰذا اسی کو درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا البتہ ان کی اتنی بات کہ ہر حلہ پچاس دراہم کا ہو محلِ نظر اور محلِ اشکال ہے۔ امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج کے اندر فرماتے ہیں کہ وہ حلے جو ان کے رؤس اور ان کے اراضی پر مقرر کئے جائیں گے ان کی تعداد دو ہزار ہے۔ ان حلوں کی قیمت کو ان کے ہر ہر مرد پر جس نے اسلام قبول نہ کیا ہو اور نجران کی ہر ہر زمین پر تقسیم

[ا] ملحدین کا ایک فرقہ۔ [۲] یعنی ان کے ہر فرد پر

کیا جائے گا خواہ ان میں سے بعض نے اپنی ساری زمین یا کچھ زمین کسی مسلمان کو بیچ دی ہو یا کسی ذمی یا بنو تغلب[1] کے کسی فرد کو بیچ دی ہو۔ اراضی کے مذکورہ خراج کے اندر اراضی چاہے بچہ کی ہو یا عورت کی سب کا حکم مردوں کی اراضی کا سا ہوگا البتہ جزیہ روؤس کا وجوب محض مردوں پر ہوگا عورتوں اور بچوں کے اوپر اسے واجب قرار نہ دیں گے۔ (غایۃ البیان) امام ابو یوسف "کتاب الخراج" میں حلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر حلہ ایک اوقیہ (یعنی چالیس درہم کی قیمت) کا ہوتا ہے ہمارے مشائخ (احناف) کے نزدیک اگر ان کے تمام مرد دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں یا اسلام قبول کرلیں تو دو ہزار حلوں میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی اور یہ کل مقدار یعنی دو ہزار دراہم ان کی اراضی سے وصول کئے جائیں گے۔ (حاوی قدسی) ان میں سے جو مرد دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے اس کے راس کے جزیہ کے ساقط وختم ہونے کا حکم ہوگا۔ اور یہ مقدار دائرۂ اسلام میں داخل نہ ہوتے والوں کے ذمہ ڈال دیجائیگی۔ نجرانی شخص کا آزاد کردہ غلام جسے مولیٰ کہا جاتا ہے اسکا حکم ذمی کے آزاد کردہ غلام کا سا ہوگا۔ یعنی اس کے اوپر اس کے نفس کے جزیہ کا وجوب ہوگا۔ (تاتارخانیہ منقول عن الولوالجیہ) واضح رہے کہ مختار قول کے مطابق حلہ۔ تہبند اور چادر کو کہا جاتا ہے۔ اور تاوقتیکہ دو کپڑے نہ ہوں اسوقت تک حلہ نہیں کہینگے۔ (کفایہ) حجہ کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی عیسائی کماتا ہو مگر اس کے پاس خرچ کے بعد کچھ نہ بچتا ہو تو اس کے ذمہ جزیہ رأس ساقط ہوتے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ) اگر مسلمان کا آزاد کردہ غلام عیسائی ہو تو اس کے اوپر جزیہ کا وجوب ہوگا۔ (ہدایہ) اگر قبیلہ قریش کا کوئی شخص کافر غلام کو حلقۂ غلامی سے آزاد کردے تو اس سے جزیہ وصول کرنے کا حکم ہوگا۔ (کافی) اگر ذمیوں میں سے کسی لڑکے کو سال کے آغاز میں احتلام ہو جو کہ بالغ ہونے کی علامت ہے درآنحالیکہ وہ لڑکا مالدار ہو تو اس کے اوپر جزیہ کا وجوب ہوگا اور اس سے اس برس کا جزیہ وصول کریں گے۔ اور اگر اس لڑکے کو ذمی اشخاص پر جزیہ مقرر کئے جانے کے بعد احتلام آئے (یعنی بالغ ہو) تو اس پر اس سال کے بیت جانے تک جزیہ مقرر نہیں کریں گے۔ اگر سال کے آغاز میں کسی غلام کو حلقۂ غلامی سے آزاد کردیا درآنحالیکہ اس کی ملکیت میں مال موجود ہو۔ اگر وہ ان لوگوں پر جزیہ مقرر کئے جانے سے قبل نعمت آزادی سے ہمکنار ہوا ہو تو اس کے اوپر بھی جزیہ مقرر کئے جانے کا حکم ہوگا اور اس برس کا جزیہ اس سے وصول کیا جائے گا۔ اگر ان لوگوں پر جزیہ مقرر کئے جانے کے بعد حلقۂ غلامی سے آزاد ہوا ہو تو اس صورت میں اس کے اوپر جزیہ مقرر نہ کرنے کا حکم ہوگا حتیٰ کہ یہ سال گزر جائے۔

اگر دارالحرب کا باشندہ ذمی اشخاص پر جزیہ مقرر کئے جانے سے قبل ذمی[2] ہو جائے تو اس کے اوپر جزیہ مقرر کرنے اور اس برس کا جزیہ وصول کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر ذمی لوگوں پر جزیہ مقرر کرنے کے بعد وہ ذمی بنا ہو تو اس کے اوپر اس سال کے بیتنے تک جزیہ مقرر کرنے کا حکم نہ ہوگا۔ جو آدمی کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ وہ اس کی وجہ سے معذور قرار دیدیا جائے اور اس کے ذمہ جزیہ کا وجوب نہ رہے۔ پھر اسے افاقہ ہو جائے تو اس صورت میں تاوقتیکہ یہ سال نہ بیت جائے اس کے اوپر جزیہ عائد نہ ہوگا چاہے اسے ذمیوں پر جزیہ مقرر کئے جانے سے قبل افاقہ ہو جائے یا مقرر کئے جاچکنے کے بعد اور چاہے وہ جزیہ مقرر کئے جانے کے بعد مالدار ہوا ہو یا اس سے قبل مالدار ہو جائے۔ جس شخص کے اوپر جزیہ کی ادئیگی واجب ہو اگر وہ موت کی آغوش میں سو جائے یا اسلام قبول کرلے درآنحالیکہ اس کے ذمہ پچھلا جزیہ باقی ہو تو ہمارے نزدیک یہ باقی ماندہ جزیہ اس سے وصول کرنے کا حکم نہ ہوگا۔

---

[1] یہودیوں کا ایک قبیلہ جس پر بوقت صلح دگنا (ڈبل) جزیہ مقرر کیا گیا تھا۔

[2] دارالاسلام کا غیر مسلم باشندہ۔

اسی طریقہ سے اگر وہ نابینا یا لنجا یا لُولا یا بہت زیادہ بوڑھا ہو جائے اور وہ کسی کام کے قابل نہ رہے یا فقیر و غریب ہو جائے اور اسے ادائیگی پر قدرت نہ رہے درآنحالیکہ اس کے اوپر پچھلا نفس کا جزیہ باقی ہو تو اس باقی ماندہ کے اس کے ذمہ سے ساقط و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) خانیہ کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی ذمی شخص سال کے کچھ ایام میں مال دار اور کچھ ایام میں فقیر رہا ہو۔ اس صورت میں مشائخ (بیشتر فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر زیادہ ایام مالدار رہا ہو تو اس سے مال داروں کا سا جزیہ وصول کیا جائے گا۔ اور اس کے برعکس ہونے کی شکل میں اس سے فقیروں کا سا جزیہ وصول کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر نصف برس مال دار اور نصف برس فقیر رہے تو اس صورت میں اس سے متوسط درجہ والوں کا سا جزیہ وصول کرنے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ) اگر امام کے جزیہ مقرر کرنے سے قبل مریض صحت یاب ہو جائے تو اس کے اوپر جزیہ مقرر کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور جزیہ مقرر کرنے کے بعد وہ صحت یاب ہوا ہو تو اس صورت میں اس کے ذمہ اس سال کے جزیہ کا وجوب نہ ہوگا۔ یہ جائز ہے کہ دو سال یا دو سال سے زیادہ کا جزیہ پیشگی (ایڈوانس) ادا کر دیا جائے۔ اگر کوئی ذمی دو سال کا جزیہ پیشگی دیدے اس کے بعد وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے تو اسے ایک برس کا خراج لوٹا دینے کا حکم ہوگا لیکن پہلے برس کا خراج نہیں لوٹائیں گے جبکہ وہ اس سال کے آغاز کے بعد اسلام قبول کرے یا موت کی آغوش میں سو جائے۔ (اختیار شرح مختار) یہ مسئلہ اس امام کے قول کے مطابق ہوگا جو یہ کہتا ہو کہ سال کے آغاز کے ساتھ ہی جزیہ کا وجوب ہو جاتا ہے۔ جامع صغیر کے اندر اسی کی تخصیص کی گئی ہے اور اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (فتاویٰ کبریٰ) اگر مسلسل کئی سال کا جزیہ ذمی کے اوپر واجب ہوا اور اس سے وہ جزیہ وصول نہ کیا گیا ہو حتیٰ کہ وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائے تو اس صورت میں ہمارے (احناف) کے نزدیک اس سے جزیہ طلب نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر مذکورہ ذمی شخص اسلام قبول نہ کرے بلکہ اپنے کفر کے اوپر قائم رہے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تاوقتیکہ یہ سال پورا نہ ہو جائے اس سے نہ اس سال کا جزیہ طلب کیا جائیگا اور نہ گزشتہ برسوں کا جزیہ طلب کریں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر نجرانی ذمی اور نبطی کے درمیان ایک باندی مشترک ہو اور وہ باندی ایک لڑکے کو جنم دے اور بیک وقت دونوں اس کے نسب کے مدعی ہوں، اس کے بعد وہ بچہ حد بلوغ کو پہونچ جائے تو اس کے اوپر آدھا خراج (جزیہ) نجرانیوں کا سا اور آدھا نبطیوں کا سا واجب ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (سراجیہ) اگر کوئی باندی نجرانی اور تغلبی کے درمیان مشترک ہو اور وہ ایک لڑکے کو جنم دے اور دونوں بیک وقت اس کے نسب کے مدعی ہوں۔ اس کے بعد نجرانی اور تغلبی دونوں موت کی آغوش میں سو جائیں اور یہ لڑکا حد بلوغ کو پہونچ جائے تو سیر کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر اول تغلبی شخص مرے تو اس لڑکے سے اہل نجران کا سا جزیہ لینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اول نجرانی کا انتقال ہوا ہو تو اس سے بنی تغلب کا سا جزیہ وصول کرنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر دونوں کا انتقال ساتھ ہی ہوا ہو تو آدھا تغلبیوں کا سا اور آدھا نجرانیوں کا سا لینے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اگر کوئی ذمی جزیہ کا مال اپنے نائب یا غلام کی معرفت بھیجے تو اسے یہ اختیار نہیں دیا جائے گا۔ لہٰذا سب روایات میں زیادہ صحیح روایت کے مطابق اسے اس بات کی تاکید کی جائے گی کہ وہ بذاتِ خود جزیہ لے کر حاضر ہو اور کھڑے ہو کر اس کی ادائیگی کرے اور اس سے وصول یابی کرنے والا شخص بیٹھا رہے۔ اور ایک روایت کے مطابق وصول کرنے والا اس کے سبلت (سر) کو پکڑ کر اور ہلا کر کہے گا کہ اے ذمی شخص لا اپنا جزیہ پیش کر۔ (بتیں) جزیہ ادا کرنے والے کا ہاتھ نیچے اور وصول کرنے والے کا اوپر رہے گا۔ (تاتارخانیہ) امام المسلمین کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ اراضی اور رؤسِ کفار کو جمع کر کے دونوں

کے خراج کے تعیین اکٹھے دراہم یا دیناروں یا وزن کی جانے والی یا ناپ کر دیجانے والی اشیاء یا سیکڑوں کے ذریعہ مقرر کرے اور خواہ ہر ایک کیلئے الگ۔ الگ خراج مقرر و متعین کر دے اگر امام المسلمین جمع کر کے ایک ہی قسم کا خراج (جزیہ) مقرر کرے تو رؤس کفار کی تعداد اور اراضی کی حالت کے اعتبار سے دونوں کے اوپر اس جزیہ کی تقسیم عدل وانصاف کی رو سے کیجائیگی۔ لہٰذا جتنا حصہ رؤس کفار کے مقابلہ میں آئے اسے جزیہ قرار دیں گے یعنی ذمیوں کے رؤس پر اوپر ذکر کی گئی ترتیب کے مطابق مقرر ہوگا اور جتنا حصہ اراضی کے مقابلہ میں آئے اسے خراج قرار دینے کا حکم ہوگا۔ یعنی ان کی ہر اراضی پر اس کی پیداوار کے لحاظ سے اوپر ذکر کردہ ترتیب کے مطابق مقرر کرنے کا حکم ہوگا۔ اس کے بعد اگر ذمیوں کے سروں کی تعداد میں ان کے مرجانے یا آغوشِ اسلام میں آجانے کے باعث کمی واقع ہوگئی ہو تو جتنی تعداد کم ہوئی ہو اتنا حصہ ادھر سے واضع کر کے ان کی اراضی کی جانب منتقل کر دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اراضی اس کا تحمل کر سکتی ہو اور اس کی پیداوار وغیرہ سے بآسانی ادائیگی ممکن ہو۔ اسی طریقہ سے اگر سارے ذمیوں کے سر کم ہو جائیں یعنی ہلاک ہو گئے ہوں تو ان پر واجب ہونے والے حصہ کو اراضی میں اضافہ کیا جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ اراضی میں اس کے تحمل کی قوت بھی ہو۔ اگر اراضی اس کا تحمل نہ کر سکتی ہو تو مجموعی خراج میں سے اس مقدار کو کم کر دینے کا حکم ہوگا۔ اگر اس کے بعد ذمیوں کے سروں کی تعداد بہت بڑھ جائے اور ذمی زیادہ ہو جائیں تو اس صورت میں ذمیوں کے سروں پر واجب ہونے والا حصہ ان کی جانب لوٹانے اور منتقل کرنے کا حکم کیا جائے گا اگر اراضی کی پیداوار کے اندر کمی ہو جائے تو نقصان کے بقدر اس کا حصہ گھٹا کر ذمیوں کے سروں کی طرف منتقل کریں گے مگر شرط یہی ہے کہ ذمیوں کے سر اس کا تحمل بھی کر سکتے ہوں۔ اس کے بعد اگر اراضی پہلے کی طرح اچھی حالت میں ہو جائے اور پہلے کے مساوی پیداوار ہونے لگے تو ذکر کیا گیا حصہ پھر اراضی کی جانب منتقل کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر اراضی کے منتقل ہونے والے حصہ کو ذمیوں کے سر برداشت نہ کر سکتے ہوں تو ساقط و کالعدم ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ البتہ جب اراضی میں پھر پہلی سی قوتِ تحمل آجائے تو پھر سابقہ خراج اس پر عائد کر دیں گے۔ اگر ساری اراضیات ڈوب جانے کی وجہ سے ضائع ہو جائیں یا ان میں سے پانی نکلنے کے سبب وہ ناقابلِ کاشت مٹی بن کر رہ جائیں اور ذمیوں کے سر باقی ہوں تو اس صورت میں اراضی کے حصہ کو سروں کی طرف منتقل نہیں کریں گے۔ امام المسلمین ذمیوں کے سروں اور اراضی کا خراج الگ الگ مقرر کرے لہٰذا ذمیوں کے سروں پر جزیہ کی تعیین کر دے اور اراضی پر واجب ہوتے والے حصہ کی بھی تعیین کر دے اور ذکر کر دے۔ تو پھر یہ نہ ہوگا کہ ایک کی کمی دوسرے سے پوری کی جائے اور دوسرا حصہ اس کا تحمل کرے بلکہ وہ حصہ جو فی الحال برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کی مقررہ مقدار میں کمی کر دیجائے گی تاوقتیکہ اس میں از سر نو مقرر کردہ حصہ کو برداشت کرنے کی طاقت پیدا نہ ہو جائے۔ طاقت پیدا ہو جانے پر وہ مقرر مقدار لازم کیجائیگی اگر امام المسلمین ان لوگوں سے اس طرح صلح کرے کہ ان کی اراضیات کا سارا مال (پیداوار وغیرہ) لے گا اور ذمیوں کے سروں کے عوض کچھ نہ لے گا یا ذمیوں کے سروں سے ہی سب لے گا اور اراضیات سے کچھ وصول نہ کرے گا تو اسے درست قرار نہ دیں گے۔ بلکہ سارا مال ذمیوں کے سروں اور اراضیات پر پہلے ذکر کیگئی ترتیب کے مطابق بانٹا جائے گا۔ (کافی)

اگر کسی ملک کے لوگ جن کے ساتھ امام المسلمین کسی مقررہ مقدار کے اوپر صلح کرلے اور یہ طے ہو کہ وہ اسے اپنی اراضیات یا رؤسِ کفار کے ذریعہ ادا کر دیں گے وہ سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں

تو اس صورت میں ان کے رؤس کے خراج کے ساقط ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اور اراضی کا خراج ساقط وکالعدم نہ ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

فصل

اگر ذمی نیا گرجا یا عبادت خانہ بنانا چاہیں یا آتش پرست لوگ آتش خانہ بنانا چاہیں لہٰذا اگر وہ مسلمانوں کے شہروں میں کسی شہر یا شہر کی حدود میں بنانا چاہتے ہوں تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک روکنے کا حکم ہوگا اور اجازت عطا نہیں کیجائیگی۔ اگر وہ شہر کے قریب کے کسی علاقہ اور دیہات کے اندر بنانا چاہتے ہوں تو اس کے بارے میں مختلف قسم کی روایات ہیں۔ روایات کے اختلاف کے باعث مشائخ (فقہاء) کی رائیں بھی اس کے اندر مختلف ہیں۔ مشائخ بلخ کے نزدیک اس سے بھی روکا جائے گا۔ البتہ ایسا دیہات جس کے باشندے اکثر ذمی ہوں وہاں بنانے کی ممانعت نہ ہوگی۔ مشائخ بخارا میں سے امام ابوبکر محمد ابن الفضل عدم ممانعت کا حکم فرماتے ہیں۔ شمس الائمہ سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک زیادہ صحیح قول کے مطابق انہیں سوادِ شہر میں بنانے کی بھی ممانعت کی جائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں) زمینِ عرب کے اندر خواہ شہر ہوں یا دیہات سب جگہ بنانے سے روکا جائے گا۔ (ہدایہ) جس طرح بیعہ (گرجا) اور کنیسہ (عبادت خانہ) کا بنانا جائز نہیں ہے اسی طرح جدید صومعہ (راہبوں کا عبادت خانہ) بنانا بھی جائز نہ ہوگا۔ کہ ان میں سے ایک شخص اکیلا اپنے طور سے عبادت کرے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص اپنے گھر کے اندر کوئی جگہ نماز پڑھنے کی خاطر بنالے تو اسے روکا نہیں جائے گا۔ (غایۃ البیان) ہمارے مشائخ (فقہائے احناف) کے نزدیک سوادِ شہر اور دیہات کے اندر قدیم زمانہ سے بنے ہوئے بیعے اور کنیسے گرائے نہیں جائیں گے بلکہ انہیں باقی رکھا جائے گا۔ رہا شہروں کا معاملہ تو امام محمدؒ اجارات کے اندر بیان کرتے ہیں کہ جو شہر کے اندر ہوں انہیں گرایا نہیں جائے گا۔ اور کتاب العشر والخراج کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ جو مسلمانوں کے شہروں کے اندر ہوں انہیں گرانے کا حکم ہوگا۔ شمس الائمہ سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ اجارات کی روایت میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے (فتاویٰ قاضی خاں) اگر ان کے قدیم کنیسوں اور بیعوں میں سے کوئی گر جائے تو انہیں یہ حق ہوگا کہ پہلے جیسا تعمیر کرلیں۔ اگر وہ یہ کہتے ہوں کہ اسے ہم اس جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ تعمیر کریں گے تو ان کو یہ حق واختیار حاصل نہ ہونے کا حکم ہوگا بلکہ اسی مقام پر بعینہ پہلے جیسا کسی اضافہ کے بغیر بنانے کی اجازت ہوگی۔ اور پہلی تعمیر سے اگر بڑھائیں گے تو انہیں اس سے روکا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) یہ بات واضح رہے کہ قدیم کا مطلب یہ ہے کہ امام المسلمین نے جس وقت انکے شہر پر فتح حاصل کی ہو یا ان سے ادائیگی جزیہ پر مصالحت کی ہو کہ وہ جزیہ ادا کرینگے اور مسلمانوں کے تابع دار ہوکر اپنے دین پر قائم رہینگے وہ اس سے قبل کا تعمیر شدہ ہو۔ یہ شرط لازم نہیں کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے دور کا ہی تعمیر شدہ ہو (غایۃ البیان) اگر ان لوگوں کا کوئی کنیسہ کسی دیہات کے اندر ہو۔ اس کے بعد کنیسہ والوں نے اس کی تعمیر اور اس کی مکانیت میں اضافہ کیا پھر یہ دیہات (ترقی کرکے) شہروں جیسا ہوگیا تو کتاب العشر کی روایت کی رو سے انہیں اس کے گرا دینے کا حکم کیا جائے گا اور عام روایات کی رو سے انہیں اسکا حکم نہیں کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر ان کا کوئی کنیسہ کسی شہر کے نزدیک اور اس سے متصل ہو۔ اس کے بعد وہ اس کے ارد گرد عمارتیں بنانی شروع کردیں حتیٰ کہ بڑھتے بڑھتے یہ گاؤں۔ اس شہر سے ملجائے اور شہر کے محلوں میں کا ایک محلہ سمجھا جانے لگے تب بھی ان کے اس کنیسہ کو گرا دینے کا حکم کیا جائے گا۔ درست حکم وہی ہے جو عام روایات کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔ (تاتارخانیہ) اگر دارالحرب کی کوئی قوم صلح کی درخواست اس شرط کے ساتھ کرے کہ ہم اس شرط کے ساتھ مسلمانوں کے ذمی بنتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک کے اندر مسلمان کوئی شہر اپنے لئے آباد کریں یا وہاں بودو باش

اور علی الاعلان شراب و سور فروخت کی ممانعت نہ کریں تو مسلمانوں کے اختیار کر لیں تو ہمیں اس کے اندر نئے بیعے یا کنیسے تعمیر کرنے اور علی الاعلان شراب و سور فروخت کی ممانعت نہ کریں تو مسلمانوں کو اس شرط کے ساتھ صلح نہ کرنی چاہئے۔ اور اگر مسلمان اس شرط کے ساتھ ان سے صلح کر لیں تو انہیں یہ صلح توڑ دینے اور ختم کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ (ذخیرہ) اگر دار الحرب والوں کی کوئی قوم مسلمانوں کے ساتھ اس شرط پر صلح کرے کہ ہم اپنے نفسوں اور اپنی اراضیات کے ساتھ اس شرط پر مسلمانوں کے ذمی بنتے ہیں کہ مسلمان ہمارے ہمراہ ہمارے مکانوں قصبوں، شہروں اور دیہاتوں میں مقاسمہ کر لیں درآنحالیکہ وہاں کنیسے و بیعے اور آتش خانے ہوں اور وہاں پر علی الاعلان شراب و سور فروخت ہوتے ہوں اور علی الاعلان بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہو، نیز آتش پرستوں کا ذبیحہ اور مردار علی الاعلان فروخت ہوتا ہو تو اس قسم کی صلح کے اندر وہ بڑا یا چھوٹا شہر جو مسلمانوں کا شہر بنجائے اس کے اندر جمعہ کی نماز کا قیام ہوگا، حدودِ شرع کا نفاذ ہوگا اور اس شہر کے اندر ان لوگوں کو ان سب باتوں سے روکا جائے گا۔ اور انہیں یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اس کے اندر کوئی نیا بیعہ یا کنیسہ یا آتش خانہ تعمیر کریں جو کہ صلح سے قبل موجود نہ ہو۔ نہ اس کے اندر علی الاعلان شراب فروخت کرنے کی اجازت ہوگی اور نہ سور و مردار فروخت کرنے اور آتش پرستوں کا ذبح کردہ جانور فروخت کرنے کا حق ہوگا۔ نیز یہ حق بھی حاصل نہ ہوگا کہ اس کے اندر علی الاعلان ماؤں اور دوسری محرم عورتوں کے ہمراہ نکاح کیا جائے۔ ان کے لئے بجز "خصلت واحدہ" کے کسی چیز کی اجازت نہ ہوگی۔ کنیسوں، بیعوں اور ان آتش خانوں کو جو اس شہر کے اسلامی شہر ہونے سے قبل موجود تھے بدستور باقی کیا جائے گا، اور ذمی وہاں اس کے اسلامی شہر ہونے سے پہلے جو کرتے تھے اس کی اجازت ہوگی البتہ یہ لوگ اپنی صلیبوں کو اپنے کنیسوں سے باہر نہیں نکالیں گے۔ اور اگر ان کے ان قدیم کنیسوں میں سے کوئی کنیسہ گر جائے تو جوں کا توں پہلے کی طرح بنا لینے کا حق ہوگا۔ اگر وہ یہ کہتے ہوں کہ اسے بجائے یہاں کے کسی دوسرے شہر میں تعمیر کریں گے تو انہیں یہ حق و اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ اگر امام المسلمین دار الحرب کی کسی قوم پر غلبہ حاصل کر لے۔ پھر اسے اس میں مصلحت نظر آئے کہ انہیں ذمی بنا کر ان کی اراضیات پر خراج مقرر کر دے اور اس ملک کو غنیمت کے مستحقین پر تقسیم نہ کرے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد کوفہ والوں کے ساتھ کیا تھا تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اور ایسا کرنے پر یہ لوگ ذمی بن جائیں گے اور انہیں کنیسہ، بیعہ، آتش خانہ تعمیر کرنے اور شراب و خنزیر کی بیع اور ان تمام امور سے جو ہم نے ان کی ملت کے ذکر کئے ہیں نہیں روکا جائے گا۔ (سراج الوہاج) اگر امام المسلمین اہل شرک کے شہروں میں سے کوئی شہر بزور اور غالب آکر فتح کرنے اس کے بعد ان لوگوں سے ان کو ذمی بنانے کی شرط پر صلح کر لی درآنحالیکہ اس سرزمین میں کنیسے بیعے اور آتش خانے قدیمی موجود ہوں یا مشرکین کے گاؤں میں سے کوئی گاؤں اس قسم کا ہو۔ اس کے بعد یہ گاؤں اسلامی شہروں جیسا شہر ہو جائے کہ اس کے اندر جمعہ کی نماز قائم کی جاتی ہو اور شرعی حدود کا نفاذ ہوتا ہو تو امام ان ذمیوں کو ان بیعوں اور کنیسوں کے اندر اپنی ملت (و طریقہ) کے مطابق نماز پڑھنے سے روک کر حکم دے گا کہ ان جگہوں کو اپنی رہائش کے گھر بنا لیں اور ان کے اندر قیام پذیر ہوں۔ امام المسلمین کو انہیں گروانا نہ چاہیے۔ اگر دار الحرب والوں میں سے کوئی قوم اس شرط کے ساتھ ذمی بننے پر صلح کرے کہ اپنے ذمی ہو جانے پر ہم اپنے گاؤں یا شہر کے اندر بیعے، کنیسے اور آتش خانے تعمیر کریں گے۔ پھر صلح کے بعد یہ گاؤں جہاں انہوں نے بیعے وغیرہ تعمیر کئے ہوں اسلامی شہروں میں سے ایک شہر بنجائے تو اس صورت میں مسلمانوں کو ان میں سے کسی کا گرانا جائز نہ ہوگا عام روایات کی رو سے یہی حکم ہے۔ کتاب العشر و الخراج کی روایت کی رو سے مسلمانوں کو ان کے گرا دینے کا حق حاصل ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر ان کے شہروں میں کوئی شہر مسلمانوں کے لئے ایسا بن جائے کہ اس کے اندر جمعہ

قائم کرتے ہوں اور شرعی حدود کا نفاذ ہوتا ہو، اس کے بعد مسلمان یہ شہر چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جائیں اور اس شہر میں بجز پانچ سات مسلمانوں کے کوئی باقی نہ رہے یعنی قلیل مقدار باقی رہ گئی ہو۔ اس کے بعد ذمی لوگ نئے سرے سے اس کے اندر کنیسے تعمیر کر لیں اس کے بعد مسلمان اپنی مصلحت کے پیشِ نظر اسی شہر میں لوٹ آئیں اور یہ شہر ایسا بنجائے کہ اس کے اندر جمعہ کی نماز اور عیدین قائم ہوتی ہوں اور حدودِ شرع کا نفاذ ہوتا ہو تو اس صورت میں ان کے جدید تعمیر شدہ کنیسے گرائے نہیں جائیں گے۔ شیخ رکن الاسلام علی سغدیؒ فرماتے ہیں کہ اسی طریقہ سے۔ اگر وہ شہر مسلمانوں کا شہر بن جائے اور اس کے بعد ذمی لوگ اس کے اندر کوئی نیا کنیسہ تعمیر کریں اور مسلمان اسے نہ گرائیں حتیٰ کہ اسے چھوڑ کر چلے جائیں۔ اس کے بعد بتقاضائے مصلحت مسلمان اسی شہر میں لوٹ کر آجائیں اور وہ شہر مسلمانوں کا شہر بن جائے تب بھی ذکر کئے گئے کنیسے گرانے کا حکم نہ ہوگا۔ جو شہر مسلمانوں کا شہر بن چکا ہو اور مسلمانوں کا شہر بننے سے قبل اس کے اندر بعمادر کنیسے موجود ہوں اور مسلمان ذمیوں کو ان کے اندر نماز پڑھنے اور اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے سے روکیں اور ذمی کہیں کہ ہم ذمیوں کی ایسی قوم ہیں کہ ہم نے امام المسلمین سے اپنے شہروں پر قبضہ رہتے ہوئے صلح کی ہے لہٰذا تم کو یہ جائز نہیں کہ ہمیں ان کنیسوں میں نماز پڑھنے سے روکو اور مسلمان کہتے ہوں کہ یہ بات صحیح نہیں بلکہ ہم نے تمہارا ملک بزور شمشیر غالب آکر فتح کیا ہے اور ہم نے تمہیں ذمی بنایا ہے لہٰذا ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم تمہیں ان کنیسوں میں نماز پڑھنے سے روک دیں اور یہ مقدمہ امام المسلمین کے سامنے پیش ہو اور اس ملک کو فتح کئے ہوئے عرصۂ دراز گزر گیا ہو اور یہ پتہ نہ چل سکے کہ ابتداءً یہ بات کس طرح ہوئی تھی تو اس صورت میں امام المسلمین فقہاء اور اہلِ علم سے معلوم کرے گا کہ اس سلسلہ میں کوئی اثر اور خبر ہے؟ اگر فقہاء کسی اثر سے ثابت و بیان کر دیں تو امام المسلمین اس کے موافق عمل کرے گا۔ اگر فقہاء کے پاس کوئی ایسی روایت نہ ہو یا مختلف قسم کی روایات ہوں تو اس صورت میں خلیفۃ المسلمین اس دیار کو بطور صلح فتح کیا ہوا شمار کرے گا اور بحلف انہی ذمیوں کا قول قابلِ قبول ہوگا۔ اگر ایک خبر سے بطور صلح فتح ہونا ثابت ہو اور دوسرے خبر سے اس کے بزور شمشیر اور غالب آکر فتح ہونا ثابت ہو تب بھی ذمیوں کا قول قابل قبول ہوگا۔ اگر کوئی قوم دوسری قوم کی گواہی دے کہ اس دیار والوں سے صلح کی گئی ہے اور یہ دیار بطور صلح فتح ہوا ہے اور کوئی قوم دوسری قوم کی گواہی پر یہ گواہی دے کہ یہ دیار بزور شمشیر غلبہ حاصل کر کے فتح کیا گیا ہے تو اس شکل میں غالب آکر اور بزور شمشیر فتح کئے جانے کی شہادت دینے والے کی شہادت قابلِ قبول اور قابلِ ترجیح ہوگی۔ اگر کوئی اثر کسی ثقہ و معتمد شخص کا روایت کردہ اس دیار کے بطور صلح فتح کرنے کا ملے اور گواہی پر یہ گواہی دیجائے کہ اس دیار کو بطور صلح فتح کیا گیا ہے تو اس شہادت کے اندر جو امر ہو وہی درست اور قابلِ قبول ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ اصلی گواہ اور گواہی گواہی دینے والے دونوں مسلمان ہوں اگر اثر کسی ثقہ سے مروی ہو کہ یہ دیار بطور صلح ہی لیا گیا ہے اور گواہی پر کوئی یہ گواہی دے کہ بذریعہ قہر و غلبہ اس دیار پر فتح حاصل کی گئی تھی تب بھی ذکر کردہ گواہی کے مقبول ہونے کا حکم ہوگا۔ لیکن اس شکل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ گواہ مسلمان ہی ہوں بلکہ چاہے مسلمان ہوں یا ذمی ہوں (ذخیرہ) مناسب یہ ہے کہ کسی ذمی کو مسلمان سے مشابہت پیدا کرنے کا اختیار نہ دیا جائے یعنی ذمی کی مسلمان کے ساتھ نہ لباس میں مشابہت ہو اور نہ سواری کے اندر اور اس کی وضع اور ہیئت میں۔ ذمیوں کو عام طور پر گھوڑے کی سواری کی ممانعت کی جائے۔ البتہ اگر (مسلمانوں کی) ضرورت کی بنا پر سوار ہوں تو مضائقہ نہیں۔ (محیط) ذمی ضرورت کے باعث سوار ہوں مثلاً خلیفۃ المسلمین کو دورانِ جنگ مسلمانوں سے سرا دور

کرنے (اور آسانی پیدا کرنے) کی خاطر ان کی اعانت کی ضرورت ہو اور وہ سوار ہو کر دشمن سے نبرد آزما ہونے کیلئے جائیں تو انہیں مسلمانوں کا مجمع دیکھ کر سواری سے اتر جانا چاہیئے۔ اس کے بعد اگر حاجت ہو تو انہیں گدھے کے پالان کی مانند زین بنوا لینے کا حکم دیں۔ نہ انہیں خچر کی سواری کی ممانعت کی جائے اور نہ گدھے پر سوار ہونے سے روکا جائے مگر مسلمانوں کی زین کی مانند زین بنانے سے روک دیا جائے۔ ان کی زین کا قربوس[1] انار کی طرح ہونا چاہیئے۔ شیخ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی زین کی قربوس گدھے کے پالان کی طرح ہو اور یہ پالان ساخت میں انار کی مانند ہوتا ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی زین مسلمانوں کی زین کی طرح ہو البتہ اس کے آگے کی جانب ایک شے انار کے مانند بنی ہوئی ہو۔ مگر پہلے قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ انہیں چادر اوڑھنے اور عمامہ ودرّاعہ[2] کے استعمال سے روکا جائے کیونکہ انہیں علماء پہنتے اور استعمال کرتے ہیں انہیں ٹھپہ لگی ہوئی ٹوپیاں اوڑھنی چاہئیں۔ اسی طرح ان کے جوتوں کے تسمے مسلمانوں کے جوتوں کے تسموں کی طرح نہ ہونے چاہئیں۔ ہمارے دیار میں مردوں میں نعلین[3] پہننے کا رواج نہیں بلکہ مکعب[4] پہننے کا رواج ہے۔ لہذا ان کے مکعب ہمارے مکعب کی مانند نہ ہونا لازم ہے اور ان میں فرق اور ہمارے مکعب سے مختلف ہونا ضروری ہے ان کے مکعب کچھ کھردرے موٹے بدرنگ اور زینت سے خالی ہوں۔ انہیں اس پر مجبور کرنا چاہیئے کہ ان کا ہر فرد موٹے ڈورے کی طرح بنا کر اپنی کمر میں باندھے رکھے یہ ڈورا الیگھ یا صوف[5] سے ہونا چاہیئے۔ ریشمی نہ ہونا چاہیئے اور موٹا ہونا چاہیئے اتنا پتلا اور باریک نہ ہو کہ غور سے دیکھے بغیر نظر نہ آسکے۔ شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں کہ اس کو اپنی کمر میں گرہ دیکر باندھ لینا چاہیئے۔ اور اس کے لئے مسلمان کی پیٹی کی طرح حلقہ نہ بنائے بلکہ اسے دائیں اور بائیں جانب لٹکائے رکھے۔ انہیں زینت والے موزے نہ پہننے دیئے جائیں بلکہ ان کے موزے بدرنگ موٹے کھردرے ہونے چاہئیں اسی طریقہ سے یہ لوگ زینت دار قبا و قمیص زیب تن نہ کریں بلکہ کرباس کی موٹی قبائیں جن کے تکمے (گھنڈیا) لانبے لانبے اور دامن چھوٹے ہوں زیب تن کریں اسی طرح کرباس کی موٹی قمیصیں جن کے گلوں کے چاک عورتوں کی قمیصوں کی طرح سینہ پر ہوں پہنیں۔ یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے کہ جب مسلمانوں نے اس دیار پر بزور شمشیر غلبہ حاصل کیا ہو۔ اور اگر ان کے ساتھ بعض اشیاء پر صلح ہو گئی ہو تو انہیں صلح کے مطابق رکھا جائے گا پھر مشائخ (فقہاء) کی رائیں اس بارے میں مختلف ہیں کہ ایسی شکل میں ہم میں اور ان میں وضع کے اندر امتیاز و اختلاف ایک علامت کے ساتھ ہو گا یا دو یا تین علامتوں کے ذریعہ ہو گا۔ حاکم امام ابو محمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر امام المسلمین نے ان کے ہمراہ صلح کر لی اور محض ایک علامت اختیار کر لینے کی شرط پر انہیں ذمی قرار دیدیا تو اب کسی اور علامت کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ اگر مسلمان کسی ملک کو بزور شمشیر فتح کریں اور غالب آئیں تو امام المسلمین کو ان مفتوحین پر بہت سی علامات کو لازم کر دینے کا حق حاصل ہو گا۔ اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (محیط) ان کی عورتوں کے لئے مسلمان عورتوں سے ممتاز اور علیحدہ کرنے کے لئے کوئی علامت مقرر کرنی لازم ہو گی۔ راستہ پر چلنے کی صورت اور حماموں (غسل خانوں) میں داخل ہونے میں بھی کھلا امتیاز ہونا چاہیئے۔ لہذا اس غرض کیلئے ذمیوں کی عورتوں کی گردنوں میں آہنی طوق ڈلوا دیئے جائیں۔ مسلمان عورتوں کے ازار (پاجامہ یا تہبند) سے ان کا ازار مختلف ہونا چاہیئے ان کے

[1] زین کا آگے پیچھے کا بلند حصہ [2] کتان کا کپڑا [3] ایسے موزے جن کے تلے چمڑے کے ہوں [4] وہ موزے جو ٹخنوں تک چمڑے کے ہوں [5] مذکل اور بانس کا چھلکا [6] اون کا ٹکڑا

مکانات کے دروازوں پر ایسے نشانات مقرر کر دیئے جائیں جن کے ذریعہ مسلمانوں کے گھر صاف طور پر علیحدہ معلوم ہوں تاکہ یہ نہ ہو کہ سائل ان کے دروازوں پر کھڑا ہو کر ان کے لئے دعائے مغفرت و بخشش کرے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایسے امور کے اندر کھلا امتیاز لازم ہے جو امور زمانہ کے رواج کے اعتبار سے وہاں کے لوگوں میں ذلت و حقارت اور مغلوب ہونے کی علامت ہوں تاکہ ان کا ذلیل اور مغلوب ہونا عیاں ہو جائے۔ (اختیار شرح مختار) اگر کوئی ذمی شخص کسی مسلمان سے بیعہ کا راستہ دریافت کرے تو مسلمان کے لئے یہ موزوں نہیں کہ اسے بیعہ کا راستہ بتائے کیونکہ یہ معصیت کا راستہ بتلانے اور راہِ معصیت کی نشان دہی کرنے میں داخل ہے۔ اگر کسی مسلمان شخص کا والد یا والدہ ذمی ہو تو مسلمان شخص کو اسے گھر سے بیعہ تک پہونچا دینا چاہیئے اور یہ بھی جائز ہے کہ ہاتھ پکڑ کر اسے بیعہ سے گھر تک پہونچا دے۔ (فتاویٰ قاضی خاں) ذمی لوگوں کو ہتھیار اٹھانے یا لگانے کا حق نہیں۔ مسلمان راستہ میں چلتے ہوئے اس طرح متفق ہو کر چلیں کہ ذمی راستہ میں (ذرا) دب کر چلنے پر مجبور ہوں (تاکہ احساسِ کمتری ہو) کوئی مسلمان ان کو سلام کرنے میں سبقت نہ کرے۔ البتہ اگر وہ لوگ سلام میں سبقت کریں تو جواب کے اندر محض "وعلیکم" کہدیا جائے۔ (فتح القدیر) ذمیوں کے غلام زنار باندھنے پر مجبور نہیں کئے جائیں گے۔ اسی قول کو پسندیدہ اور قابلِ ترجیح قرار دیا گیا ہے۔ (فتاویٰ کبریٰ) عیسائی کو اپنے مکان کے اندر مسلمانوں کے شہر میں ناقوس بجانے کا حق حاصل نہیں اور نہ یہ حق حاصل ہے کہ عیسائیوں کو اپنے مکان پر نماز کی خاطر جمع کرے البتہ اسے خود اکیلے نماز پڑھنے کا حق حاصل ہے۔ عیسائیوں کو اپنی صلیبیں وغیرہ اپنے کنیسوں سے نکالنے کا حق نہ ہوگا۔ اگر وہ زبور یا انجیل بآوازِ بلند پڑھیں اور اس کے اندر شرک کا اظہار ہو رہا ہو تو اس سے منع کیا جائے گا اور اظہار شرک واقع نہ ہونے کی صورت میں ممانعت کیجائیگی۔ البتہ مسلمانوں کے بازاروں میں ان کو اس کے پڑھنے سے روکا جائے گا۔ اسی طریقہ سے انہیں اسلامی شہر اور اس کی حدود میں شراب و سور کی بیع اور شراب و سور کے اظہار و اعلان سے منع کیا جائے گا۔ اگر وہ شہر کی حدود سے دور و فاصلہ پر ہوں تو وہاں ان کے صلیب اور ناقوس بجانے کے اندر کوئی حرج نہ ہوگا ہر وہ دیہات و موضع جو اسلامی شہر شمار نہ ہوتا ہو وہاں انہیں ان امور سے نہیں روکا جائے گا۔ خواہ اس مقام پر کتنی ہی کثیر تعداد میں مسلمان قیام پذیر کیوں نہ ہوں۔ امام محمدؒ سیر کبیر کے اندر یہی فرماتے ہیں۔ بہت سے ائمہ بلخ (فقہاء بلخ) فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کا یہ قول خاص طور پر کوفہ کے دیہاتوں پر نظر کرتے ہوئے ہے۔ کیونکہ کوفہ کے دیہاتوں کے باشندے (بیشتر) روافض (شیعہ) اور ذمی ہیں۔ ہمارے دیار کے دیہاتوں کے اندر بھی ذمیوں کو اسی طرح ممانعت کی جائیگی جس طرح انہیں شہروں میں روکا جاتا ہے۔ ہمارے مشائخ (فقہاء احناف) فرماتے ہیں کہ دیہاتوں کے اندر ایسے امور کے ظاہر کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے سے ان کو کسی صورت بھی نہیں روکا جائے گا اور بہر صورت اجازت عطا کیجائے گی۔ (فتاویٰ قاضی خاں) تجنیس کے اندر خواہر زادہ فرماتے ہیں کہ اگر ذمی اسلامی شہروں میں سے کسی شہر یا مسلمانوں کے دیہاتوں میں سے کسی دیہات کے اندر ایسی کوئی بات کریں جس کے اوپر صلح نہ کی گئی ہو اور وہ معاہدہ صلح میں داخل نہ ہو مثلاً زنا، فحش باتیں، مزامیر (گانا باجہ) اور طبل و راگ، لہو و لعب اور نوحہ کرتے ہوئے رونا اور کبوتر بازی وغیرہ تو اس صورت میں ان کو اس سے اسی طرح روکا جائے گا۔ جس طرح کہ مسلمانوں کو منع کیا جاتا ہے۔ تجرید کے اندر لکھا ہے کہ نہ مسلمانوں کو ان کے مکانوں میں اترنا چاہیئے اور نہ ان کے مکانات و اراضی میں سے کوئی چیز لینی چاہیئے۔ البتہ اگر وہ مالک بنا دیں یعنی برضا و رغبت اجازت عطا کر دیں اور مالک بنا دیں تو لے لینا درست ہوگا۔ (تاتارخانیہ) اگر مسلمان افتادہ اراضی میں جن پر کسی کی ملکیت ثابت نہ ہو کسی شہر کی بنیاد ڈال دیں اور اس اراضی سے متصل ذمیوں کے دیہات ہوں، اس کے بعد مذکورہ شہر کی آبادی میں اتنا اضافہ ہو جائے کہ آبادی ان دیہاتوں تک پہونچ

جائے یا ان سے بھی بڑھ جائے تو اس صورت میں یہ دیہات اسی شہر میں داخل شمار ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ شہر اُن دیہاتوں کے اطراف کا احاطہ کر لیتا ہے۔ اگر ذمیوں کے پرانے کنیسے اور بیعے ان گاؤں میں موجود ہوں تو انہیں باقی رکھا جائے گا اگر اسلامی شہر میں ان دیہاتوں کے شامل ہو جانے کے بعد ذمی ان دیہاتوں میں سے کسی کے اندر کوئی نیا کنیسہ یا بیعہ یا آتش خانہ بنانا چاہیں تو انہیں اس سے روک دینے کا حکم ہوگا۔ اسلامی شہروں میں سے جو شہر اس قسم کا ہو کہ اس کے اندر جمعہ کی نماز ہوا کرتی ہو اور شرعی حدود کا نفاذ ہو وہاں کسی ذمی یا مسلمان کو علی الاعلان شراب یا سور داخل نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی مسلمان ایسے شہر کے اندر سور یا شراب داخل کرکے کہے کہ مجھے اس شہر سے ہو کر جانا تھا اور شراب سرکہ بنانے کی غرض سے لے جا رہا ہوں یا کہے کہ میں اس شراب کا مالک نہیں بلکہ اس کا مالک دوسرا ہے اور یہ نہ بتلائے کہ اس کا مالک کون ہے۔ تو یہ دیکھیں گے کہ اگر یہ شخص دین دار ہو اور اس پر شراب نوشی کی تہمت نہ لگائی جا سکتی ہو اور شراب نوشی کا شبہ نہ کیا جا سکتا ہو تو اس سے درگزر کرتے ہوئے حکم دیں گے کہ وہ اس شراب کا سرکہ بنا دے۔ اگر ذکر کئے گئے مرد پر شراب نوشی کی تہمت ہو یعنی اس کے اوپر شراب نوشی کا شبہ ہو تو اس کی شراب بہا دینے کا حکم ہوگا۔ اور اس کے سور ذبح کرکے نذرِ آتش کر دیئے جائیں گے۔ اگر امام المسلمین یہ دیکھے کہ بلا تعزیر باز آنا ممکن نہیں اور یہ ارادہ کرے کہ اس کے تعزیراً کوڑے لگا کر اسے قید کر دیا جائے حتیٰ اس کا تائب ہونا صاف معلوم ہو جائے تو ایسا کرنا درست ہوگا۔ اگر وہ محض کوڑے مارنے یا قید میں ڈالنے پر اکتفا کرے تو یہ بھی درست ہوگا لیکن جن کپڑے یا مشک کے اندر شراب تھی اس سلیئے اس کا پھاڑنا یا توڑ ڈالنا موزوں نہیں۔ اگر وہ مشک وغیرہ پھاڑے گا یا برتن توڑے گا تو اس کا ضمان لازم آئے گا۔ البتہ اگر امام المسلمین بتقاضائے مصلحت یہ فعل اس شخص کے لئے بطور سزا کے کرے خود کرے یا کسی اور شخص کو اس کرنے کا حکم دے اور حکم کیا گیا شخص تعمیلِ حکم کر دے تو اس صورت میں ضمان لازم نہیں آئے گا۔ اگر امام المسلمین برتن یا شراب کی مشک اور جس جانور پر یہ مشک رکھی ہوئی یا برتن لدے ہوئے ہوں ان سب کو بیچ ڈالے تو یہ بیع باطل و کالعدم قرار دی جائیگی۔ اگر اسلامی شہروں میں سے کسی شہر کے اندر شراب لانے والا ذمی شخص ہو اگر یہ شخص جاہل و ناواقف ہو تو امام المسلمین اس کا سامان اسے لوٹا کر اسے شہر سے خارج کر دے گا اور اسے آگاہ و خبردار کرے گا کہ آئندہ تو نے ایسی حرکت کا ارتکاب کیا تو تجھے سزا دوں گا۔ جاہل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ذکر کردہ ذمی شخص شراب اس قسم کے شہر کے اندر نہ لانے سے آگاہ نہ ہو۔ اگر مذکور ذمی شخص جانتے بوجھتے ایسا کرے تو امام المسلمین نہ اس کی شراب بہائے گا اور نہ اس کے سوروں کو ہلاک کرے گا۔ لیکن اگر امام المسلمین از روئے مصلحت تادیب و تنبیہ کی غرض سے اسکو سزا دے چاہے قید میں ڈالے یا کوڑے مارے تو اس کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان شخص ان دونوں چیزوں میں سے کسی کو ضائع کر دے تو اس کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ اگر امام المسلمین کے مذہب و مسلک کی رو سے ایسے بے ادب ذمی کے ہمراہ یہ سزا اور ایسا سلوک جائز ہو اور پھر وہ خود کرے یا دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دے تو اس کے اوپر ضمان لازم نہیں آئے گا۔ اگر ذمیوں میں سے کوئی شخص کشتی میں شراب لادے ہوئے دریائے دجلہ و بغداد وغیرہ یعنی دریائی راستہ سے روانہ ہو اور دریائی راستہ سے شراب لئے ہوئے مدائن یا واسط یا بغداد کے اندر ہو کر گزرے تو اس کو اس سے روکا نہیں جائے گا اسی طریقہ سے اسلامی شہر کے اندر کے راستہ سے مع شراب کے گزرنا چاہے در آنحالیکہ بجز اس راستہ کے اور کوئی راستہ نہ ہو تب بھی نہیں روکیںگے۔ امام المسلمین کے لئے موزوں ہے کہ انکے ہمراہ کوئی امین شخص روانہ کر دے تاکہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص ان کے ساتھ تعرض نہ کرے اور روک ٹوک کا درد نہ بنے۔ اور تاکہ ان لوگوں کو ایسے مسلمانوں کی قیام گاہوں

میں سے کسی قیام گاہ میں ٹھہرنے اور منتفع ہونے کا موقعہ نہ ملے جو کہ شراب نوشی کے ساتھ متہم ہوں۔ اگر ذمی لوگ اپنے دیہاتوں میں سے کسی دیہات یا اپنے شہروں میں سے کسی شہر کے اندر فسق و فجور کی ان باتوں میں سے کوئی بات جس کے اوپر صلح نہ ہوئی ہو علی الاعلان کرنا چاہیں مثلاً زنا اور فواحش وغیرہ جو کہ ان کے اپنے دین کی رو سے بھی حرام ہوں تو مسلمانوں کی طرح ان لوگوں کو بھی اس سے روکا جائے گا اسی طرح سُکر (نشہ آور شئے استعمال کر کے مدہوش ہو جانے) کی بھی ممانعت کیجائے گی کیونکہ انکے نزدیک بھی یہ حلال نہیں بلکہ اصل میں (محض) شراب نوشی کو حلال سمجھتے ہیں۔ اسی طریقہ سے علی الاعلان مزامیر (گانے بجانے کے آلات) طنبورہ لہو و لعب وغیرہ (کے آلات) فروخت کرنے کی ممانعت کیجائیگی۔ اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کو توڑ ڈالے تو مسلمان کی طرح ان پر بھی ایسی کسی شے کے توڑ ڈالنے سے ضمان لازم نہیں آئے گا۔ امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ کے قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق تراشیدہ لکڑی کی قیمت کے بقدر اس پر ضمان لازم آئے گا۔ لہو و لعب (کا آلہ ہونے) کی رو سے اس کی جو قیمت ہو اس کا ضمان لازم نہیں آئے گا۔ جس طرح مسلمان کے ایسی شئے کو توڑ ڈالنے کی شکل میں حکم ہوتا ہے (ذخیرہ)

اگر کسی مسلمان کی زوجہ ذمیہ عورت ہو تو اسے ذمیہ عورت کو شراب نوشی سے روکنے کا حق و اختیار نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے نزدیک شراب نوشی حلال ہے البتہ مسلمان خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے گھر میں شراب لانے کی ممانعت کردے۔ مسلمان خاوند کو یہ حق حاصل نہیں کہ ذمیہ بیوی پر غسل جنابت کی (ناپاکی کے غسل کے) کی بنا پر جبر کرے کیونکہ اس کے اوپر یہ لازم نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان) کتاب العشر و الخراج کے اندر فرماتے ہیں کہ ذمیوں میں سے کسی کو یہ حق نہیں دیا جائے گا کہ وہ اسلامی شہروں میں سے کسی شہر کے اندر کوئی مکان یا حویلی (بہت بڑا مکان) خریدیں۔ نیز کسی کو اسلامی شہر میں قیام پذیر ہونے کا حق بھی نہیں دیا جائے گا۔ حسن ابن زیادؒ اسی روایت کو اختیار فرماتے ہیں۔ عام کتابوں کی روایات کی رو سے بجز زمینِ عرب کے انہیں دار الاسلام میں رہنے کی گنجائش و اجازت عطا کیجائے گی یعنی (محض) عرب کے کسی صوبہ یا شہر میں مثلاً حجاز وغیرہ میں انہیں قیام کرنے کا اختیار عطا نہیں کیا جائیگا (محیط) شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں کہ عام کتابوں (اکثر کتابوں) کی روایات کی رو سے ان کو قیام کی اجازت اسی صورت میں دیجاتی گی جبکہ ان لوگوں کی تعداد کم ہو اور ان کے اس جگہ قیام کے باعث کوئی تعطل در کاوٹ لازم نہ آئے۔ اور مسلمانوں کا کوئی گروہ ان کے مقابلہ میں قلیل نہ سمجھا جائے۔ اگر بکثرت ذمی اسلامی شہر میں سکونت اختیار کریں اور اس کے باعث تعطل پیدا ہو اور خراج کی مصالح کے اندر خلل واقع ہو یا ان کے قیام کی بنا پر مسلمانوں کا کوئی گروہ قلیل سمجھا جائے تو انہیں مسلمانوں کے ہمراہ رہنے سے روکینگے اور کہینگے کہ ایسی جانب جاکر قیام کرو جہاں مسلمانوں کا گروہ آباد نہ ہو۔ امالی کے اندر امام ابویوسفؒ سے یہی حکم محفوظ کیا گیا ہے۔ اگر اسلامی شہروں میں سے کسی شہر میں یہ لوگ مکانات خرید لیں۔ اس کے بعد ان کے گھروں میں سے کسی گھر کو بیعہ، یا آتش خانہ یا کنیسہ عبادت کی غرض سے جمع ہونے کی خاطر بنالیں تو انہیں اس سے روکنے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ مسلمانوں سے اس کام کے لئے کوئی مکان یا کوٹھری اجارہ کے اوپر لیلیں تو مسلمان کے لئے ان کو اجارہ پر دینا باعث کراہت ہے۔ اگر انہیں مسلمان مکان یا حویلی اجارہ پر دیدیں تاکہ وہ اس میں قیام کریں اس کے بعد وہ اس گھر میں ہماری ذکر کردہ باتوں میں سے کوئی بات کریں تو مکان کے مالک اور غیر مالک ہر ایک کو اس سے روکنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور عقد اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔ (ذخیرہ) اگر ذمیوں میں سے کوئی شخص جزیہ کی ادائیگی سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو

موت کے گھاٹ اتار دے یا کسی مسلمان عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بدگوئی کرے تو اس قسم کی ذمی کا ذمہ ختم نہیں ہوگا اور وہ ذمی باقی رہے گا۔ اگر جزیہ قبول کرنے اور اس کی ادائیگی) سے انکار کرے تو وہ اپنا عہد توڑنے والا شمار ہوگا۔ ذمی کا معاہدۂ ذمہ اسی وقت ختم ہوگا جبکہ وہ دار الحرب چلا جائے اور دار الحرب کے لوگوں سے جا ملے) یا کسی دیہات میں کسی جگہ پر یا کسی قلعہ یا گڑھی میں یہ لوگ غلبہ حاصل کر کے مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما ہوں۔ لہٰذا ایسا کرنے پر ان کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا اور معاہدہ ٹوٹ جانے پر ان کا حکم مرتدین (دائرۂ اسلام سے نکل جانے والوں) کا سا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ کہ اس کے دار الحرب میں چلے جانے پر اسے یہ سمجھا جائے گا گویا اس کا انتقال ہوگیا۔ اگر وہ تائب ہو جائے تو اس کی توبہ قابل قبول ہوگی اور اس کا معاہدۂ ذمہ پھر لوٹ آئے گا۔ ذمی کے عہد کے توڑ دینے کے باعث اس کی اولاد کی امان باطل نہیں ہوگی البتہ اس کی ذمیہ بیوی جسے وہ دار الاسلام میں چھوڑ کر چلا گیا تھا اس سے بالاتفاق سب کے نزدیک بائنہ قرار دی جائے گی (اور نکاح سے خارج ہو جائے گی) اور اس کے مال کو اس کے ورثا میں بانٹ دینے کا حکم ہوگا۔ نیز ذکر کردہ ذمی جو مال دار الحرب کے اندر اپنے ہمراہ لے گیا ہو اس کا حکم بھی مرتد (کے مال) کا سا ہوگا۔ اگر اس دار الحرب کے اوپر مسلمان غلبہ حاصل کرلیں تو یہ ذمی تمام مسلمانوں کے لئے فئے (مال غنیمت) قرار دیا جائے گا۔

اگر وہ پہلے دار الحرب میں چلا جائے اس کے بعد دار الحرب سے لوٹ کر دار الاسلام سے اپنا مال دار الحرب لے جائے پھر اس دار الحرب کے اوپر مسلمانوں کا غلبہ ہو تو اس ذمی کے ورثا اس کے دوبارہ آکر دار الحرب لیجائے ہوئے مال... تقسیم مال غنیمت سے پہلے بلا معاوضہ (مفت) حقدار ہوں گے اور مال غنیمت تقسیم ہو چکا ہو تو انہیں قیمت دے کر وہ مال لینے کا حق ہوگا اگر ذکر کئے گئے ذمی کو قید کر لیا گیا ہو تو اسے غلام بنا لینے کا حکم ہوگا۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص دائرہ اسلام سے نکل کر دار الحرب چلا جائے۔ اس کے بعد دار الحرب پر مسلمان غلبہ حاصل کرلیں۔ اور ذکر کیا گیا مرتد شخص قید کر لیا جائے تو اس کے دوبارہ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر مذکور ذمی عہد توڑ دینے کے بعد لوٹے یا عہد توڑنے سے قبل لوٹ آئے تو اسکے اوپر جزیہ مقرر کر دینا درست ہوگا۔ اس کے برعکس مرتد شخص کہ بجز اسلام قبول کرنے کے اس کی جانب سے کوئی چیز قابل قبول نہ ہوگی۔ (فتح القدیر)

بَابِ نہم ۹

مرتدوں کے احکام کا ذکر

عرفاً مرتد دائرۂ اسلام سے خارج ہونے والے کو کہتے ہیں (النہر الفائق) مرتد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے اور قبول اسلام کے بعد زبان پر کوئی کفریہ کلمہ لائے۔ مرتد ہونا اسوقت صحیح اور قابل تسلیم ہوگا جب کہ مرتد

لہ البتہ اگر کوئی شخص اس گستاخی کی پاداش میں اسے قتل کر ڈالے تو قاتل سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

ہونے والا عاقل ہو۔ البتہ پاگل شخص کا مرتد ہونا درست (اور قابل اعتبار) نہ ہوگا۔ نیز ایسے بچہ کا مرتد ہونا ناقابل اعتبار ہوگا جو عقل والا اور سمجھدار نہ ہو۔ البتہ ایسا پاگل شخص جس پر کبھی پاگل پن طاری رہتا ہو اور کبھی افاقہ ہو جاتا ہو اس کے لئے تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ افاقہ کی حالت میں مرتد ہوا ہو تو ارتداد درست ہوگا اور پاگل پن میں مرتد ہوا ہو تو صحیح نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے نشہ میں ایسا چور شخص جس کی عقل ہی جاتی رہے (اور حواس بجا نہ رہیں) تو اس کے ارتداد کو بھی درست قرار نہ دیں گے۔ ارتداد کے صحیح ہونے کے لئے بالغ ہونے کو شرط قرار نہیں دیا گیا۔ نیز ارتداد کے صحیح ہونے کے لئے مذکر ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ البتہ برضا و رغبت مرتد ہونا ارتداد کی صحت و درستگی کے لئے شرط ہے۔ لہٰذا جو شخص اکراہ اور کسی کے بالکل مجبور کر دینے پر مرتد ہوا ہو اس کے ارتداد کو درست قرار نہ دیں گے۔ (بحر الرائق)

جو بچہ سمجھ دار ہو اور اس بات سے آگاہ ہو کہ اسلام دوزخ سے نجات کا سبب ہے اور اسے حرام و حلال کے فرق اور پاک و ناپاک کی تمیز و شعور ہو اور شیریں و تلخ میں امتیاز کر سکتا ہو اس کا ارتداد صحیح ہوگا[1]۔ (سراج الوہاج)۔ فتاویٰ اور قاضی خاں میں اس کے ایسا سمجھ دار و ذی شعور ہونے کی عمر سات سال بیان کی گئی ہے۔ (نہر الفائق) جس کو برسام[2] کا مرض ہو یا کوئی ایسی شے کھلا دی جائے کہ اس کے اثر سے عقل جاتی رہے اور بکواس کرنے لگے اور اسی حالت میں مرتد ہو جائے تو اسے ارتداد قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر مخبوط الحواس یا وہمی ہو یا کسی باعث اس کی عقل مغلوب ہو جائے (اور عقل کام نہ کرے) تب بھی ارتداد کا حکم نہ ہوگا۔ (سراج الوہاج) جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ دائرہ اسلام سے نکل جائے تو اس کو دعوتِ اسلام دیجائے گی۔ لہٰذا اگر وہ اسلام کے بارے میں کوئی شبہ پیش کرے اور اسے ظاہر کرے تو اس کا شبہ وضاحت کر کے رفع کر دیا جائے۔ مگر مشائخ (فقہاء) کے قول کی بنا پر یہ واضح رہے کہ اس کو دعوتِ اسلام دینا محض مستحب ہے واجب نہیں۔ (فتح القدیر) مرتد شخص کو تین دن تک قید خانہ میں قید رکھیں گے پس اگر وہ اسلام قبول کر لے تو فبہا ورنہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ وہ کچھ مہلت طلب کرے۔ اگر وہ مہلت طلب نہ کرے تو اسی وقت بلا تاخیر موت کی آغوش میں سلا دیا جائے اس حکم کے اندر غلام اور آزاد برابر ہیں۔ (سراج الوہاج) اس کے مسلمان ہونے کی شکل یہ ہے کہ کلمہ شہادت پڑھے اور بجز مذہب اسلام کے سارے دینوں اور مذاہب سے بیزاری کا اظہار کرے۔ اگر محض اس دین سے بیزاری ظاہر کرے جو اس نے مرتد ہو کر اختیار کیا تھا تو اسے بھی کافی قرار دیں گے۔ (محیط) ناطفی حسن کی کتاب الاتداد کے حوالہ سے "اجناس" کے اندر نقل کرتے ہیں کہ اگر مرتد شخص تائب ہو کر اسلام کی جانب لوٹے مگر پھر دائرہ اسلام سے نکل جائے تی کہ وہ تین بار اسی طرح کرے اور ہر مرتبہ امام المسلمین سے مہلت مانگتا رہے تو امام المسلمین اسے محض تین بار مہلت عطا کرے گا۔ اگر چوتھی بار وہ کفر اختیار کر کے مہلت طلب کرے تو پھر امام المسلمین اسے مہلت نہیں دے گا۔ لہٰذا اگر اسلام قبول کرے تو فبہا ورنہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ شیخ کرخی آپنے مختصر کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر تیسری مرتبہ اسلام سے پھر جائے اور وہ امام المسلمین کے پاس لایا جائے تو اسے توبہ کرنے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے کہا جائے گا۔ اگر وہ تائب نہ ہو تو اسے قتل کر دیں گے اور مہلت نہیں دیجائیگی۔ اگر تائب ہو جائے تو امام المسلمین اس کی تکلیف پہونچانے والی پٹائی کرے گا لیکن پٹائی شرعی حد کے درجہ تک نہیں پہونچے گی۔ پھر اسے قید خانہ میں قید

[1] اور اس کے قول و فعل پر احکاماتِ ارتداد کا نفاذ ہوگا۔

[2] ایک ہذیانی بیماری

کئے رکھے گا حتیٰ کہ اس کی توبہ پر آثارِ عاجزی ظاہر ہونے لگیں اور اس کی ظاہری حالت سے مخلص شخص کا سا خلوص ٹپکنے لگے۔ جب نوبت بیان تک پہنچ جائے تو اس کو رہا کر دیا جائے گا۔ اگر وہ رہائی کے بعد مرتد ہو جائے تو تاوقتیکہ وہ اسلام قبول نہ کرے اس کے ساتھ مذکورہ بالا عمل کیا جاتا رہے گا اور اسے موت کے گھاٹ نہ اتاریں گے۔ البتہ اگر وہ قبول اسلام سے انکار کر دے تو اور بات ہے۔ شیخ ابوالحسن کرخیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے تمام اصحاب یہی فرماتے ہیں کہ ہمیشہ مرتد شخص کو توبہ کی پیشکش کیجائے گی۔ (غایۃ البیان)

اگر اس کو دعوتِ اسلام دینے سے قبل کوئی شخص قتل کر ڈالے یا اس کے کسی عضو کو کاٹ ڈالے تو اسے مکروہ تنزیہی[1] قرار دیں گے۔ (فتح القدیر)

کیونکہ یہ فعل مکروہ تنزیہی ہے لہٰذا قتل کرنے والے یا عضو کاٹنے والے پر کوئی ضمان لازم نہیں آئے گا۔ البتہ اگر بلا اجازت امام المسلمین ایسا کیا گیا ہو تو کرنے والے کو اس فعل کے اوپر تادیب و تنبیہ کیجائیگی۔ (غایۃ البیان)

اگر سمجھ دار بچہ مرتد ہوا ہو تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اس کا ارتداد قابل اعتبار و صحیح ہو گا۔ اور اس بچہ کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں گے لیکن اسے موت کے گھاٹ نہیں اتارا جائے گا۔ (سراج الوہاج)

اگر مراہق یعنی قریب البلوغ بچہ مرتد ہو جائے تو اس کا بھی مذکورہ بالا حکم ہو گا (محیط سرخسی)

عورت اگر مرتد ہو جائے تو اسے قید خانہ میں ڈالا جائے گا اور ہر تیسرے دن ایک مرتبہ اسے پیٹا جائے گا تا کہ اسلام قبول کرلے اور قتل نہیں کیجائیگی۔ البتہ اگر کوئی شخص اسے ہلاک کر دے تو قتل کرنے والے پر کوئی ضمان لازم نہ آئے گا کیونکہ قتل کرنے والے کے اوپر یقین کے ساتھ وجوبِ قصاص کے اندر شبہ ہے وجہ یہ ہے کہ مرتدہ کے قتل نہ کرنے کے اندر ہی شبہ ہے (اسلئے وجوب قصاص بھی نہ ہو گا) باندی اگر اسلام سے پھر جائے تو اس پر جبر کرنے کا حق اسکے آقا کو عطا کیا جائے گا وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر دونوں باتیں اور دونوں حق اکٹھے ہو جاتے ہیں وہ اس طرح کہ آقا کے مکان کو اس اسلام سے پھر جانے والی باندی کیلئے قید خانہ بنا دیا جائے اور اسلام قبول کرنے کی خاطر اسے تادیباً مارنا اسکے آقا کے سپرد کر دیا جائے۔

اس کے ارتداد کے باوجود اس کا آقا اس سے اپنی خدمت بھی لے گا۔ اصل کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ مرتدہ باندی مذکورہ بالا طریقہ پر اس کے آقا کے حوالہ اسوقت کیجائے گی کہ آقا اس کی خدمت وغیرہ کا محتاج و ضرورت مند ہو اگر درست قول کے مطابق چاہے آقا کو اس کی خدمت وغیرہ کی ضرورت ہو یا نہ ہو اور وہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے۔ ہر صورت آقا کو مذکورہ حق و اختیار دیا جائے گا (تبیین)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ آقا اس کے ساتھ ہمبستری نہیں کرے گا۔ نابالغہ سمجھدار عورت کا حکم بالغہ کا سا ہو گا خنثیٰ مشکل[2] کا حکم عورت کا سا ہو گا۔ (نہر الفائق)

آزاد مرتدہ عورت تاوقتیکہ دار الاسلام میں مقیم رہے اسوقت تک گرفتار کر کے باندی نہیں بنائیں گے۔ البتہ اگر وہ دار الحرب چلی جائے اور وہاں سے گرفتار کر کے لائی جائے تو باندی بنا لینے کا حکم ہو گا۔ امام ابوحنیفہؒ سے۔ نوادر کے اندر یہ بھی مروی ہے کہ اسے دار الاسلام میں رہتے ہوئے بھی باندی بنا لینگے بعض مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر اس

---

[1] ۔ یعنی جائز ہے مگر قتل نہ کرنا بہتر تھا۔ [2] جس کے اندر عورت و مرد ہونے کی علامتیں یکساں اور برابری کی بنا پر اسکے مرد یا عورت ہونے کا فیصلہ نہ کیا جا سکے

روایت کی رو سے ایسی مرتدہ باندی کے سلسلہ میں فتویٰ دیدیں جو خاوند والی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے خاوند کو چاہیئے کہ وہ اسے امام المسلمین سے باندی بنوالے یا امام المسلمین یہ مرتدہ عورت اس کے خاوند کو ہبہ کر دے مگر شرط یہ ہے کہ خاوند مصرف ہو یعنی اسے بیت المال سے دیا جانا درست ہو تو اس صورت میں وہ خاوند اس مرتدہ باندی کا مالک بن جائے گا۔ اور اس شکل میں خاوند ہی اسے قید میں رکھنے اور مارنے کا متولی و صاحبِ اختیار قرار دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ باندی دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ (فتح القدیر)

بحوالہ بشر ابن الولید امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر مرتد شخص ارتداد کا انکار کرے اور کہے کہ میں اسلام سے نہیں پھرا ہوں اور وحدانیت رب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دین اسلام کی حقانیت کا اقرار کرتا ہوں تو اس امر کو اس کی جانب سے توبہ شمار کیا جائے گا۔ (محیط)

مرتد کی ملکیت اس کے مال سے زائل ہو کر موقوف رہتی ہے یعنی اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کرلے تو اس کی ملکیت لوٹ آئے گی اور اگر مر جائے یا ارتداد کی حالت میں قتل کر دیا جائے تو بحالتِ اسلام اس کے کمائے ہوئے مال (وغیرہ) کا بحالتِ اسلام اس کا جتنا قرضہ ہو اس کی ادائیگی کے بعد اس کے ... وارث کو میراث ملے گی۔ جو کچھ بحالتِ ارتداد کمایا ہو وہ ارتداد کی حالت میں جو قرض ہوا ہے ادا کرنے کے بعد سارا مالِ غنیمت شمار ہوگا امام ابو حنیفہ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسف و امام محمد فرماتے ہیں کہ مرتد کی ملکیت اس کے مال سے زائل نہیں ہوا کرتی۔ مرتد کا وارث بننے والے کے بارے میں امام ابو حنیفہ سے مختلف قسم کی روایات منقول ہیں۔ چنانچہ امام محمد امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ مرتد کے مرنے یا موت کی آغوش میں سلا دینے کے وقت یا اس کے دار الحرب کے اندر پہونچ جانے کے حکم پر وہ وارث قرار دیا جائے گا۔ یعنی اس کے وارث ہونے کے سلسلہ میں یہ امر قابلِ اعتبار ہے۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اگر مرتد موت کی آغوش میں سو جائے یا قتل کر دیا جائے یا اس کے دار الحرب پہونچ جانے کا حکم دیدیا جائے اور اس کی مسلمان بیوی اسوقت عدت گزار رہی ہو تو وہ اس کی وارث قرار دیجائیگی کیونکہ وہ ارتداد کی وجہ سے اس شخص کی مانند ہو گیا جو اپنی زوجہ کو مرض الموت میں طلاق دیدے۔ اس لئے اس کا ارتداد مرض کے درجہ میں شمار ہوگا۔ مرتدہ عورت کا وارث اس کا خاوند نہیں ہوتا۔ البتہ اگر عورت مرض الموت میں مبتلا ہو تو وارث قرار دیا جائے گا اور اس عورت کے سارے ایسے رشتہ دار جو از روئے رشتہ داری مستحق ہوں اس کے سارے مال کے وارث قرار دیئے جائینگے حتیٰ کہ ارتداد کی حالت میں اس نے جو کچھ حاصل کیا ہو اس کے بھی وارث شمار ہوں گے۔ (تبیین)

اگر کوئی شخص مرتد ہو کر دار الحرب میں جائے یا حاکم اس کے چلے جانے کا حکم کر دے تو اس صورت میں اس کے سارے غلام و باندیاں مدبر و ام ولد آزاد قرار دیئے جائیں گے۔ اور اس کے وہ سارے قرضے جن کی ادائیگی ایک مقررہ مدت میں واجب تھی فوری طور پر ادا کرنے واجب ہوں گے۔ اور اس کے بحالتِ اسلام کمائے ہوئے مال کے اس کے مسلمان ورثاء وارث ہوں گے۔ اس بارے میں ہمارے تینوں علماء (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد) متفق ہیں۔ بحالتِ اسلام اس کی کیگئی وصیت کے متعلق مبسوط وغیرہ کے اندر مذکور ہے کہ ظاہر روایت کے مطابق اس وصیت کو مطلقاً (بلا قید و شرط) باطل قرار دیں گے چاہے یہ قربت یعنی طاعت و عبادت کی وصیت ہو یا نہ ہو (بلکہ کسی اور بات کی وصیت ہو) اس بارے میں کسی کا اختلاف رائے بیان نہیں کیا گیا (فتح القدیر)

جسوقت تک مرتد شخص دار الاسلام کے اندر ہی پریشان پھرتا ہے اسوقت تک قاضی ان مذکورہ احکام میں کسی حکم کا نفاذ نہ کرے گا۔ (محیط)

اگر اسلام سے پھرنے والا شخص بحالتِ ارتداد کچھ تصرف کرے تو اس کے تصرف کی چار نوعیں ہیں پہلا وہ تصرف جو متفقہ طور پر ائمہ کے نزدیک نافذ و درست ہوگا مثلاً قبول ہبہ و استیلاد (ام ولد بنانا)

لہٰذا اگر اس شخص کی باندی کسی بچہ کو جنم دے اور وہ بچہ کے نسب کا مدعی ہو تو اس صورت میں بچہ اسی سے ثابت النسب ہو کر اس کے ورثاء کی طرح اس کی میراث کا حقدار ہوگا اور اس باندی کو اس کی ام ولد قرار دیں گے۔ اگر اسلام سے پھرنے والا شخص حقِ شفعہ خریدار کو دیدے تو درست و نافذ ہوگا۔ اگر وہ اپنے تجارت کی اجازت دیئے گئے غلام کو تجارت سے روک دے تو اس کا نفاذ ہوگا۔ دوسری نوع یہ ہے کہ متفقہ طور پر اس کا تصرف باطل ہو مثلاً نکاح۔ لہٰذا مرتد شخص کے لئے مسلمان یا مرتدہ یا ذمیہ عورت میں سے کسی کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز نہ ہوگا چاہے وہ عورت آزاد ہو یا کسی کی مملوکہ (باندی) ہو اگر وہ نکاح کرلے گا تو اسے باطل و کالعدم قرار دیں گے۔ اسلام سے پھر جانے والے شخص کا ذبیحہ اور اس کا باز، کتے اور تیر کے ذریعہ کیا ہوا شکار حرام ہوگا۔ تصرف کی تیسری نوع یہ ہے کہ سب ائمہ کے نزدیک اس کا تصرف موقوف رہے مثلاً شرکت مفاوضہ[1]۔ لہٰذا اگر وہ کسی مسلمان کے ساتھ شرکت مفاوضہ کرلے تو بالاتفاق سب کے نزدیک یہ شرکت موقوف شمار ہوگی۔ اگر اس نے اسلام قبول کرلیا تو اس شرکتِ مفاوضہ کا نفاذ ہوجائے گا۔ اور اگر موت کی آغوش میں سو جائے یا مرتد ہونے کی حالت میں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے یا دارالحرب پہونچ جائے اور قاضی اس کے دارالحرب چلے جانے کا حکم کردے تو اس صورت میں شرکتِ مفاوضہ کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور شرکتِ مفاوضہ سرے سے باطل ہوکر شرکتِ عنان[2] بنجائے گی۔ امام ابو یوسف ؒ و امام محمد ؒ یہی فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک وہ سرے سے باطل (ہی) نہیں ہوگی۔ چوتھی تصرف کی وہ نوع کہ جس کے موقوف رہنے اور موقوف نہ رہنے کے اندر فقہاء کا اختلاف ہو۔ مثلاً خرید و فروخت، آزاد کرنا، اجارہ مدبر بنانا، مکاتب بنانا، ادھار کے اوپر قابض ہونے کی وصیت۔ امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک ان تصرفات کے موقوف رہنے کا حکم ہوگا۔ اگر اس نے اسلام قبول کرلیا تو ان تصرفات کے نفاذ کا حکم ہوگا۔

اور اگر مر جائے یا موت کے گھاٹ اتار دیا جائے یا اس کے دارالحرب میں چلے جانے کا حکم کردیا گیا ہو تو ان تصرفات کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر مکاتب شخص اپنے ارتداد کی حالت میں تصرف کرے تو متفقہ طور پر اس کے تصرف کے نفاذ کا کیا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص اپنے اسلام سے پھر جانے والے غلام یا اسلام سے پھر جانے والی باندی کو بیچے تو اس بیع کو جائز قرار دیں گے (مبسوط)

اگر اسلام سے پھر جانے والا تائب ہوکر دارالاسلام لوٹ آئے۔ بس اگر قاضی نے ابھی تک اس کے دارالحرب پہونچ جانے کا حکم نہ دیا ہو اور اس حکم سے قبل ہی وہ توبہ کر کے لوٹ آیا ہو تو ارتداد کی وجہ سے جو حکم اس کے مال کے اوپر لگا ہو اس کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا وہ ایسا ہی شمار ہوگا گویا وہ مسلمان ہی رہا ہو اور کسی وقت مرتد نہ ہوا ہو اس کے مملوک، و مدبر اور ام ولدیں سے کسی کے از خود اس کی جانب سے آزاد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر قاضی کے ذکر کردہ حکم کے بعد وہ توبہ کر کے لوٹے تو جتنا مال اس کے ورثاء کے پاس موجود ہو وہ واپس پہلے اور جتنا مال

[1] و [2] وشرطها اے شرط العقد کون المعقود علیہ قابلاً للوکالۃ الیٰ ولا یصح مفاوضۃ وعنان بغیر النقدین والفلوس النافقۃ والتبر والنقرۃ (درمختار)

اس کے ورثاء نے اپنی ملکیت سے نکال دیا ہو چاہے ایسے سبب کے ذریعہ نکالا ہو جو فسخ کے قابل ہو مثلاً بیع اور ہبہ وغیرہ یا ایسے سبب کے ذریعہ جو فسخ کرنے کے قابل نہ ہو مثلاً آزاد کرنا، مدبر بنانا اور ام ولد بنانا تو اس صورت میں مرتد کو کسی وقت بھی یہ مال پانے کا حق نہ ہوگا اور وارث کا ذکر کیا گیا تصرف اپنی جگہ پر درست رہے گا۔

اور وارث کے اوپر تاوان کا وجوب نہ ہوگا۔ (غایۃ البیان)

اگر مرتد شخص عیسائی باندی کے ساتھ ہمبستری کرے جو بحالتِ اسلام اس کی ملکیت میں تھی پھر اس کے اسلام سے پھر جانے کے وقت سے چھ ماہ سے زیادہ گزرنے پر وہ بچہ کو جنم دے اور وہ مرتد شخص اس کے نسب کا مدعی ہو تو اس صورت میں یہ باندی اس کی ام ولد قرار دیجائیگی اور مذکورہ بچہ کے آزاد ہونے اور اسی شخص کا بچہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (ہدایہ)

اس کے بعد اگر اسلام سے پھر جانے والا موت کے آغوش میں سو جائے یا قتل کر دیا جائے تو اس کے فرزند کو اسکا وارث قرار نہ دیں گے اگر ذکر کردہ مسئلہ میں عیسائی باندی کے بجائے مسلمہ باندی ہو تو اس فرزند کو اس کا وارث شمار کرینگے چاہے اسلام سے پھرنے والا شخص موت کی آغوش میں سو جائے یا موت کے گھاٹ اتار دیا جائے یا دار الحرب کے اندر چلا جائے۔ اگر کوئی اسلام سے پھرنے والا شخص اپنے مال کو لے کر دار الحرب میں چلا جائے یا اس کے بعد غلبہ حاصل کر کے اس مال کو لے لیا جائے تو اسے فئے (مال غنیمت) قرار دینے کا حکم ہوگا اور ذکر کئے گئے مرتد شخص کے ورثاء کو اس مال میں کسی قسم کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اگر مرتد شخص دار الحرب میں چلا جائے اس کے بعد لوٹ کر دار الاسلام میں آ کے اور دار الاسلام سے اپنا مال لیکر دار الحرب میں چلا گیا، اس کے بعد یہ مال مسلمانوں نے غلبہ حاصل کر کے لے لیا تو یہ مال دار الاسلام میں مقیم اس کے ورثاء کو لوٹانے کا حکم ہوگا۔ البتہ اس کے اندر دو شکلیں ہیں۔ (۱) تقسیم سے پہلے انہیں بلا معاوضہ (فری) دیدینگے (۲) اور مالِ غنیمت کے بعد قیمتاً لوٹانا درست ہوگا۔ اگر مرتد شخص دار الحرب میں جا ملے اور دار الاسلام میں اس کا ایک غلام موجود ہو تو اس کے بیٹے کو یہ غلام عطا کیا جائے گا اگر اس کا بیٹا اس غلام کو مکاتب بنا لے پھر اسلام سے پھر جانے والا مذکور شخص توبہ کر کے اسلام قبول کرنے کے بعد واپس آ کے تو مذکورہ کتابت (یعنی مقررہ معاوضہ پر آزادی کا معاملہ) درست قرار دیتے کا حکم ہوگا۔ مالِ کتابت اور ولا (آزادی کی بنا پر غلام کا ملنے والا ترکہ) اسلام قبول کر کے لوٹ آنے والے کا ہوگا (کافی)

یہ حکم اس صورت میں ہے کہ ابھی تک مکاتب شخص مال کی ادائیگی کر کے آزاد نہ ہوا ہو۔ اگر مذکور مکاتب کے ادائیگی مال کر کے آزاد ہونے کے بعد وہ شخص لوٹا ہو تو اس آزاد ہونے والے غلام کی ولاء کا حقدار اس کا بیٹا ہوگا۔

(نہایہ)

امام محمدؒ جامع صغیر کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اسلام سے پھر جانے والا شخص کسی شخص کو غلطی سے قتل کر دے اسکے بعد دار الحرب میں جا ملے یا موت کی آغوش سو جائے یا ارتداد کی حالت میں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے یا وہ دار الاسلام میں بقیدِ حیات موجود ہو بہر صورت متفقہ طور پر اس قتل کئے گئے شخص کی دیت (خونبہا) مرتد کے مال سے ادا کریں گے۔ لہٰذا اگر اسکی کمائی محض مسلمان ہونے کے وقت کی یا محض مرتد ہو چکنے کے وقت کی ہو تو اسی مال سے پوری دیت دینے کا حکم ہوگا۔ اگر اس کی کمائی کچھ حالتِ اسلام کی اور کچھ مرتد ہونے کے زمانہ کی ہو تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے قول کے مطابق دونوں کمائیوں سے قتل کئے گئے شخص کی دیت پوری کرنے کا حکم ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اول اس کی بحالت اسلام کی کمائی سے دیت پوری کریں گے۔ اگر اس کے باوجود کمی رہ جائے اور دیت پوری ادا نہ ہو سکی ہو تو باقی دیت اس کی ارتداد کی حالت میں جو کمائی ہو اس سے پوری کرنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

یہ حکم اس شکل میں ہے کہ اسلام سے پھرنے والا مذکور شخص اسلام قبول کرنے سے قبل موت کے گھاٹ اتار دیا جائے

یا موت کی آغوش میں سو جائے۔ اگر وہ اسلام سے پھرنے کے بعد دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد مرے یا نہ مرے تو متفقہ طور پر ذکر کردہ دیت اس کی دونوں طرح کی کمائی سے ادا کی جائے گی۔ (تبیین)

اگر اسلام سے پھرنے والا شخص کچھ مال چھین لے یا کوئی شے ضائع کر دے تو متفقہ طور پر اس کا ضمان اس اسلام سے پھر جانے والے شخص کے مال سے دیئے جانے کا حکم ہوگا۔ یہ حکم غصب یا ضیاعِ مال کے بذریعہ معائنہ ثابت ہونے کی شکل میں ہے۔ اور اگر مرتد شخص کے محض اقرار کے باعث ہو تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ تاوان کی رقم اس کی بحالتِ اسلام اور بحالتِ ارتداد دونوں مدتوں کی کمائیوں سے دیجائے گی۔ امام ابو حنیفہؒ اس کی حالتِ ارتداد کی کمائی سے دیجانے کا حکم فرماتے ہیں۔ شیخ الاسلامؒ اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔ یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے کہ خطا کرنے والا ہی مرتد ہوا ہو اگر یہ شکل ہو کہ مرتد شخص کے اوپر کوئی جنایت کرے مثلاً مرتد ہونے کے بعد کوئی شخص اس کے ہاتھ یا پیر کو قصداً کاٹ دے تو امام محمدؒ اصل کے اندر فرماتے ہیں کہ اس جنایت کرنے والے پر کوئی ضمان لازم نہیں آئے گا۔ چاہے اسلام سے پھر جانے والا مذکور شخص اس ہاتھ یا پیر کے قطع کرنے سے ارتداد کی حالت میں مر جائے یا اسلام قبول کر کے موت کی آغوش میں سو یا ہو۔ یہ حکم اس شکل میں ہے کہ کوئی شخص ارتداد کی حالت میں اس کے کسی عضو کو قصداً کاٹ ڈالے اگر کوئی مسلمان اس کے اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے ہاتھ کو عمداً یا غلطی سے کاٹ ڈالے۔ اس کے بعد جس کا ہاتھ قطع کیا گیا ہو وہ اسلام سے پھر جائے اور اسی زخم کے صدمہ سے ارتداد کی حالت میں مر جائے تو چاہے عمداً کاٹے یا غلطی سے ہر صورت کاٹنے والے پر اس عضو کی دیت کا وجوب ہوگا۔ اور ضائع شدہ جان کا ضمان اس کے اوپر لازم نہیں آئے گا۔ لہٰذا اگر کاٹنے والا قصداً کاٹے تو مذکورہ ضمان کا وجوب اس کے مال سے ہوگا۔ اور غلطی سے کاٹنے کی شکل میں اس کی معاون برادری کے اوپر اس کے ضمان کا وجوب ہوگا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جس کا عضو کاٹا جائے وہ اس عضو قطع کئے جانے کے باعث ارتداد کی حالت میں مر جائے۔ اور اگر بحالتِ اسلام اس عضو کے قطع ہونے کے صدمہ سے مرے لہٰذا اگر وہ آدمی دار الحرب نہ گیا ہو یا دار الحرب میں جا ملے لیکن قاضی نے ابھی اس کے دار الحرب پہنچ جانے کا حکم نہ کیا ہو کہ وہ اسلام قبول کر کے لوٹ آئے تو اس صورت میں استحساناً اس کی جان کی پوری دیت کا وجوب ہوگا چاہے قصداً کاٹا ہو یا غلطی سے کاٹا ہو۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ غلطی و خطا کے باعث کاٹنے کی صورت میں ذکر کی گئی دیت کا وجوب اس کی معاون و مددگار برادری کے اوپر ہوگا اور عمداً کاٹنے کی شکل میں دیت کا وجوب کاٹنے والے پر ہی ہوگا۔ قصداً کاٹنے کی صورت میں (بھی استحساناً) کاٹنے والے پر قصاص کا وجوب نہ ہوگا[۱]۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ بھی فرماتے ہیں۔ (محیط)

اگر مرتد ہونے والا شخص مرتد ہو کر دار الحرب چلا جائے اور قاضی اس کے دار الحرب چلے جانے کا حکم کر دے۔ پھر وہ توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو کر لوٹے۔ اس کے بعد ہاتھ (وغیرہ) کاٹے جانے کے باعث موت کی آغوش میں سو جائے تو قطع کرنے والے پر نصف دیت کا وجوب ہوگا۔ (غایۃ البیان)

اگر ہاتھ قطع کرنے والا شخص اسلام سے پھر جائے اور جس کے ہاتھ کو قطع کیا ہو وہ اپنے اسلام پر برقرار رہے اور ہاتھ قطع کرنے والا شخص ارتداد ہی کی حالت میں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے پھر جس کے ہاتھ کو قطع کیا گیا ہو وہ بھی موت کی آغوش میں سو جائے تو اصل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر وہ عمداً قطع کرے تو اس کے اوپر کسی چیز کا وجوب

---

۱ بلکہ محض دیت ہی واجب ہوگی۔

نہ ہوگا۔ اور اگر غلطی سے ہاتھ کاٹا ہو اور ہاتھ کاٹے گئے شخص کا زخم اچھا ہو جائے تو اس صورت میں کاٹنے والے کی معاون برادری پر ہاتھ کاٹے گئے شخص کو ہاتھ کے ضمان (کی ادائیگی کا) وجوب ہوگا۔ اور اگر اسی صدمہ سے مرجائے تو ہاتھ کاٹنے والے کی مددگار برادری کے اوپر جان کی پوری دیت کا وجوب ہوگا۔ اگر کوئی ام ولد یا مدبرہ باندی اسلام سے پھر کر دارالحرب چلی جائے اس کے بعد اس کا آقا دارالاسلام کے اندر موت کی آغوش میں سو جائے۔ پھر وہ گرفتار کر کے دارالاسلام لائی جائے تو یہ باندی فئے قرار دیجائیگی۔ اس کے برعکس اگر اس طرح کی باندی آقا کے قبضہ سے دارالحرب کے لوگوں کی غلامی و ملکیت میں آجائے اس کے بعد وہ قید کر کے دارالاسلام لائی جائے تو وہ باندی اس کے آقا کو لوٹا دیجائیگی۔ (محیط)

اگر مکاتب شخص اسلام سے پھر جائے اور دارالحرب جا پہونچے اور وہ وہاں کچھ مال کمائے۔ اس کے بعد اس مال کے گرفتار کر لیا جائے اور اسلام قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو لہذا موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تو اس کے اس مال کے ذریعہ اس آقا کے (مقررہ) مال کتابت کی ادائیگی کیجائیگی اور باقی ماندہ مال مکاتب کے ورثاء کو ملے گا۔ (ہدایہ)

اگر مکاتب مذکور کا مال کتابت کی ادائیگی کے لئے ناکافی ہو تو اس کے پاس جتنا مال بھی ہو وہ اس کے آقا کا قرار دیا جائے گا۔ (کافی)

کوئی غلام اور اس کا آقا دونوں دائرۂ اسلام سے نکل کر دارالحرب میں جا ملیں۔ اس کے بعد آقا وہیں موت کی آغوش میں سو جائے اور ذکر کردہ غلام کو گرفتار کر کے دارالحرب سے دارالاسلام لایا جائے تو یہ غلام فئے قرار دیا جائے گا۔ پھر اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو موت کی آغوش میں سلا دیا جائے گا۔ اگر غلام اسلام سے پھر کر اور آقا کا مال لے کر دارالحرب چلا جائے۔ اس کے بعد وہ اس مال سمیت قید ہو کر آئے تو اسے فئے قرار نہ دیں گے۔ بلکہ اسے اس کے آقا کو لوٹا دینے کا حکم ہوگا۔ کوئی قوم اسلام سے پھر کر مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما ہو اور اپنے شہروں میں سے کسی شہر پر جو دارالحرب ہی کا شہر شمار ہونے لگا ہو غلبہ حاصل کرلیں اور ان لوگوں کے ہمراہ ان کی عورتیں اور ان کے بچے ہوں۔ پھر مسلمان ان کے اوپر غالب آجائیں تو اس صورت میں مسلمان ان کے مردوں کو موت کے گھاٹ اتاریں گے اور عورتوں و بچوں کو قید کر کے مملوک بنالیں گے۔ (مبسوط)

اگر میاں بیوی دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر دارالحرب میں چلے جائیں اور عورت دارالحرب میں حاملہ ہو جائے اور بچہ کو جنم دے۔ اور حدِ بلوغ کو پہونچ کر اس کے بھی کوئی فرزند ہو جائے۔ پھر مسلمان ان کے اوپر غالب آجائیں تو اس صورت میں دونوں فرزند فئے شمار ہوں گے۔ لیکن ان دونوں میں سے پہلے فرزند کو قبولِ اسلام کے لئے مجبور کیا جائے گا اور دوسرے فرزند کو قبولِ اسلام پر مجبور نہیں کریں گے۔ اگر ذکر کردہ عورت کے دارالاسلام کے زمانۂ قیام میں ہی حمل قرار پائے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (کافی)

نوادر کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں مرتد ہونے کے بعد اپنے نابالغ فرزند سمیت دارالاسلام سے نکل کر دارالحرب چلے جائیں پھر اس فرزند کے حدِ بلوغ کو پہونچنے پر اس کا بھی کوئی بچہ ہو۔ اس کے بعد مسلمان فتح حاصل کر کے اس دوسرے بچہ کو گرفتار کرلیں تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اسے قبول اسلام پر مجبور کریں گے۔ (محیط)

جو شخص اپنے والدین کے تابع قرار دے کر مسلمان شمار ہوا ہو اگر وہ بحالتِ بلوغ اسلام سے پھر جائے تو اس کو قبول اسلام سے انکار کی صورت میں قیاس کی رو سے قتل کرنے کا حکم ہوگا اور استحساناً اسے موت کی آغوش میں نہیں سلایا جائیگا باکراہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والا شخص اگر اسلام سے پھر جائے تو استحساناً اس کو قتل نہ کرنے کا حکم ہوگا۔

لیکن یہ بات واضح رہے کہ ان تینوں شکلوں کے اندر اس پر قبولِ اسلام کے لئے جبر کریں گے اگر کوئی شخص قبولِ اسلام سے پہلے اسے موت کے گھاٹ اتار دے تو قتل کرنے والے پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ دار الاسلام کا لقیط[1] دار الاسلام کے تابع قرار دے کر مسلمان شمار ہوگا۔ اس کے بعد اگر بالغ ہونے پر اس کے کافر ہونے کا علم ہو تو اسے قبول اسلام پر مجبور کریں گے اور موت کے گھاٹ نہیں اتارا جائے گا۔ (فتح القدیر)

اسبابِ کفر کی چند قسمیں ہیں

کفر کا سبب بننے والی کچھ چیزیں ایمان و اسلام سے متعلق ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے اپنے ایمان کے صحیح ہونے نہ ہونے کا علم نہیں تو بڑی بھاری غلطی ہے۔ البتہ اگر اس کا منشا یہ ہو کہ میرے دل سے شک دور ہوا یا نہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جو شخص اپنے ایمان کے متعلق شک کرتے ہوئے اس طرح کہے کہ، میں ایماندار ہوں انشاء اللہ تعالیٰ تو کہنے والا کافر ہو جائے گا لیکن اگر وہ اس جملہ کا منشاء یہ بیان کرے کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں دنیا سے بحالت ایمان رخصت ہوں گا تو اس شکل میں اسے کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ جو شخص کلام اللہ یعنی قرآن کریم کے بارے میں کہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام تو مخلوق ہے تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اور جو شخص ایمان کے مخلوق ہونے کا قائل ہو وہ بھی کافر ہوگا۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ایمان و کفر ایک ہیں تو اسے بھی کافر قرار دیں گے۔ جو شخص ایمان کے اوپر راضی نہ ہو وہ بھی کافر شمار ہوگا۔ (ذخیرہ)

جو آدمی اپنی ذات کے کفر پر رضامند ہو وہ کافر ہوگا اور جو شخص دوسرے کے کافر ہونے پر رضامند ہو تو اس کے بارے میں مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ کتاب التخییر میں کفریہ کلمات کے ذکر میں لکھا ہے کہ جو شخص دوسرے کے کفر پر رضامند ہو تاکہ وہ دوسرا شخص دائمی طور پر عذاب میں مبتلا رہے تو اس کے کافر ہونے کا حکم نہیں ہوگا۔ اگر وہ دوسرے شخص کے کفر پر اس وجہ سے رضامند ہو (اور اس کی اصلاح کی کوشش نہ کرے) کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس کی صفات کے مناسب نہیں تو اس صورت میں اس کے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (تاتارخانیہ)

اگر کوئی شخص کہے کہ میں نہیں جانتا اسلام کسے کہتے ہیں اور اسلام کس اعتقاد کا نام ہے تو اسے کافر قرار دیں گے شمس الائمہ حلوائی اس مسئلہ کو بہت مبالغہ کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس طرح کے آدمی کا نہ کوئی دین شمار ہوگا اور نہ اسکا نماز و روزہ اور کوئی اطاعت قبول ہوگی اور نہ نکاح باقی رہے گا اور اس کی اولاد کو زنا کے ذریعہ پیدا شدہ قرار دیں گے۔ جامع کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان شخص نابالغ عیسائی عورت کے ساتھ نکاح کرے درآنحالیکہ اس عورت کے والدین عیسائی ہوں۔ اس کے بعد وہ حد بلوغ کو پہونچے درآنحالیکہ وہ دینوں میں سے کسی بھی دین سے آگاہ نہ ہو اور اس کے کسی وصف کو ذکر نہ کر سکتی ہو جبکہ یہ عورت مخبوط الحواس بھی نہ ہو تو اس صورت میں وہ اپنے خاوند سے بائنہ (نکاح میں نہ رہنے والی) شمار ہوگی۔

---

[1] دار الاسلام میں سرراہ ملنے والا لاوارث بچہ۔

امام محمدؒ کے اس قول کہ "کسی دین سے آگاہ نہ ہو" کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل کے ذریعہ آگاہ اور پہچانتی نہ ہو۔ اور یہ قول کہ اس کا وصف بیان کرنے پر قادر نہ ہو کا مطلب یہ ہے کہ اسے زبان سے بیان کرنے پر قدرت نہ رکھتی ہو۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص نابالغہ مسلمہ لڑکی سے نکاح کرے، اس کے بعد وہ حد بلوغ کو پہونچنے پر بھی نہ اسلام کی حقیقت سے آشنا ہو اور نہ اس کا وصف بیان کر سکے حالانکہ وہ مخبوط الحواس نہ ہو تو اس صورت میں وہ بھی اپنے خاوند سے بائنہ قرار دیجائے گی۔ فتاویٰ نسفی کے اندر لکھا ہے کہ شیخؒ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی عورت سے کہا جائے کہ "توحید می دانی" تو توحید کی حقیقت سے واقف ہے۔ اور وہ کہے نہیں فرماتے ہیں کہ اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ جس طرح مکتب کے لڑکے کسی چیز کا علم نہ ہونے پر کہہ دیتے ہیں۔ ہمیں یاد نہیں۔ اس صورت میں اس کا انکار اس کے لئے نقصان دہ نہ ہوگا۔ اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ میں توحید ربانی سے آگاہ ہی نہیں ہوں تو ایسی عورت کو مومنہ قرار نہ دیں گے اور اس کے نکاح کے صحیح ہونے کا حکم نہ ہوگا۔

حماد ابن امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ جو شخص اس حال میں موت کی آغوش میں سو جائے کہ اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ خدا تعالیٰ میرا پروردگار و خالق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس گھر (دنیا) کے علاوہ بھی کوئی اور گھر بنایا ہے، اور یہ کہ ظلم حرام ہے تو اسے مسلمان قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ بھی کہے جائے کہ مسلمان ہونے کا اظہار (گویا نعوذ باللہ اس طرح) کرنا چاہیئے تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ بھائی میں مومن ہوں اور دوسرا شخص کہے کہ تیرے مومن و مسلمان ہونے پر لعنت تو اس طرح کہنے والے کو کافر شمار کریں گے۔ (خلاصہ)

کوئی عیسائی شخص اسلام قبول کرلے۔ اس کے بعد اس کے مالدار والد کا انتقال ہو جائے پس وہ کہے کہ کاش اس وقت تک میں نے اسلام قبول نہ کیا ہوتا تاکہ اس کے مال کی میراث مجھے ملتی تو اس کو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا (فصول عمادیہ)

کوئی عیسائی شخص کسی مسلمان کے پاس آکر کہے کہ میرے اوپر اسلام پیش کرتا کہ میں تیرے ہاتھ پر اسلام قبول کرلوں۔ وہ شخص کہے کہ تم فلاں عالم کے پاس چلے جاؤ تاکہ وہ تمہارے اوپر اسلام پیش کرے اور تم اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلو تو اس کے اندر مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں شیخ ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس طرح اس کے مسلمان کرنے میں تاخیر کرنے والے کو کافر قرار نہ دیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی کافر شخص اسلام قبول کرلے اور اس سے کوئی شخص کہے کہ تجھ کو اپنے دین کے سلسلہ میں کس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا (کہ تو نے اسلام قبول کرلیا) تو اس طرح کہنے والے کے لئے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا (خلاصہ)

اس جگہ تک تو ایمان و اسلام متعلق شکلیں ذکر کی گئی تھیں۔ کفریہ کلمات کی دوسری قسم وہ کلمات کفریہ ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات سے ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی جانب ایسے وصف کی نسبت کرے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب و لائق نہ ہو۔ یا کوئی شخص اسمائے الٰہیہ میں سے کسی نام کے ساتھ تمسخر (مذاق) کرے یا اس کے احکامات میں سے کسی حکم میں تمسخر کرے یا اللہ تعالیٰ کے ثواب یا عتاب کے وعدہ اور سزا دینے کا منکر ہو یا کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے یا اس کا کوئی فرزند یا بیوی بتلائے یا اللہ تعالیٰ کو عاجز و جاہل قرار دے یا کسی نقص دکمی کی جانب اس کی نسبت کرے تو اس کے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص کہے یہ بات جائز و درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا فعل (کام) کرے جس کے اندر حکمت (و مصلحت) نہ ہو تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

کوئی شخص یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ کفر کے اوپر رضامند ہوتا ہے تو ایسا اعتقاد کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

(بحر الرائق)

کوئی شخص کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے حکم دے گا یا اگر اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا تو نہیں کروں گا۔ تو وہ شخص کفر کرنے والا شمار ہوگا۔ (محیط)

تجنیس کے اندر ہے کہ قرآن شریف میں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ید۔ (ہاتھ) اور وجہ (چہرہ) کے الفاظ بیان ہوئے ہیں۔ درآنحالیکہ وہاں قطعاً وہ اعضاء جو بظاہر سمجھ میں آتے ہیں مقصود نہیں۔ تو آیا فارسی یا اُردو زبان میں اللہ تعالیٰ کے لئے یہ الفاظ بولنے جائز ہوں گے یا نہیں۔ بعض مشائخ رحمہم اللہ کے نزدیک اس صورت میں جائز ہے جبکہ بولنے والا اس لفظ سے عضو کے معنے نہ سمجھے۔ اکثر مشائخ (فقہاء) اسے درست قرار نہیں دیتے۔ اسی قول کو قابل اعتماد قرار دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص میری نگاہ میں بالکل ایسا ہی ہے جس طرح یہودی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تو جمہور مشائخ (بیشتر فقہاء) کے نزدیک اسے کافر شمار کیا جائے گا۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اگر اس سے مقصود یہ ہو کہ وہ شخص اس شخص کے فعل کو بہت برا سمجھتا ہے تو اس صورت میں کافر نہیں ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

اگر کوئی آدمی موت کی آغوش میں سو جائے اور دوسرا کہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہی چاہیئے تھا تو کہنے والے کو کافر قرار نہ دیں گے۔ (خلاصہ)

اگر اس طرح کہے کہ "این کار لیبت خدائے را افتادہ است" (یہ کام ..... اللہ تعالیٰ کو کرنا پڑ گیا) تو اس طرح کہنا برائی سے خالی نہیں لیکن کہنے والے کو کافر شمار نہیں کیا جائے گا۔ (خزانۃ المفتیین)

اگر کوئی اپنے ہمراہ نزاع کرنے والے سے کہے کہ میں بموافقِ حکمِ خدا تمہارے ساتھ کام کر رہا ہوں۔ اور دوسرا شخص کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگاہ نہیں یا کہے کہ یہاں پر اللہ کا حکم نہیں چلتا۔ یا کہے کہ اس جگہ حکم نہیں ہے یا کہے کہ خدائے حاکمی رانشاید (خدا کا حکم نہیں چاہیئے) یا کہے کہ اس جگہ شیطان حکم (کیا) کرتا ہے۔ تو ان سب صورتوں میں کافر شمار ہوگا۔ شیخ حاکم عبد الرحمان سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ "برسم کار کنم بحکم نے" (بطور دستور کام کرتا ہوں حکم کے باعث نہیں) تو کیا یہ کفر ہے اس کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ اس کا منشاء (لوگوں کا) شریعت کو ترک کرنا اور فسادِ حق اور رسم و دستور کا اتباع ہو تردید مقصود نہیں تو کہنے والے کو کافر قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

کوئی شخص ایک جگہ پر اپنے کپڑے رکھ کر کہے کہ میں نے یہ کپڑے خدا کے حوالہ کر دیئے اور دوسرا شخص کہے کہ تو نے یہ کپڑے ایسی ذات کے سپرد کر دیئے کہ اگر کوئی چور انہیں چرائے تو وہ منع نہ کرے۔ اس صورت میں شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس کے اندر اگرچہ قباحت ہے مگر) کہنے والے کو کافر قرار نہ دیں گے۔ کوئی شخص کہے کہ "اگر یاد روغ می گویم خدا دروغ می گوید" (اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو گویا خدا جھوٹ بولتا ہے) اس شکل میں کہنے والے کو کافر نہ کہیں گے[1]

کوئی شخص اپنی زوجہ سے بحالت غصہ کہے "کہ آں روسپی کہ ترا زادو آں لعبی کہ نر اکشت و آں خدائے کہ ترا آفرید" (وہ بدکار و بدکردار عورت جس نے تجھے اور وہ خدا جس نے تجھے پیدا کیا) تو بعض فقہاء کے نزدیک ایسا کہنے والا کافر ہوگا۔ شیخ ابو نصر دبوسی رحمۃ اللہ سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں کچھ دنوں غور و فکر کیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ مؤلف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں بظاہر یہی حکم ہے کہ کہنے والا کافر ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کسی کے بارے میں کہے کہ یہ بیمار نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فراموش کر دیا ہے یا کہے کہ یہاں اشیاء میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ بھول چکا ہے تو بعض کے نزدیک اسے کفر قرار دیں گے۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔

---

[1] کیونکہ اس مجادلے سے اپنے سچے ہونے پر زور دے رہا ہے اور اپنے کو سچا ظاہر کرنا ہی مقصود ہے۔

اگر کہے کہ "خدا کے باز بان تو بس نیاید من جگونہ بس آیم" تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ تو میرے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے خدا تعالیٰ سے تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص کہے کہ فلاں کو "قضائے بد" (خراب موت) نصیب ہوئی تو اسے بڑی خطا قرار دیں گے۔ (محیط)

کوئی شخص کہے کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اوپر احسان کیا لہٰذا تو بھی لوگوں کے ساتھ معاملہ احسان کر جس طرح کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کر چکا ہے اور وہ شخص کہے کہ جاکر اللہ سے لڑ کہ اس نے بہ مالداری اس کو کیوں عطا کی تو اس صورت میں زیادہ درست قول کے مطابق اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ (خزانۃ المفتیین)

دو آدمیوں کے درمیان عداوت و لڑائی ہو ان میں سے ایک شخص کہے کہ آسمان پر سیڑھی لگا کر یہو یہ جا اور اللہ کے ساتھ لڑ تو اس شکل میں بیشتر فقہاء کے نزدیک اسے کفر قرار نہ دیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

صاحب جامع اصغر فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہی قول درست ہے۔ اور تاتار خانیہ میں ہے کہ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (تاتار خانیہ) اگر کوئی شخص کہے کہ "شو دبا خدائے جنگ کن" تو بعض فقہاء اسے کفر قرار دیتے ہیں۔ شیخ ابو بکر محمد ابن الفضل کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ شیخ امام فرماتے ہیں کہ زیادہ احتیاط اس کے اندر ہے کہ نکاح کی تجدید کر لی جائے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے مکان (جائے قیام) ثابت کرے تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کہے۔

کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ لہٰذا اگر اس قول کے ذریعہ اسی بات کا ارادہ کرے جو احادیث میں موجود ہے اور اسی کی حکایت مقصود ہو تو کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اور اگر مقصود مکان کو ثابت کرنا ہو تو تکفیر کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کی خاطر بیٹھا ہے یا انصاف کی خاطر کھڑا ہے تو کیونکہ کہنے والے نے اللہ کو اوپر اور نیچے ہونے کے ساتھ موصوف کر کے مکان ثابت کیا اسلئے اس کی تکفیر کرنے کا حکم ہوگا۔ (بحر الرائق)

کوئی شخص کہے کہ میرا خدا آسمان کے اوپر ہے اور زمین پر فلاں شخص تو کہنے والے پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص کہ "خدا فرو می نگرد از آسمان" (اللہ تعالیٰ آسمان سے نیچے جھانکتا ہے) یا "می بیند" (دیکھتا ہے) کہے یا کہے "از عرش" تو اکثر مشائخ (فقہاء) کے نزدیک اسے کفر شمار کریں گے۔ البتہ اگر عربی زبان میں کہے "یطلع" (باخبر رہتا ہے) تو کفر قرار نہ دیں گے۔ کوئی شخص کہے کہ "خدائے از بر عرش می داند" (خدا عرش پر سے جانتا ہے) تو اسے کفر قرار نہ دیں گے۔ اگر کہے کہ "از زیر عرش می داند" (عرش کے نیچے سے جانتا ہے) تو اسے کفر قرار دیں گے۔

اگر کہے کہ "اری اللہ تعالیٰ فی الجنۃ" (میں اللہ تعالیٰ کو بہشت میں دیکھتا ہوں) تو اسے کفر شمار کریں گے۔ اگر "من الجنۃ" (جنت میں سے) کہے تو اسے کفر قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

شیخ ابو حفص فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کو ظالم قرار دے تو اس کے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (فصول عمادیہ)
کوئی شخص کہے کہ "یارب ایں ستم مپسند" (اے اللہ یہ ظلم پسند نہ کر) تو بعض کے نزدیک اسے کفر قرار دیں گے۔

لے جب خدا تیری زبان نہیں روک سکا تو میں کیسے روک سکتا ہوں

اور زیادہ صحیح قول کے مطابق اسے کفر قرار نہ دیں گے۔
اگر کوئی شخص کہے کہ "خدا عزوجل بر تو ستم کند چنانکہ تو برمن ستم کردی"، (اللہ تعالیٰ تیرے اوپر اسی طرح ظلم کرے جس طرح تو نے میرے اوپر ظلم کیا) تو اسے کفر قرار نہ دیں گے۔ کوئی شخص کہے کہ کاش اگر بروز قیامت اللہ تعالیٰ انصاف کرے تو تیرے بارے میں انصاف سے ہمکنار ہو جاؤں، تو اسے کفر قرار دیں گے۔ اگر "کاش اگر" کی جگہ اس طرح کہے کہ جسوقت اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انصاف کرے تو مجھے انصاف نصیب ہو" تو اسے کفر شمار نہ کریں گے۔ (ظہیریہ)
کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حق و انصاف سے فیصلہ کرے گا تو میں تجھے اپنے حق کے سلسلہ میں پکڑوں گا، تو اسے کفر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)
شیخ سے پوچھا گیا کہ اس طرح بولا کرتے ہیں کہ یہ مقام ایسا ہے کہ نہ اس مقام پر اللہ ہے اور نہ رسول، تو شیخ نے جواباً فرمایا کہ اس محاورہ کا مطلب یہ ہے کہ اس مقام پر اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق کام نہیں ہوتا۔ اس کے بعد دریافت کیا گیا کہ اگر ایسے مقام کے بارے میں یہی بات کہی جائے جہاں کے لوگ زیادہ تر متقی و پرہیزگار ہوں۔ تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اس مقام پر لوگ اللہ اور رسول کے حکم پر عمل پیرا ہوں تو وہ شخص ان کاموں کے دین ہونے کا منکر ہوا مثلاً پنجگانہ نماز، تو اس صورت میں اس پر کفر کا حکم ہوگا۔ (تتمیہ)
اگر ظالم شخص کے ظلم کے ارتکاب کے وقت کہے کہ یا اللہ اس سے ظلم کو پسند نہ کر اگر تو کرے گا تو میں پسند نہیں کروں گا تو اسے کفر قرار دیں گے۔ کیونکہ گویا اس نے اس طرح کہا کہ اگر تو رضامند ہوا تو میں رضامند نہ ہوں گا۔ (خلاصہ)
اگر کوئی شخص کہے کہ اے اللہ روزی میرے اوپر کشادہ فرما دے یا میری تجارت چلا دے یا میرے اوپر ظلم نہ کر تو شیخ ابو نصر دبوسیؒ اس شخص کے کافر ہو جانے کا حکم فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)
کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ جھوٹ نہ بولا کر اور وہ شخص کہے کہ جھوٹ تو بولنے ہی کے لئے ہے۔ اس صورت میں فوری طور پر کافر قرار دیا جائے گا۔
کسی شخص سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کر اور وہ شخص کہے مجھے رضائے خداوندی نہیں چاہیئے۔ یا کہے کہ اگر خدا نے مجھے جنت میں داخل کر دیا تو اسے غارت کر ڈالوں گا۔ یا کسی شخص سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کر ورنہ وہ تجھ کو جہنم میں ڈال دے گا اور وہ شخص کہے کہ مجھے جہنم کا اندیشہ نہیں یا اس سے کہا جائے کہ زیادہ نہ کھایا کر ورنہ اللہ تجھے محبوب نہ رکھے گا اور وہ کہے کہ میں کھانے سے باز نہ آؤں گا چاہے اللہ مجھے دوست رکھے یا دشمن تو ان سب صورتوں میں اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہا جائے کہ زیادہ نہ ہنس یا زیادہ نہ سو یا زیادہ نہ کھا اور وہ کہے کہ اسقدر کھاؤں گا اور اس قدر سوؤں گا جسقدر میرا دل چاہے، گا تو اس کی تکفیر کا حکم ہوگا۔
کوئی شخص کہے کہ گناہ کا ارتکاب نہ کر کہ عذاب خداوندی سخت ہے اور وہ کہے کہ میں ایک ہاتھ کے ذریعہ عذاب اٹھالوں گا تو کہنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر کسی سے کہا جائے کہ والدین کو تکلیف نہ پہونچا اور وہ کہے کہ میرے اوپر والدین کا کوئی حق نہیں تو اسے کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ البتہ گناہ گار ضرور ہوگا۔
کوئی شخص کہے کہ اے شیطان میرے کام کو کر دے تاکہ تیری اطاعت کرتے ہوئے والدین کو تکلیف پہونچاؤں اور جو کام تو نے کرنے کیلئے کہے وہ نہ کروں تو کہنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا۔ (تاتارخانیہ منقول عن التجنیس)

لے کیونکہ یہ ایک نوع سختی دور کرنے کی دعا ہے۔

کوئی شخص کہے کہ اگر تو دونوں جہان کا خدا ہو جائے تو بھی اپنے حق کو تجھ سے وصول کروں گا تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص جھوٹ بات کہے اور کوئی شخص سنکر کہے کہ میرا اللہ تیرے اس جھوٹ کو سچ میں تبدیل کر دے یا کہے کہ میرا اللہ تیرے اس جھوٹ کے اندر برکت عطا کر دے تو بعض کے نزدیک یہ جملہ کفر کے قریب ہے۔ مصباح میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص جھوٹ بولے اور دوسرا شخص کہے کہ خدا تیرے جھوٹ کے اندر برکت عطا کرے تو کہنے والے کو کافر شمار کرنے کا حکم ہوگا۔

شیخ نجم الدین ؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ فلاں شخص تیرے ہمراہ سیدھا نہیں چلا کرتا اور وہ شخص کہے کہ خدا تعالیٰ بھی اس کے ہمراہ سیدھا نہ چلے تو شیخ ؒ فرماتے ہیں کہ اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ تخییر کے اندر لکھا ہے کہ میں نے صدر الاسلام جمال الدین ؒ سے پوچھا کہ کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ زر (سونا یا مال داری) کو محبوب رکھتا ہے کہ مجھ کو عطا نہیں کیا۔ فرماتے ہیں کہ اگر اس کلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی جانب بخل کی نسبت مقصود ہو تو کافر قرار دیا جائے گا۔ لیکن (اگر یہ نیت نہ ہو) محض اس قول کے ذریعہ اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ (تاتارخانیہ)

اگر کہے کہ انشاء اللہ تو اس کام کو انجام دے گا اور وہ کہے کہ میں بلا انشاء اللہ اس کام کو انجام دوں گا تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ (خزانۃ المفتیین)

کوئی ظالم شخص کسی کے اوپر ظلم کرے اور ظلم کیا گیا شخص کہے کہ تقدیر الٰہی یہی تھی اور ظالم شخص کہے کہ میں بلا تقدیر الٰہی کر رہا ہوں تو اس کے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

اگر کوئی شخص کہے کہ اے اللہ مجھ پر اپنی رحمت میں دریغ نہ کر تو اسے کفر شمار کریں گے۔ (سراجیہ)

اگر میاں بیوی میں جھگڑا طویل ہو جائے اور بڑی دیر تک باہم سخت و تیز گفتگو ہو۔ پس خاوند زوجہ سے کہے کہ اللہ سے ڈر اور اپنے آپ کو اس نافرمانی سے باز رکھ۔ اور بیوی کہے کہ میں اس سے خائف نہیں۔ اس صورت میں شیخ ابوبکر محمد ابن الفضل فرماتے ہیں کہ اگر خاوند نے اس کی کھلی معصیت پر عتاب کرتے ہوئے اسے اللہ سے ڈرایا ہو اور بیوی یہ جواب دے تو اس قول کی وجہ سے مرتدہ اور اسلام کے دائرہ سے نکل جانے والی شمار ہوگی اور اپنے خاوند سے بائنہ قرار دی جائیگی۔ اور اگر خاوند اس پر ایسے امر کے اوپر عتاب کرے جس کے اندر اللہ کے خوف کی جانب نسبت (ضروری) نہ ہو تو کافر قرار نہ دیں گے۔ البتہ اگر وہ عورت اپنے کلام کے ذریعہ خوفِ خداوندی کی تحقیر کرے اور حقارت کی نیت سے کہے تو اس کے اپنے خاوند سے بائنہ ہو جانے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص دوسرے کو مارنا چاہے اور اس سے وہ شخص کہے کہ تجھے خوف خدا نہیں اور دوسرا شخص کہے "نہیں" تو امام محمد ؒ سے منقول ہے کہ ان سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تھا جواباً فرمایا کہ تکفیر کا حکم نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کا یہ کہنا ممکن ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں از روئے تقویٰ یہی درست ہے۔ کسی آدمی کو گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا جائے اور دوسرا شخص اس سے کہے کہ تجھے خدا کا خوف نہیں اور وہ کہے کہ نہیں تو کیونکہ اس کے اندر تاویل نہیں ہو سکتی اس لئے کہنے والے کے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ تجھے خدا کا خوف نہیں اور وہ بحالت غصہ کہے کہ نہیں۔ تو کافر ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص کہے کہ "تا مامی شویم بدتر خدائے با مامی شود بدتر۔ تا مامی شویم نیکو کار" (میں بدتر ہوتا ہوں تو اللہ بھی میرے ساتھ بدتر ہو جاتا ہے جتنا میں زیادہ نیک ہوتا ہوں اللہ میرے ساتھ نیک تر ہو جاتا ہے) تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ (خلاصہ)

عتابیہ کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے حکم کو پسند نہ کرے مثلاً کسی شخص سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے چار عورتوں کو (برائے نکاح) حلال کر دیا ہے اور وہ کہے کہ میں یہ حکم ناپسند کرتا ہوں تو اسے کفر قرار دیں گے۔ (تاتار خانیہ)

اگر کوئی عورت اپنے بیٹے سے کہے کہ تو نے اس طرح کیوں کیا اور لڑکا کہے کہ بخدا میں نے ایسا نہیں کیا۔ اور عورت بحالت غصہ کہے ''مرنو مرد اللہ''، تو مشائخ (فقہاء) کی رائیں اس عورت کے کفر کے بارے میں مختلف ہیں (محیط)

کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ ہو اور کوئی شے نہ ہو تو کہنے والے پر کفر کا حکم عائد ہو گا۔ (ظہیریہ)

جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں ساری نیکی کی ہے بدی (برائی) میری جانب سے ہے تو اس پر کفر عائد ہو گا۔ (محیط)

کوئی شخص کہے ''باری بازن بس نیامدی''، (تو اپنی بیوی سے نہ جیت سکا) اور وہ کہے کہ ''خدائے بازناں بس بیامدمن چگونہ بس آیم''، (خدا عورتوں سے نہ جیت سکا میں کس طرح جیت سکتا ہوں)، تو اس صورت میں اس کے کافر ہونے کا حکم ہو گا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ''از خدائے می بینم واز تو'' (میں (بھلائی) خدا سے دیکھتا ہوں اور تجھ سے) یا کہے ''از خدائے امید می دارم و تو''، (میں خدا سے امید رکھتا ہوں اور تجھ سے) تو اس طرح کہنا برا ہو گا۔ البتہ اگر اس طرح کہے کہ ''از خدائے می بینم و سبب ترا می دانم''، (میں خدا سے (خیر) دیکھتا ہوں اور سبب تجھے سمجھتا ہوں)، تو اس طرح کہنا بہتر ہو گا (خزانۃ المفتیین)

اگر مقدمہ کی نالش کے دوران اپنے مقابل سے حلف کیلئے کہے اور مقدمہ کیا گیا شخص اس طرح کہے کہ ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں بس حلف کرانے والا کہے کہ مجھے اللہ قسم نہیں چاہیئے بلکہ میں طلاق یا عتاق (آزادی) کی قسم کھلوانا چاہتا ہوں تو ہمارے بعض اصحاب اس کے کافر ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ اکثر مشائخ (فقہاء) کے نزدیک اس کے کافر ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ تجنیس ناصری کے اندر لکھا ہے کہ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ''سوگند تو ہماں است وکیدِ خر ہماں''، (تیری قسم اور گدھے کا مخصوص عضو برابر ہیں) تو کہنے والا کافر قرار دیا جائیگا

اگر کوئی شخص کہے کہ میرے خدا کو علم ہے کہ میں تجھ کو ہمیشہ دعا کے اندر یاد رکھتا ہوں تو مشائخ (فقہاء) کی رائیں اس کے کفر کے بارے میں مختلف ہیں۔ اگر کوئی بطور مذاق کہے ''من خدایم'' یعنی میں خود آگیا ہوں تو کہنے والا کافر شمار ہو گا۔[1] (تاتار خانیہ)

کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ ''ترا حق ہمسایہ نمی باید''، (تجھ کو ہمسائیگی کا حق نہیں چاہیئے) وہ کہے ''نہیں'' پھر وہ کہے کہ ''ترا حق شوئے نمی باید'' (تجھے حق کو دھو دینے اور محو کرنے والا نہیں چاہیئے) وہ کہے ''نہیں'' پھر وہ کہے ''ترا حقِ خدا نمی باید'' (تجھے حقِ خدا نہیں چاہیئے) وہ کہے ''نہیں''، تو اس عورت پر کفر عائد ہو جائے گا۔ کوئی شخص اپنے مرض اور تنگ دستی حیات میں کہے کہ ''باری بدانمی کہ خدا تعالیٰ مرا چرا آفریدہ است چوں از لذتہائے دنیا مرا ہیچ نیست''، (مجھے خبر تو ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق کس لئے کی ہے جبکہ دنیاوی لذتوں میں میرا کوئی بھی حصہ نہیں) تو بعض مشائخ (فقہاء) کے نزدیک اسے کافر قرار نہ دیں گے البتہ ایسے کلام کو بڑی غلطی ضرور کہیں گے۔

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کی پاداش میں تجھ کو ضرور عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ کہے کہ

[1] کیونکہ اس طرح کا مذاق بھی ناجائز ہے۔

خدائے رانشانده که تا خدائے ہمہ آن کند که تو می گوئی » (تو نے اللہ کو بٹھا رکھا ہے کہ اللہ تیرے ہی کہنے کے مطابق کرے) تو اسے کفر قرار دیا جائے گا۔ (محیط)

تخییر کے اندر ذکر کیا گیا ہے کوئی شخص کہے کہ « خدائے چہ تواند کرد چیزے دیگر تواند بجز دوزخ » یعنی اللہ دوزخ کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہے ، تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح کوئی شخص بد شکل حیوان کو دیکھ کر کہے « پیشں کار نمانده است خدائے کہ چنیں آفریده » (اے اللہ بجز تیرے اسکو پیدا کرنے کے اور کوئی کام نہیں رہ گیا تھا) تو اس صورت میں کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ کوئی ضرورت مند شخص اپنی ضرورت و محتاجگی کی اذیت کی حالت میں کہے کہ « فلاں ہم بنده است باچندے نعمت و من ہم بنده درچنیں رنج بارے ایں چنیں عدل باشد » (یعنی اللہ فلاں بھی بندہ ہے کہ جس پر اسقدر نعمتیں ہیں اور ایک میں بندہ ہوں کہ اتنی تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہوں کیا یہی انصاف ہے ؟) تو اس طرح کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اللہ کا خوف کر اور وہ کہے کہ اللہ کہاں ہے تو اس طرح کہنے والا کافر شمار ہو گا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ پیغمبر علیہ السلام قبر کے اندر نہیں یا کہے کہ علم خدا قدیم نہیں (بلکہ حادث ہے) یا کہے کہ معدوم (غیر موجود شے) کا اللہ تعالیٰ کو علم نہیں تو ایسا کہنے والے کو کافر قرار دینے کا حکم ہو گا۔ (تاتارخانیہ)

اگر عبد اللہ نامی شخص کو آواز دیتے ہوئے لفظ اللہ کے آخر میں تصغیر کا کاف لگا دے۔ اس صورت اگر آواز دینے والا عالم ہو تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اور اگر قصداً لفظ خالق کی تصغیر کرے یعنی « خویلق[1] » کہے۔ اس صورت میں بھی اگر عالم ہو تو کہنے والے کو کافر قرار دینے کا حکم ہو گا۔ (بحر الرائق)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اللہ تیرے دل کے اوپر رحمت (نازل) کرے میرے دل کے اوپر نہیں۔ اس صورت میں اگر وہ رحمت سے بے پرواہی کے ارادہ سے کہے تو کافر شمار ہو گا۔ اور اگر یہ ارادہ ہو کہ میرا دل تو اللہ تعالیٰ کے ثبات و سکون عطا کرنے کی بنا پر مضطرب نہیں تو اس شکل میں کافر قرار نہ دینے کا حکم ہو گا۔

کوئی بچہ اپنے والد کو پکارے درآنحالیکہ اس کا والد نماز پڑھنے میں مشغول ہو۔ لہٰذا ایک آدمی اس بچے سے کہے کہ اے لڑکے رک جا تیرا باپ اللہ اللہ کر رہا ہے۔ تو اسے کفر شمار نہ کریں گے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خدمت (عبادت) کر رہا ہے۔ (محیط)

کوئی شخص کسی نابینا یا بیمار شخص کو دیکھ کر کہے کہ اللہ نے تجھ کو دیکھا اور اس طرح پیدا کر دیا۔ اس کے بعد میرا کیا قصور ہے تو درست قول کے مطابق اس کی تکفیر نہ کرنے کا حکم ہو گا۔ (خلاصہ)

اگر کوئی کہے « بخدائے پاک و بخاک پائے تو » (یعنی اللہ کی قسم اور تیرے پیر کی خاک کی قسم) کہ میں یہ کام انجام دوں گا۔ تو اس شخص کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ بخدائے و بجان و سر تو « (اللہ کی قسم اور تیرے سر اور تیری جان کی قسم) تو اس کے اندر مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں الفاظِ کفر کا ذکر

یہ بات ذہن نشیں رہے کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام میں سے بعض کا منکر ہو یا انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں سے کسی سنت کو ناپسند کرے تو اس پر کفر کا حکم عائد ہو گا۔ شیخ ابن مقاتل سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص حضرت خضر

---

[1] جس سے اہانت کا پہلو نکلتا ہے یعنی چھوٹا پیدا کرنے والا گویا کوئی اس سے بڑا خالق بھی موجود ہے۔

حضرت علیہ السلام یا حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی نبوت کا منکر ہو؟ تو شیخ نے جواباً فرمایا کہ جس بزرگ کا نبی ہونا ساری امت کا متفق علیہ نہ ہو (بلکہ کچھ قائل ہوں اور کچھ نہ ہوں) تو اس کی نبوت کے منکر پر کفر کا حکم عائد نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ اگر فلاں شخص نبی ہو جاتا تو میں اس کی نبوت پر ایمان نہ لاتا۔ تو کہنے والے پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ (محیط)

شیخ جعفرؒ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سارے نبیوں پر ایمان لے آیا اور مجھے یہ خبر نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہیں تھے تو کہنے والے پہ کفر کا حکم نہ لگے گا۔ (غنابیہ)

شیخ سے پوچھا گیا کہ جو آدمی خواہش کے ارادہ مثلاً زنا وغیرہ کے ارادہ کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف کرتا ہو جس طرح کہ حشویہ فرقہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بکواس کرتا ہے تو شیخ نے جواباً فرمایا کہ اس شخص کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ کسی ایسی بات کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی جانب ان کے لئے بمنزلہ گالی کے ہے اور ان کے حق میں یہ نسبت استخفاف و توہین ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر گناہ کے کفر ہونے کا قائل ہو اور اس کے باوجود کہے کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ صادر ہوا ہے تو کیونکہ انبیاء کی شان میں گستاخی کی اور گالی دی اس لئے اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ انبیاء علیہم السلام سے نہ بحالت نبوت عصیاں کا صدور ہوا اور نہ نبوت سے پہلے تو نصوص قرآنی کی تردید کرنے کی بنا پر اسے کافر قرار دیں گے۔ میں نے بعض مشائخؒ (فقہاء) سے یہ بات سنی ہے کہ اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے اوپر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے تو اسے مسلمان قرار نہ دیں گے۔ (تیمیہ)

شیخ ابو حفص کبیرؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو اپنے دل کے اندر کسی نبی کے بارے میں بغض رکھے تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر یوں کہے کہ فلاں شخص کو اگر نبوت ملتی تو میں اسے ناپسند کرتا اور اس سے رضامند نہ ہوتا تو اسے بھی کفر شمار کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص پیغامبر ہوتا تو میں اس کا گرویدہ نہ ہوتا۔ لہٰذا اگر پیغامبر سے مقصود یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا رسول ہوتا تو اس شکل میں اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی اس طرح کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو کسی کام فرماتا تو میں تعمیل نہ کرتا۔ تو کافر شمار ہوگا۔ جامع صغیر کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص اور اس کے داماد میں جھگڑا و نزاع ہو اور داماد کہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھ کو بشارت دیں تو میں تیرے حکم کی تعمیل نہ کروں گا۔ تو اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ انبیاء علیہم السلام جو فرما چکے ہیں اگر وہ ٹھیک اور انصاف ہو تو ہم نے نجات حاصل کی اس صورت میں کہنے والے پر کفر عائد ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ ,, انا رسول اللہ ،، (میں اللہ کا رسول ہوں) یا بزبان فارسی کہے ,, من پیغمبرم ،، (میں پیغمبر ہوں) یا بزبان اردو کہے ,, میں نبی ہوں ،، اور اس سے یہ منشا ہو کہ میں پیغام لیجایا کرتا ہوں تو کہنے والے کو کافر قرار دیں گے۔ اگر ایسا کہنے کے وقت کوئی اور شخص بھی موجود ہو اور وہ اس سے معجزہ طلب کرے تو اس دوسرے شخص کو بھی بعض کے قول کے مطابق کافر قرار دیا جائے گا۔ بعد کے مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر طلب معجزہ سے دوسرے کا منشا اس کو رسوا کرنا اور عاجز کرنا ہو تو کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی لفظ تصغیر کہے مثلاً عربی زبان میں شعر (بال) کی بجائے شعیر (چھوٹا بال) کہے تو بعض کے نزدیک ایسا کہنے والا مطلقاً کافر قرار دیا جائے گا۔ یعنی خواہ نیت اہانت ہو یا نہ ہو۔ اور بعض کے نزدیک محض اس صورت میں کافر شمار کیا جائے گا جبکہ اس کی نیت اہانت کی ہو۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میرے علم میں نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے یا جن تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔

لہ کیونکہ اس جملہ سے نص کا انکار لازم آئے گا۔

(فصول عمادیہ)

اگر کوئی شخص کہے کہ "اگر فلاں پیغمبر است حق خویش ازو بستانم" (اگر فلاں شخص پیغمبر ہو تب بھی اس سے اپنا حق وصول کرلوں گا) تو اسے کفر قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص کہے "محمد درویشک بود" (محمد صلی اللہ علیہ وسلم درویش تھے) یا کہے کہ "جامۂ پیغمبر ریمناک بود" (پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پیپ سے بھرا ہوا تھا) یا کہے کہ "آپ کے بڑے بڑے ناخن تھے" تو بعض کے نزدیک بلا قید نیت اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ بعض کے نزدیک اگر وہ اہانت کی نیت سے کہے تو کافر ہونے کا حکم ہوگا۔

کوئی شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہے کہ "اس شخص نے اس اس طرح کہا ہے" تو بعض کے نزدیک اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص ایسے شخص کو جو محمد یا احمد یا ابوالقاسم نامی ہو بدزبانی سے یاد کرتے ہوئے کہے اے چھنال (بدکار) کے بچے تو اور وہ جو کہ اس نام یا اس کنیت کا بندۂ خدا ہے تو بعض مقام پر بیان فرماتے ہیں کہ اگر اسوقت اسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد تھے اس کے باوجود اس نے یہ کہا تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص کہے کہ ہر معصیت گناہ کبیرہ میں داخل ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے گناہ کہ وہ سارے صغیرہ ہیں تو کہنے والا کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ اگر کہے کہ ہر عمداً اور قصداً کیا جانے والا گناہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معاصی قصداً تھے تو اسے کفر قرار نہ دیں گے (تیمیہ)

اگر کوئی رافضی (شیعہ) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کرتا ہو اور گالی دیتا ہو یا اس کے مانند بدزبانی یا ہجو کیا کرتا اور ان کے اوپر لعنت کیا کرتا ہو (نعوذ باللہ منہ) تو اسے کافر قرار دیں گے۔ اگر محض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکرؓ پر فضیلت دے (یعنی تفضیلی ہو) تو بدعتی (اور دین میں نئی بات پیدا کرنے والا) ضرور ہوگا مگر کافر نہیں ہوگا۔ معتزلی شخص بدعتی ہوتا ہے البتہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے محال ہونے کا قائل ہو تو اس صورت میں کافر قرار دیا جائے گا۔ (خلاصہ)

اگر کوئی شخص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت زنا لگائے تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔[1] اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر (نعوذ باللہ منہ) تہمت زنا لگائے تو کافر قرار نہ دیں گے البتہ لعنت کا مستحق ضرور ہوگا۔ اگر کوئی شخص حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اصحاب نبیؐ ہونے سے انکار کرے تو کہنے والا کافر تو نہ ہوگا۔ البتہ لعنت کا مستحق ہو جائے گا۔ (خزانۃ المفتیین)

جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت کا منکر ہو تو بعض کے نزدیک اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک بدعتی ہوگا کافر نہیں ہوگا۔ درست قول کے مطابق وہ کافر شمار ہوگا۔ اسی طریقہ سے جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہو تو زیادہ صحیح قول کے مطابق وہ بھی کافر قرار دیا جائے گا۔ اگرچہ اس سلسلہ میں مختلف قسم کے اقوال ہیں۔ (ظہیریہ)

حضرت عثمان حضرت علی حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرنے والے لوگوں کو کافر قرار دینا واجب و لازم ہوگا۔ سارے زیدیوں کو کافر کہنا لازم ہے کیونکہ وہ اپنے اعتقاد کے

---

[1] کیونکہ حضرت عائشہؓ کی براءت نص صریح وقطعی سے ثابت ہے اسلئے ایسا کہنے والا نص صریح کا منکر شمار ہوگا۔

مطابق عجم (غیر عرب) میں سے ایک نبی کے مبعوث ہونے کے منتظر ہیں جو ان کے ناپاک عقیدہ کی رو سے اگر ہمارے رسول خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک دین کو مٹائے گا اور کالعدم کر دے گا (دچیز کر داری) روافض (کے بعض فرقوں) کو کافر قرار دینا لازم ہے کیونکہ ان کا قول یہ ہے کہ مردے واپس ہو کر دنیا میں آئیں گے اور روحوں کے اندر تناسخ ہوتا ہے یعنی آواگون ہوا کرتا ہے (اسوجہ سے) خدا کی روح (بارہ) اماموں میں منتقل ہو گئی اور یہ کہ پاک ائمہ میں سے ایک امام چھپ گئے ہیں۔ ان کا ظہور آخر میں ہوگا، اور یہ کہ امام موصوف کے ظاہر ہونے تک کام کرنے اور نہ کرنے کا حکم یعنی شرعی امر و نہی معطل رہے گا اور یہ کہ (نعوذ باللہ منہ) حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے بجائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ غلطی سے وحی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچا دی۔ اس قسم کے سارے لوگ ملتِ اسلام سے نکلے ہوئے اور کافر شمار ہوں گے اور ان کے احکام مرتدوں اور دائرۂ اسلام سے نکل جانے والوں کے سے ہوں گے۔ (ظہیریہ)

اکراہ الاصل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شتم کرنے اور آپؐ کی شان میں گستاخی کیلئے اکراہ کیا جائے اور وہ باکراہ ایسا کرے تو اس کے اندر تین شکلیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ وہ کہے کہ میرے قلب میں کوئی خیال نہیں گزرا، میں نے محمدؐ کو اکراہ کرنے والوں کے چاہنے کے مطابق برا کہا اور گستاخی کی درآنحالیکہ میں اس بات پر (قطعاً) رضامند نہیں۔ تو ایسی شکل میں کہنے والے کو کافر قرار نہ دینے کا حکم ہوگا جس طرح کسی شخص کو کفریہ کلمہ کی ادائیگی پر مجبور کیا جائے اور وہ ادا کرے درآنحالیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو تو اسے کافر قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ دوسرے یہ کہ وہ یہ کہے کہ میں نے اسوقت ایک محمد نامی عیسائی شخص کی نیت کی تھی اور میں نے اسی کو برا کہا تو اس صورت میں بھی کہنے والے کو کافر قرار نہ دیں گے۔ تیسرے یہ کہ وہ کہے کہ میرے قلب میں محمد نامی ایک عیسائی شخص کا خیال آیا لیکن میں نے اسے نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا تو اس شکل میں قضاءً اور دیانتاً اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ جو شخص کہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پاگل پن طاری ہو گیا تھا تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ اور جو شخص کہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری کر دی گئی تھی تو اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

کوئی شخص کہے کاش حضرت آدمؑ گندم نہ کھاتے ہم بدبخت نہ ہوتے تو اس صورت میں کہنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا۔ جو شخص خبر متواتر کا منکر ہو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ یعنی حدیث یا شرعی حکم اس طریقہ سے مروی چلا آرہا ہو کہ عقل اس میں جھوٹ یا غلطی یا بھول جانے کو تسلیم نہ کرے تو اس کے منکر پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ مثلاً پنجوقتہ نمازوں کی رکعات کی تعداد۔ اور جو آدمی خبر مشہور کا منکر ہو اس پر بھی بعض کے نزدیک کفر کا حکم عائد ہوگا۔ عیسیٰ ابن ابان کہتے ہیں کہ اسے گمراہ کہیں گے مگر کفر کا حکم عائد نہ ہوگا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ اور جو شخص خبر واحد کا منکر ہو تو اس پر کفر کا حکم تو عائد نہ ہوگا البتہ خبر واحد کو قبول نہ کرنے والا شخص گنہگار ضرور قرار دیا جائے گا۔ (ظہیریہ)

اگر کوئی شخص نبی کے بارے میں ایسے نبی نہ ہونے کی آرزو کرے اور کہے کہ کاش یہ نبی نہ ہوا ہوتا تو مشائخؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس کا منشا یہ ہو کہ اس کا مبعوث نہ ہونا خارج از حکمت (و مصلحت) نہیں تھا تو اسے کافر قرار نہ دیں گے اور اگر وہ اس بزرگ نبی کے متعلق استخفاف و اہانت کی نیت کرے اور قلب میں عداوت رکھے تو کافر شمار ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

لے اس صورت میں بھی یہ حکم محل نظر ہے۔ بعض کے نزدیک اس شکل کو بھی کفر قرار دیں گے۔ اور کفر کا حکم ہی موزوں معلوم ہوتا ہے۔

کوئی شخص کہے کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو "مرد کہتے" کہیں تو مواخذہ ترک نہ کروں تو اسے کافر قرار نہ دینگے۔ اگر کہے کہ میں بھی اسی طرح کہوں تو کفر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شئے کو پسند فرماتے تھے مثلاً کہے کہ لوکی (کدو) پسند فرمایا کرتے تھے اور دوسرا شخص کہے کہ مجھے ناپسند ہے تو اسے کفر قرار دیں گے۔ امام ابو یوسفؒ سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے بعض متاخرین فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر وہ اہانت کی نیت سے کہے تو کفر ہوگا اور اس کے بغیر کفر نہ ہوگا۔

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ آدم علیہ السلام نے کپڑا بننے کا کام کیا ہے لہٰذا ہم تمام جولاہہ کی اولاد قرار پائے تو اسے کفر قرار دیں گے۔ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تھے تو اپنی تین مبارک انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے اور دوسرا کہے یہ بے ادبی میں داخل ہے تو اسے کفر شمار کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ دیہاتیوں کی کتنی اچھی رسم ہے کہ بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھاتے ہیں تو شیخؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے یہ بات مسنون طریقہ کی اہانت کی بنا پر کہی ہو تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ کوئی شخص کہے کہ یہ کیا طریقہ ہے کہ مونچھوں کو کترداؤ یا منڈواؤ اگر لپیٹ کر دو اور دستار (پگڑی) گلے کے نیچے لاؤ۔ اگر اس کا یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر طعنہ زنی کی نیت سے ہو تو اسے کفر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر عاشورہ (محرم کی دس تاریخ) کے دن کوئی شخص کہے کہ سرمہ لگاؤ کیونکہ اس دن سرمہ لگانا مسنون ہے اور دوسرا شخص کہے کہ یہ تو مخنثوں اور عورتوں کا فعل ہے تو کہنے والا کافر شمار ہوگا۔ تخییر کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک بات کہے اور دوسرا کہے "دروغ می گوید اگر ہمہ پیغمبر است" (جھوٹا ہے اگر قطعاً پیغمبر ہے[1]) تو کہنے والے پر کفر عائد ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میں اس کے کلام کا گرویدہ نہیں ہوں گا اگر قطعی پیغمبر ہے۔ تب مذکورہ بالا حکم کفر برقرار رہے گا۔

کوئی شخص دوسرے سے کہے، "گراں خوئے است اگر ہمہ پیغمبر است" (بداخلاق ہے اگر قطعاً پیغمبر ہے) یا کہے "اگر رسول یا ہمہ فرشتہ مقرب است" (اگر رسول یا بالکل مقرب فرشتہ ہے) یا کہے "اگر مرسل است یا ہمہ فرشتہ مقرب است گراں جان است" (اگر بھیجا ہوا (نبی) یا بالکل مقرب فرشتہ ہے مگر نفس کی گرانی کا باعث ہے) تو فوری طور پر کہنے والے کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔

کوئی شخص اپنے غلام کو زدوکوب کرنا چاہے اور دوسرا شخص کہے کہ اسے زدوکوب نہ کرو اور وہ جواب دے کہ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی چھوڑنے کے لئے فرمائیں تب بھی زدوکوب کرنے سے باز نہ آؤں گا یا کہے کہ اگر آسمان سے بھی یہ آواز آئے کہ زدوکوب نہ کر تب بھی زدوکوب کروں گا۔ تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے صدر الاسلام جمال الدینؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی حدیث کی تلاوت کرے اور دوسرا شخص کہے کہ "ہمہ روز غلشما خواند" (ہر دن خلش و اضطراب پیدا کرنے والی پڑھتا ہے) تو شیخؒ فرماتے ہیں کہ اگر کہنے والا اس کی نسبت و اضافت نہ پڑھنے والے شخص کی جانب کرے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو یہ دیکھیں گے کہ اگر یہ حدیث دین اور احکام شریعت سے متعلق ہو تو کہنے والے پر کفر کا حکم عائد ہوگا اور اگر دین و احکام شریعت سے متعلق نہ ہو تو کہنے والا کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ اور اس کی بات چیت کی یہ تاویل کیجائیگی

[1] کیونکہ اس کے اندر اہانت نبیؐ کا پہلو موجود ہے۔

کہ اس کا منشاء یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی شے کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

اگر کوئی شخص کسی سے کہے "بحرمت جوان عربی تو" (تیرے عربی جوان کی حرمت اور عزت کے ساتھ) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم "تو کہنے والا کا فر قرار دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت ایسا تھا کہ منصب پیغمبری پر فائز تھے اور ایک وقت میں نہیں تھے۔ یا کہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک کے اندر بحالت ایمان ہیں یا بحالت کفر تو کہنے والا کا فر قرار دیا جائے گا۔ غرر المعانی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ خلاف نہ کہو۔ وہ کہے کہ پیغمبراں خلاف گفتند (پیغمبروں نے خلاف کہا ہے) تو شیخ فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ کفریہ ہوگا۔ عورت کو تائب ہونا چاہیئے اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیئے (تاتارخانیہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ مجھ کو تیرا دیکھ لینا گویا ملک الموت کو دیکھ لینا ہے تو اسے بڑی غلطی قرار دیں گے اور اسے کافر قرار دینے کے اندر مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اور اکثر کے نزدیک اس کی تکفیر نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

خانیہ کے اندر لکھا ہے بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر اس نے عداوت کے باعث ملک الموت کہا تو کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر موت کی کراہت کے باعث وہ یہ لفظ کہے تو کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ "روئے فلاں دشمن می دارم چوں روئے ملک الموت" (ملک الموت کے چہرے کی طرح میں فلاں کے چہرے کو دشمن رکھتا ہوں) تو اکثر مشائخ (بیشتر فقہاء) کے نزدیک اس کو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ تجنیس کے اندر لکھا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں کی شہادت کی سماعت نہیں کروں گا خواہ جبرئیل و میکائیل ہی کیوں نہ ہو تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص ملائکہ میں سے کسی فرشتہ پر عیب لگائے تو اسے کافر شمار کیا جائے گا۔

کوئی شخص کہے کہ مجھ کو ہزار دراہم عطا کرتا کہ میں ملک الموت کو بھیج دوں کہ وہ فلاں شخص کی روح کو قتل کرنے کی خاطر اٹھا لے۔ تو اس طرح کہنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا یا نہیں؟ شیخ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوذر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ملائکہ کے ساتھ استخفاف کا معاملہ (اور ان کو حقیر سمجھنا) کفر قرار دیا گیا ہے کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے کہ میں تمہارا فرشتہ ہوں اور فلاں جگہ تمہارے کام میں اعانت کروں گا تو بعض مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اس کے کافر نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر بلا قید یہ کہے کہ "میں فرشتہ ہوں" تب بھی اسی حکم تکفیر قرار نہ دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اس کے برعکس اگر "میں نبی ہوں" کہے تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ (تاتارخانیہ)

کوئی شخص ایک عورت کو نکاح میں لائے اور گواہ موجود نہ ہوں اور وہ کہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو گواہ بناتا ہوں یا کہے کہ میں اللہ اور ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں تو کہنے والے کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ میں دائیں ہاتھ والے فرشتہ اور بائیں ہاتھ والے فرشتہ کو گواہ بناتا ہوں تو کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

قرآن شریف سے متعلق الفاظ کا بیان

جو شخص یہ کہتا ہو کہ قرآن مخلوق ہے تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

جو شخص قرآنی آیات میں سے کسی آیت کا منکر ہو یا اس کے ساتھ تمسخر و مذاق کرتا ہو۔ اور "خزانہ" نامی کتاب کے اندر لکھا ہے کہ یا عیب لگائے تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

لے کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کہنے والے کا کوئی پیغمبر ہے۔

اگر کوئی شخص معوذتین (قل اعوذ برب الفلق) اور قل اعوذ برب الناس) کو جزو قرآن نہ مانتا ہو تو اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ بعض متاخرین (بعد کے فقہاء) کے نزدیک اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے بعد ان دونوں سورتوں کے قرآن میں سے ہونے پر اجماع (اجماع امت) ہو چکا ہے۔ درست قول پہلا ہے کیونکہ بعد کے اجماع سے پہلا اختلاف رفع نہیں ہوا۔ (ظہیریہ)

اگر کوئی شخص دف (باجہ) یا بانسری کی لے پر قرآن پڑھے تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ کوئی شخص تلاوت قرآن کرے اور کوئی کہے "این چہ بانگ طوفان است" (یہ کیا طوفان کی آواز ہے) تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ (محیط)

اگر کوئی شخص کہے کہ تو نے قرآن کی تلاوت بہت کی لیکن ہم سے جنابت[1] دور نہیں کی تو کہنے والا کافر شمار ہوگا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ "قل ہو اللہ احد را پوست باز کردی" (تو نے قل ہو اللہ احد کی کھال کھینچ کر رکھ دی) یا کہے کہ "الم نشرح را گریبان گرفتہ" (تو نے سورۂ الم نشرح کے گریبان کو پکڑ لیا) یا جو آدمی بیمار شخص کے پاس سورۂ یٰسین کی تلاوت کر رہا ہو اس سے کہے کہ سورۂ یٰسین کو مردہ کے منہ میں نہ رکھ۔ یا کسی شخص سے کہے "اے کوتاہ تر از انا اعطینا" (اے انا اعطینا سے بھی بڑھ کر کوتاہ (چھوٹے) یا جو شخص قرآن کی تلاوت کر رہا ہو اور کوئی کلمہ بھول گیا ہو اس سے کہے "والتفت الساق بالساق" (اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے) یا کسی شخص کے پاس قدح (جام) بھر کر لائے اور کہے "کاساً دھاقا" (پینے کو) لبالب بھرے ہوئے جام شراب) یا کسی شخص سے بطور مزاح و مذاق کہے "فکانت سرابا" (سو وہ آیت کی طرح ہو جائیں گے)

یا بوقت ناپ تول مزاحاً کہے "واذا کالوہم او وزنوہم یخسرون" (اور جب انکو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں) یا کسی شخص سے کہے کہ تو نے الم نشرح کی دستار باندھ لی ہے اور اس سے اس کا منشا یہ ہو کہ تو نے اظہار علم کیا ہے۔ یا کسی یہاں کے لوگوں کو اکٹھا کر کے کہے "فجمعناہم جمعاً" (پھر ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کریں گے) یا کہے "وحشرناہم فلم نغادر منہم احداً" (اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے)

یا کسی شخص سے کہے کہ تو "والنازعات نزعاً" (قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی) جان سختی سے نکالتے ہیں) نون کے زبر یا پیش کے ساتھ کیوں پڑھا کرتا ہے اور اس کا مقصود طنز کرنا ہو یا کوئی شخص کہے "اقرأ اشتمک قال اللہ تعالیٰ کلا بل ران" (تو پڑھتا کہ میں تجھے برا کہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "کلا بل ران) تو اسے بھی گستاخی اور کفر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ یا کوئی شخص دوسرے کو باجماعت نماز ادا کرنے کی خاطر بلائے یا وہ کہے کہ میں اکیلا نماز ادا کرتا ہوں اسلئے کہ ارشادِ خداوندی ہے "ان الصلوٰۃ تنہیٰ" یا کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ "تفشیلہ بجوز فان التفشیل یذہب بالریح قال اللہ تعالیٰ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم" (تفشیل جائز ہے اسلئے کہ تفشیل سے ریح دور ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی تو ان سب شکلوں میں کہنے والے کو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔

کوئی شخص کہے کہ مکان تو نے اس طریقہ سے پاک (وصاف) کیا ہے جس طرح "والسماء والطارق" (قسم ہے آسمان کی اور اس چیز کی جو رات کو نمودار ہونے والی ہے) تو بعض کے نزدیک اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔

---

[1] شرعی جرم و گناہ

شیخ ابو بکر ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ کہنے والے کے جاہل ہونے کی صورت میں اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور عالم ہونے کی شکل میں کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر کہے کہ ،، قاعاً صفصفاً شدہ است (قاعاً صفصفاً (میدانِ ہموار) ہو گیا ہے) تو اس کے اندر کفر تک پہونچ جانے کا سخت اندیشہ ہے،، اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص ہانڈی کی کھرچن اور باقی ماندہ کے بارے میں کہے ،، والباقیات الصالحات ،، (اور جو نیک کام ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے ہیں) تو اس کے اندر کفر کا سخت اندیشہ ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ قرآن اعجمی (غیر عربی) ہے تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ اگر کہے کہ قرآن میں عجمی کلمہ ہے تو اس کے بارے میں حکم کفر کے اندر تامل کیا گیا ہے۔ شیخ ابو القاسم مفسرؒ اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔ (فصول عمادیہ)

خزانۃ الفقہ کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ تو قرآن کی تلاوت کیوں نہیں کرتا اور وہ کہے کہ میں قرآن سے بیزار ہو گیا تو کہنے والے پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ رسالہ صدر الصدور اور رسالہ قاضی القضاۃ کمال الدین کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے قرآن شریف کی کوئی سورۃ یاد کر رکھی ہو اور اسی سورۃ کی بکثرت تلاوت کرتا ہو۔ پس دوسرا شخص کہے ،، ایں سورۃ را زبون گرفتہ ،، (اس سورۃ کو تونے ضعف و کمزوری کے ساتھ پکڑا ہے) تو کہنے والا کافر قرار دیا جاتے گا۔ تجنیس کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف۔ بزبانِ فارسی منظوم کرے تو نظم کرنے والا کافر ہو جانے کی بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ (تاتارخانیہ)

نماز و روزہ و زکوٰۃ سے متعلق الفاظ کفریہ کا ذکر

کوئی شخص ایک بیمار سے نماز پڑھنے کیلئے کہے وہ جواب دے کہ کبھی نہ پڑھوں گا۔ اس کے بعد وہ نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ موت کی آغوش میں سو جائے تو کہیں گے کہ اس کی موت کفر پر ہوئی ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نہ پڑھوں گا تو اس کے اندر چار شکلوں کا احتمال ہے۔ اول یہ کہ (اب) نماز اس وجہ سے نہیں پڑھوں گا کیونکہ میں نے پڑھ لی ہے۔ دوسرے یہ کہ تیرے حکم کے باعث نہیں پڑھوں گا۔ کیونکہ حکم نماز تجھ سے بہتر اور بزرگ ہستی کر چکی ہے۔ تیسرے یہ کہ فسق اور بے خوفی کے باعث نہیں پڑھوں گا ذکر کردہ یہ تینوں شکلیں کفر میں داخل نہیں۔ چوتھی شکل یہ کہ نہیں پڑھوں گا کیونکہ نہ نماز میرے اوپر واجب ہے اور نہ مجھے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تو اس صورت میں کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص فقط ،، نہیں پڑھوں گا ،، کہے تو اس پر کفر کا حکم عائد نہیں ہوگا کیونکہ اسکے اندر ان چاروں شکلوں کا احتمال موجود ہے۔

کسی شخص سے نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے اور وہ کہے جو نماز پڑھے اور مفت اپنے کام میں اضافہ کرے وہ بھڑوا ہے۔ یا اس طرح کہے کہ مجھے بیگار کئے ہوئے مدت بیت گئی ہے۔ یا کہے کہ اس کام کو کون آخر تک انجام دے سکتا ہے۔ یا کہے کہ دانشمند کو چاہیئے کہ ایسے کام میں نہ پڑے جسے آخر تک نباہنا ممکن نہ ہو۔ یا کہے میرے لئے اور لوگ (ادائے نماز) کر لیتے ہیں۔ یا کہے کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے مجھے کچھ سرفرازی نہیں ملے گی۔ یا کہے کہ تو نے نماز پڑھ کر کیا سرفرازی حاصل کی۔ یا کہے کہ نماز کس کی پڑھوں میرے والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ یا کہے کہ نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں۔ یا کہے کہ اسقدر نماز پڑھ چکا ہوں کہ میرا دل اکتا چکا۔ یا کہے کہ نماز اس قسم کی شئے نہیں کہ رہ جائیگی تو سڑ جائے گی اور خراب ہو جائے گی تو ان سب کو کفر قرار دیا جائے گا۔ (خزانۃ المفتیین)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ آؤ اس حاجت کی خاطر نماز پڑھ لیں اور وہ کہے کہ میں بہت نماز پڑھ چکا میری کوئی حاجت پوری نہیں ہوئی اور یہ جملہ استخفاف اور طنز کے طور پر کہے تو کہنے والا کافر قرار دیا جائیگا (تاتارخانیہ)

اگر کوئی فاسق شخص نمازیوں سے کہے کہ آؤ اور آکر مسلمانی دیکھو اور اپنی فسق و فجور کی مجلس کی جانب اشارہ کرے تو کافر ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ بے نمازی ہونا کتنا اچھا فعل ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ نماز پڑھ تاکہ تو اطاعت کی لذت سے ہمکنار ہو۔ یا بزبان فارسی کہے کہ۔ نماز کُن تا حلاوت نماز کردن بیابی، (نماز پڑھ تاکہ حلاوتِ نماز پالے) اور وہ شخص کہے کہ تو نماز مت پڑھ تاکہ نماز نہ پڑھنے کے مزہ و لذت سے آگاہ ہو تو اسے کفر قرار دیا جائے گا۔

اگر کوئی شخص غلام سے کہے کہ نماز پڑھ اور وہ کہے کہ نماز کا ثواب کیونکہ میرے آقا کو ملے گا اس لئے نماز نہ پڑھوں گا تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ نماز پڑھ۔ وہ کہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے مال کے اندر نقصان کیا ہے لہٰذا میں اس کے حق کے اندر نقصان کرنے سے نہ چوکوں گا تو اسے کفر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص محض رمضان میں نماز پڑھے اور کہے کہ اتنی نماز کافی ہے یا کہے کہ اتنا ہی اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ رمضان کی ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہوتی ہے تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص قصداً بجائے قبلہ رخ ہونے کے دوسری طرف رُخ کر کے نماز پڑھے لیکن اتفاق سے وہی قبلہ رُخ ہو تو امام ابو حنیفہؒ اسے کافر قرار دیتے ہیں[1]۔ فقیہ ابو اللیثؒ بھی اسی قول کو اختیار فرماتے ہیں۔ اسی طریقہ سے بلا طہارت و پاکی کے (قصداً) نماز پڑھ لے یا نجس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ اگر کوئی شخص قصداً بلا وضو نماز پڑھے تو اسکے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ صدر الشہیدؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

کتاب التحری کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے سوچ کر قبلہ رُخ ہونے کا قصد کرے اور اس نے تحری و غور کر کے ایک سمت مقرر کر لی کہ قبلہ کا رُخ یہی ہے۔ اس کے بعد وہ اس سمت و جہت کو ترک کر کے دوسری جانب رخ کر کے نماز پڑھے۔ امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ مجھے ایسے شخص کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے کیونکہ اس نے قبلہ سے روگردانی و اعراض کا ارتکاب کیا ہے۔ مشائخ و بیشتر فقہاء کی رائیں اس کے کفر کے بارے میں مختلف ہیں۔ شمس الائمہ حلوائیؒ فرماتے ہیں زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ اگر وہ بجائے قبلہ رُخ کے دوسری جانب بطور استخفاف و دل لگی کے نماز پڑھے تو اس کے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔

اگر کوئی شخص ایسی شکل میں کسی سبب سے مبتلا ہو جائے مثلاً چند لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھ رہا تھا اور اسی دوران کسی کی ریح خارج ہو گئی یا قطرہ آگیا اور اس کے اظہار میں شرم رکاوٹ بن گئی، اور اس نے اس کو پوشیدہ رکھا اور اسی طریقہ سے نماز ادا کر لی۔ یا دشمن کے قریب تھا اور اس نے بلا طہارت، و پاکی کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو اس صورت میں ہمارے بعض مشائخؒ (فقہاء) کہتے ہیں کہ اس پر کفر کا حکم عائد نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کا یہ عمل بطور دل لگی نہیں تھا مگر جو آدمی ضرورت یا شرم کے باعث اس کے اندر مبتلا ہوا سے کھڑے ہو کر ارادۂ نماز نہ کرنا چاہیئے اور قرارت کے اندر کچھ تلاوت نہ کرے اور جھکنے کے وقت رکوع کا ارادہ بھی نہ کرے تاکہ متفقہ طور پر کسی کے نزدیک بھی اس پر کفر کا حکم نہ لگے۔ اگر کوئی شخص نجس کپڑے کے اوپر نماز پڑھے تو بعض فقہاء کے نزدیک اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر کسی بچہ کو امام بنا کر اس کی اقتداء میں نماز پڑھے یا کسی پاگل شخص یا عورت یا ایسا شخص جسے غسل کی ضرورت ہو یا ایسا شخص جس کی ریح خارج ہو گئی ہو اور اس نے وضو نہ کیا ہو اس کی اقتداء میں نماز پڑھے یا دقتیہ نماز

[1] کیونکہ قصداً اس کا قبلہ سے انحراف تھا یہ اور بات ہے کہ اتفاقاً وہ قبلہ رُخ ہی رہا۔

ادا کرے درآنحالیکہ اس کے اوپر فوت شدہ نمازوں کی قضا واجب ہو اور وہ اسے یاد بھی ہوں تو متفقہ طور پر ایسے شخص کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

اگر کوئی شخص کہے کہ نماز فرض ہے لیکن اس کے اندر رکوع و سجدہ نہیں تو تاویل کی بنا پر اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور اگر وہ بلا قید رکوع اور سجود کی فرضیت کا منکر ہو تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر وہ دوسرے سجدہ کی فرضیت کا منکر ہو تب بھی اسے کافر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ کیونکہ اس نے ایسی شے کا انکار کیا جو اجماع اور تواتر سے ثابت ہے۔ کوئی شخص کہے کہ اگر کعبہ کی بجائے بیت المقدس قبلہ ہوتا تو میں نماز کعبہ ہی کی طرف رخ کرکے پڑھا کرتا اور بیت المقدس کی جانب رُخ کرکے نہ پڑھتا یا جیسی شکل "تجنیس ملتقط" کے اندر ذکر کی گئی ہے۔ اسی طرح کہے یعنی یہ کہ اگر فلاں آدمی قبلہ بنجائے تو میں اس کی جانب منہ نہ کروں یا کہے کہ اگر فلاں سمت (سائڈ) قبلہ ہو جائے تو میں اس کی جانب منہ نہ کروں۔ یا کتاب "تخییر" میں جو صورت بیان کی گئی ہے اس طرح کہے وہ یہ کہ نماز کیلئے دو قبلے ہیں ایک کعبہ اور دوسرا بیت المقدس تو کہنے والے کو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ینابیع) شیخ ابراہیم ابن یوسف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص لوگوں کو دکھلانے کی خاطر نماز پڑھے تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ الٹا اس پر عذاب ہوگا۔ بعض فرماتے ہیں کہ اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ بعض کے نزدیک نہ اسے کسی قسم کا ثواب ملے گا اور نہ عذاب ہوگا اور وہ ایسا شمار ہوگا گویا اس نے سرے سے نماز ہی نہیں پڑھی۔

مصباح الدین، کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ شیخ ابوحفص کبیر سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص مشرکین کے پاس گیا درآنحالیکہ وہ ایک یا دو نمازیں ترک کر چکا ہو۔ پس اگر مشرکین کی تعظیم کی خاطر اس نے نمازیں ترک کی ہوں تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا اور اس کے اوپر نماز کی قضا کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر اپنے فسق کی وجہ سے ایسا کرے تو اسے بڑا فاسق ضرور کہا جائے مگر کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور ترک کردہ نماز کی قضا کا اس پر وجوب ہوگا۔ یتیمیہ کے اندر ہے کہ شیخ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص اسلام قبول کرے درآنحالیکہ وہ دارالاسلام میں ہو پھر ایک ماہ کے بعد اس سے پنج وقتہ نماز کے بارے میں پوچھا جائے اور وہ کہے کہ مجھے اپنے اوپر ان نمازوں کے فرض ہونے کا علم نہیں تو شیخ فرماتے ہیں کہا جائے گا کہ ابھی تک وہ شخص دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوا۔ البتہ اگر اس کا اور نو مسلموں کے لحاظ سے اسلام قبول کرنے کا عرصہ کم ہو تو اور بات ہے۔ (تاتارخانیہ)

مؤذن اذان دے اور اسوقت کوئی شخص مؤذن سے کہے کہ تو (یہ) جھوٹ کہتا ہے تو اس طرح کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

تخییر کے اندر لکھا ہے کہ کوئی مؤذن اذان دے اور ایک شخص کہے کہ اذان کی آواز غوغا شور ہے تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ انکار کے طریقہ سے کہے "فصول" کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اذان سنکر کہے کہ یہ تو آواز جرس (گھنٹے کی آواز) ہے تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ (تاتارخانیہ)

کسی شخص سے ادائیگی زکوٰۃ کے لئے کہا جائے اور وہ کہے کہ میں ادائیگی زکوٰۃ نہیں کروں گا تو اسکے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ لیکن بعض فقہاء کے نزدیک اگر وہ مطلقاً بلا کسی قید کے کہے تو کافر نہیں کہا جائے گا۔ اور بعض کے نزدیک اگر وہ باطنی اور پوشیدہ مالوں کی نیت کرے جن کی زکوٰۃ وہ خود ادا کر دیا کرتا ہے تو اسکے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور ظاہری اموال جن کی وصولیابی بادشاہ یا والی کیا کرتا ہے ان کے سلسلہ میں ایسا کلمہ کہدے تو کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ زکوٰۃ کے اندر بھی حکم اسی تفصیل کے ساتھ ہونا چاہئیے (فصول عمادیہ)

اگر کوئی شخص کہے کاش رمضان کے روزوں کی فرضیت نہ ہوئی ہوتی اس کے اندر مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ درست وہی ہے جو شیخ ابوبکر محمد ابن الفضل رح سے نقل کیا گیا ہے یعنی یہ کہ حکم کا مدار اس کی نیت پر ہوگا۔ لہٰذا اگر اس نے اس بنا پر یہ لفظ استعمال کیا ہو کہ وہ رمضان کے حقوق کی ادائیگی نہیں کر سکتا تو اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر رمضان کے مہینہ کی آمد پر وہ کہے کہ "آمد آں ماہ گیراں" (یعنی بھاری مہینہ آگیا) یا کہے "آمد آں ضیف ثقیل" (یعنی وہ بارِ خاطر مہمان آگیا) تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر رجب کے مہینہ کی آمد پر کہے "بغضبہا اندر افتادیم" (یعنی مبتلائے غضب و عذاب ہو گئے) اس صورت میں اگر وہ ان مہینوں کی اہانت کی نیت سے کہے جنہیں فضیلت عطا کی گئی ہے تو کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر وہ اپنے نفس پر مشقت کے باعث ایسا کہدے تو کافر ہونے کا حکم نہیں کریں گے۔

پہلے مسئلہ کے اندر بھی جواب اسی تفصیل کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ "روزۂ ماہ رمضان زود دیگر آید" (ماہِ رمضان کے روزے جلد آجاتے ہیں) تو بعض کے نزدیک اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ حاکم عبدالرحمٰن کے نزدیک اس کے کافر ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ اگر کہے کہ اس طرح کے روزے کب تک میرا تو دل اکتا گیا تو اسے کفر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی طاعات کو ہمارے لئے عذاب کر دیا ہے۔ اگر وہ اس کی تاویل کرتا ہو تو اس پر کفر کا حکم عائد نہ ہوگا اسی طریقہ سے اگر کہے کہ کاش اگر خدا تعالیٰ نے ہمارے اوپر ایسی طاعات فرض نہ فرمائی ہوتیں تو ہمارے لئے بہتر ہوتا۔ لہٰذا اگر وہ اس کی تاویل کرتا ہو تو اسے کفر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر کہے کہ مجھ کو نماز راس نہیں آتی یا حلال نہیں کرتی یا کس لئے نماز پڑھوں نہ میرے بیوی ہے اور نہ بچّہ یا کہے کہ میں نماز کو طاق پر رکھ چکا ہوں تو ان ساری شکلوں میں کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

علم اور علماء سے متعلق الفاظ کفریہ کا بیان

نصاب کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ جو شخص بلا کسی سبب کے کسی عالم کے ساتھ بغض رکھے تو اس کے بارے میں اندیشۂ کفر ہے۔ اگر کوئی شخص مصلح اور راہبر کے بارے میں کہے کہ ہمارے نزدیک اسکو دیکھنا شور کو دیکھ لینے کی مانند ہے تو اس صورت میں بھی اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔ (خلاصہ)

اگر کوئی شخص بلا وجہ کسی عالم یا فقیہ کے اوپر ظلم کرے یعنی بد کلامی سے یاد کرے تو اس کے اوپر کفر کا خطرہ ہے۔ کوئی شخص کسی عالم سے کہے کہ تیرے علم کی دم کے میں گدھے کا خایہ[1] یا کہے تیرے علم کے کونج دمنفعد میں گدھے کا خایہ یعنی فحش لفظوں کو استعمال کرے اور علم سے مقصود علم دین ہے تو کہنے والے کو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (بحرالرائق)

کوئی جاہل شخص کہے کہ علم سیکھنے والے لوگ گویا داستانیں سیکھ لیتے ہیں یا کہا کہ "یادست انجہ می گویند" (جو بات کہتے ہیں بیہودہ) یا کہے "تزویر است" (مکر و فریب ہے) یا کہے میں حیلہ کے علم کا منکر ہوں تو ان سب شکلوں میں اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک اونچے مقام پر بیٹھ جائے اور دوسرے بیٹھنے والے اس سے استہزاء و مذاق کے طور پر مسئلہ دریافت

[1] آلہ تناسل

کریں بجز اسے تکیوں سے زدوکوب کریں اور سب ہنسیں تو ان سب کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر وہ اونچی جگہ پر نہ بیٹھے اور یہی صورت اختیار کی جاتے تب ابھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا

کوئی شخص علم کی مجلس سے آرہا ہو اس سے کوئی شخص کہے کہ نوبت خانہ سے آرہا ہے تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا اسی طریقہ سے اگر کہے کہ مجھ کو علم کی مجلس سے کیا سروکار، یا کہے کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے کون ادا کرسکتا ہے تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ (خلاصہ)

اگر کہے کہ علم کاسہ (کھانے کا پیالہ) اور کیسہ (تھیلی) میں نہیں رکھا جا سکتا۔ حالانکہ مقصود یہی دونوں ہوں یا کہے میں علم کا کیا کروں میری جیب کے اندر روپیہ ہونا چاہیئے تو کہنے والے پر کفر عائد ہوگا۔ (غتابیہ)

اگر کہے کہ میں اپنے بیوی بچوں میں اسقدر مشغول ہوں کہ مجلس علم میں نہیں پہونچ پاتا۔ اس صورت میں اگر وہ اپنے کلام کے ذریعہ اہانت علم کا ارادہ کرے تو اس کے لئے کفر کا عظیم خطرہ ہے۔ مجموع النوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عالم سے کہے کہ جاؤ اور علم کو پیالہ میں رکھ کر بطور کھانے کے استعمال کرو تو (اہانت علم کی بنا پر) کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر فقیہ شخص، کوئی صحیح حدیث یا صحیح علم کی بات بیان کرے اور دوسرا شخص کہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں اور اسے رد کردے یا کہے کہ اس بات سے کیا کام انجام دیا جاسکتا ہے، آجکل لوگوں کی عزت وآبرو پیسے سے ہے لہذا پیسہ چاہیئے علم کسی کے کام نہیں آتا تو اسے کفر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص کہے کہ عالم بننے سے تو، نہ بنجانا اور شریعت کے خلاف کرنا بہتر ہے تو اسے کفر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ کوئی عورت اپنے عالم شوہر کے بارے میں کہے کہ "عالم خاوند کے اوپر لعنت" تو اسے کافر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ کوئی شخص کہے کہ علماء کے افعال مکار کے افعال کی طرح ہیں۔ تو کہنے والے پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ یہ حکم اس شکل میں ہے۔ جبکہ وہ سارے افعال مراد لے کیونکہ اس طرح اس کے قول کی بنا پر حق و باطل کے اندر برابری ہوجائے گی۔ (حالانکہ یہ درست نہیں)

کسی شخص کا کسی عالم کے ساتھ کسی واقعہ کے سلسلہ میں نزاع ہو اور عالم اسے کوئی شرعی سبب بتلائے اور وہ کہے کہ اس دانشمندی یعنی علم کا اظہار نہ کرو کہ یہ قابلِ التفات نہ ہوگا تو کہنے والے پر کفر کا اندیشہ ہے۔ کوئی شخص کسی فقیہ کو کہے "اے دانشمندک" یا کہے "اے علویک" (اے دانشمند یا اے علوی) اس صورت میں اگر کہنے والا دین کے استخفاف واہانت کی نیت سے یہ کہے تو کہنے والے کو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔

یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ کسی فقیہ نے ایک شخص کی دوکان پر اپنی کتاب رکھ دیا اور رکھ کر چلا گیا، اس کے بعد اس کا گزر اس دوکان کی جانب سے ہوا تو اس دوکان والے نے کہا، "یہاں آری فراموش کردی"، (اپنی آری فراموش کردی) فقیہ بولا کہ میری آری تمہاری دوکان میں نہیں بلکہ میری کتاب رکھی ہوئی ہے۔ دوکاندار بولا کہ بڑھئی تو آری کے ذریعہ لکڑی کاٹا کرتا ہے اور تم کتاب کے ذریعہ لوگوں کی گردنیں کاٹا کرتے ہو فقیہ مذکور نے اس بات کی شکایت شیخ محمد ابن الفضل سے کی تو نے اس دوکاندار کو موت کے گھاٹ اتارنے کا حکم فرمایا[1]۔ (محیط)

شیخ عبدالکریم و شیخ ابوعلی سغدی سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص اپنی زوجہ پر ناراض ہوا کرتا اور اطاعت خداوندی کی تلقین کیا کرتا تھا۔ اور خداتعالیٰ کی نافرمانی سے روکتا تھا بس عورت بولی کہ نہ میں خدا کو جانتی ہوں اور نہ علم کو کچھ سمجھتی ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو دوزخ کے حوالہ کردیا ہے۔ تو دونوں نے جواباً فرمایا کہ اس عورت سے کفر سرزد

---

[1] یہ کلمہ حقارت پر محمول ہوتا ہے کہ کیونکہ دوکاندار نے علم دین کی توہین کی۔

ہوا۔ (فصول عمادیہ)

کوئی شخص کہے کہ طلباء (دین) ملائکہ کے پروں پر چلتے ہیں اور دوسرا شخص کہے کہ یہ غلط ہے تو اس پر کفر کا حکم عائد[1] ہو گا۔ اگر کوئی شخص امام ابو حنیفہؒ کے قیاس کو ناحق (غلط) قرار دے تو اس کے کافر ہونے کا حکم[2] ہو گا۔ (تاتارخانیہ)

اگر کوئی شخص کہے کہ پلاؤ کا ایک پیالہ علم (دین) کی نسبت اچھا ہے تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہو گا۔ اگر کہے کہ پلاؤ کا ایک پیالہ اللہ سے اچھا ہے تو اسے کافر قرار نہ دیں[3] گے۔ (فصول عمادیہ)

کوئی شخص اپنے ساتھ لڑنے جھگڑنے والے سے کہے "اذہب معی الی الشرع" (میرے ہمراہ . . . عدالتِ قاضی میں شرعی فیصلہ کی خاطر چل) یا بزبان فارسی کہے "با من بشرع رو" (میرے ہمراہ جانب شریعت چل) اور اس کے ساتھ لڑنے والا کہے کہ کسی پیادہ (کارندۂ قاضی) کو لے آتا کہ اس کے ہمراہ چلوں جبر کے بغیر نہیں جاؤں گا تو کیونکہ اس نے شریعت سے اظہار عناد کیا اسلئے اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر وہ کہے کہ میرے ہمراہ قاضی کی عدالت میں چل اور اس پر مذکورہ بالا جواب دے تو کافر قرار نہیں دیں گے۔ کیونکہ قاضی سے عناد کے باعث کفر کا حکم عائد نہ ہو گا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میرے ساتھ چلیے اور شریعت سود مند نہ ہوں گے یا کہے کہ پیش نہیں جائیں گے (کام نہ دیں گے) یا کہے کہ میں شریعت کا کیا کر میرے لئے دلوث (شیطان) ہے تو یہ سب اکفر میں داخل ہے کوئی شخص کہے کہ روپیہ لینے کے وقت شریعت اور قاضی کہاں چلے گئے تھے تو اس صورت میں اسے کافر قرار دینے کا حکم ہو گا۔ بعض متاخرین (بعد کے فقہاء) فرماتے ہیں کہ (محض قاضی کہاں تھا کہنے کی شکل میں) اگر قاضی سے اسی شہر کا قاضی مقصود ہو تو اس پر کفر کا حکم عائد نہ ہو گا۔

کوئی شخص کسی سے کہے کہ اس بارے میں شریعت کا حکم اس طرح ہے اور دوسرا شخص کہے کہ میں شریعت پر نہیں بلکہ رسم کے اوپر چلتا ہوں تو بعض مشائخ اسے کافر قرار دینے کا حکم فرماتے ہیں۔ مجموع النوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے تم کیا کہتی ہو کہ شریعت کا حکم کیا شئے ہے۔ اور عورت ایک بڑی سی ڈکار لیکر کہے "اینک شرع را" (شریعت کی اصلیت یہ ہے) تو اسے کافر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا اور عورت اپنے خاوند سے بائنہ ہو جائیگی۔ (محیط)

کسی شخص کے سامنے اگر کا فتویٰ پیش کیا جائے اور وہ رد کرتے ہوئے کہے کہ یہ کیا کھڑا بنا فتویٰ حاصل کیا ہے۔ تو بعض کے نزدیک اس کے کافر ہونے کا حکم ہو گا کیونکہ اس نے شریعت کے حکم کی تردید کر دی۔ اسی طریقہ سے اگر وہ کچھ نہ کہے محض فتویٰ زمین کے اوپر ڈال کر کہے "یہ کیا شریعت ہے"۔ تب بھی مذکورہ بالا کفر کا حکم برقرار رہے گا۔

کوئی شخص کسی عالم کے سامنے ایک صورتِ واقعہ پیش کرے کہ اس سے میری زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی یا نہیں اور عالم مذکور وقوع طلاق کا فتویٰ دیدے اور فتویٰ لینے والا کہے کہ میں "طلاق ولاق کو نہیں جانتا بچوں کی والدہ میرے گھر میں رہنی چاہیئے" تو اس صورت میں قاضی امام علی سعدیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ (فصول عمادیہ)

اگر مدعی اور مدعا علیہ میں سے کوئی ایک شخص علماء سے حکم شریعت لکھوا کر (یعنی فتویٰ حاصل کر کے) اپنے مقابل

---

[1] یہ حکم اس صورت میں کہ شخص مذکور یہ حدیث سن چکا ہو کہ ملائکہ طلباء دین کیلئے پر بچھاتے ہیں۔ [2] بشرطیکہ وہ مطلقاً قیاس کے حق ہونے کا منکر ہو۔ [3] کیونکہ اس جملہ کے یہ معنیٰ مراد لئے جا سکتے ہیں کہ پلاؤ کا ایک پیالہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین نعمت ہے۔

کے پاس آئے اور کہے کہ یہ فتویٰ ہے اور وہ کہے حکم ایسا نہیں جیسا انہوں نے فتویٰ دیدیا یا کہے کہ میں اس کے اوپر عمل پیرا نہ ہوں تو اس صورت میں اس کے اوپر تعزیر کا وجوب ہوگا۔ (ذخیرہ ۵)

فاسقین کے کلام اور حلال و حرام سے متعلق الفاظ کفریہ کا ذکر

اگر کوئی حرام چیز کو حلال یا حلال کو حرام اعتقاد کرنے لگے تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر وہ حرام چیز رواج و ترقی دینے یعنی اچھی طرح فروخت ہو جانے کی غرض سے حلال کہے یا جہالت و ناواقفیت کی بنا پر اسے حلال کہے تو اسے کفر قرار نہ دیں گے جو حکم ہم اعتقاد کرنے کی شکل میں بیان کر چکے ہیں وہ ان اشیاء کے ساتھ ہے جو بعینہٖ حرام ہوں اور وہ بعینہٖ حرام شئے کو حلال سمجھنے لگے (اور اعتقاد کرنے لگے) حتیٰ کہ کفر کی حد تک پہونچ جائے۔ اور وہ شئے اپنی ذات کے لحاظ سے حرام نہ ہو بلکہ کسی سبب سے حرام ہو گئی جیسے اصطلاح میں لغیرہ کہتے ہیں اس کے حلال ہونے کا اگر اعتقاد کرلے تو کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ حرام لعینہٖ کی شکل میں بھی اسوقت کفر کا حکم کیا جائے گا کہ جب اس کی حرمت نص قطعی (یعنی قرآن یا متواتر احادیث) سے ثابت ہو اور اخبار احاد (یعنی وہ حدیثیں جن کے راوی ہر دور میں ایک سے زیادہ نہ ہوں) ثابت ہونے کی شکل میں اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔

کسی شخص سے کہا جائے تو ایک حلال کو پسند کرتا ہے یا دو حرام کو اور وہ کہے کہ دونوں میں جو جلدی حاصل ہو سکے تو اس کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ مال (ملنا) چاہیئے چاہے وہ حلال ہو یا حرام تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر کہے کہ جسوقت تک حرام پاؤں حلال کے پاس نہ پھٹکوں تو کفر کا حکم عائد نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص حرام مال میں سے کسی کو عطا کرکے ثواب کی توقع رکھے تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر فقیر کو یہ بات معلوم ہو کہ وہ حرام مال سے دے رہا ہے اور وہ دینے والے کو دعا دے اور دینے والا اس کے اوپر آمین کہے تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ کسی شخص سے کہا جائے تم حلال سے کھایا کرو اور وہ کہے کہ میرے نزدیک حرام حلال سے زیادہ پسندیدہ ہے تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر اس کے جواب میں اس طرح کہے کہ تو اس دنیا میں کوئی ایک حلال کھانے والا لے آ تاکہ میں اسے سجدہ کروں تو کہنے والا کافر شمار ہوگا۔ کسی شخص سے کہا جائے کہ حلال چیز کھا اور وہ کہے کہ مجھ کو تو حرام چاہیئے تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

کسی فاسق شراب نوش کا لڑکا شراب نوشی کرلے اور اس کے رشتہ دار آکر اس کے اوپر درہم نثار کریں تو سب کے کافر ہونے کا حکم ہوگا اور اگر بشارت نہ دیں مگر کہیں، مبارک ہو تب بھی کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ شراب کا حرام ہونا قرآن شریف سے ثابت نہیں تو اس کے کافر ہوجانے کا حکم کیا جائے گا۔ کوئی شخص کہے کہ قرآن شریف سے شراب کا حرام ہونا ثابت ہے مگر اس کے باوجود وہ شراب نوشی کرتا ہو اور اس سے کہا جائے کہ تو کیوں تائب نہیں ہوتا اور وہ کہے کہ کسی کا اپنی ماں کے دودھ سے صبر کرنا ممکن ہے تو اسے کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ جملہ استفہامیہ و سوالیہ ہے۔

یا یہ کہ اس نے دودھ اور شراب کو مساوی طور پر پسند کیا۔ کتاب الحیض مصنفہ امام سرخسیؒ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے بحالتِ حیض صحبت کرنے کو حلال سمجھے تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ لواطت یعنی پاخانہ کے مقام میں صحبت کرنے کو حلال سمجھتا ہو تب بھی اسی حکم کے برقرار رہنے کا حکم کیا جائے گا۔ امام محمدؒ سے نوادر کے اندر مروی ہے کہ ان دونوں مسئلوں کے اندر کفر کا حکم عائد نہ ہوگا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ کوئی شخص شراب نوش کرکے کہے مسرور رہی ہے جو میری خوشی کے

ساتھ مسرور ہو اور نقصان و خسارہ میں وہی ہے جو میری خوشی کے ساتھ خوش نہ ہو تو اسے کفر قرار دینے کا حکم ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص خلاف شریعت افعال شراب نوشی، جوے بازی وغیرہ کے آغاز کے وقت اپنے احباب سے کہے کہ آؤ تھوڑی دیر اچھی زندگی گزار لیں تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر شراب نوشی میں مشغول ہو اور کہے کہ مسلمان ہونے کا اظہار کر رہا ہوں تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر فاسقوں میں سے ایک شخص کہے کہ اگر اس شراب میں سے تھوڑی سی شراب بھی گر جائے تو اسے جبریل علیہ السلام اپنے پروں کے اوپر اٹھالیں تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ کوئی شخص کسی فاسق (بد دین) سے کہے کہ تو ہر دن بوقت صبح بیدار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور مخلوق خدا کو تکلیف پہونچاتا ہے اور یہ کہے کہ میں یہ (اچھا ہی) کرتا ہوں تو کہنے والا کافر شمار ہوگا۔ اگر کوئی شریعت کے خلاف امور پر چلنے کو کہے اور یہ کہے کہ یہ بھی (اسلام ہی کا) ایک راستہ اور مذہب ہے تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ (محیط)

تجنیس ناطقی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ زیادہ صحیح قول کے مطابق اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا (تاتارخانیہ)

کسی شخص سے کوئی صغیرہ گناہ سرزد ہو اور اس سے کہا جائے کہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر اور وہ کہے کہ میں نے ایسا کیا کام کیا ہے جو توبہ کروں تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ (محیط)

اگر حرام کھانا کھانے کے وقت "بسم اللہ" کہے تو امام خواہرزادہؒ فرماتے ہیں کہ اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ اور اگر فارغ ہونے کے بعد "الحمد للہ" کہے تو بعض متاخرین (بعد کے فقہاء) فرماتے ہیں کہ اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر شراب کے پیالہ کو ہاتھ میں لے کر بسم اللہ کہے اور پھر پی جائے تو متفقہ طور پر اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر بوقت زنا یا جوا کھیلنے کے وقت کعبین ہاتھ میں لے کر بسم اللہ کہہ کر آغاز کرے تو اس کے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

اگر دو آدمیوں کے درمیان سخت کلامی ہو اور ایک ان میں سے کہے "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" اور دوسرا شخص کہے "لاحول" کچھ سودمند نہیں یا کہے کہ میں لاحول کا کیا کروں یا کہے "لاحول لا یغنی من جوع" لاحول سے بھوک دور نہ ہوگی، یا کہے کہ لاحول کو ثرید کے پیالہ میں نہیں چوڑا جا سکتا ہے، یا کہے کہ روٹی کی جگہ لاحول سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تو ان تمام صورتوں میں اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص بوقت تسبیح و تہلیل اس طرح کی باتیں کہے یعنی کوئی شخص تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو اور دوسرا شخص اس کے بارے میں اس طرح کے کلمات کہے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کہے "سبحان اللہ" اور دوسرا شخص کہے کہ تو نے "سبحان اللہ" کی آبرو کو کھو دیا ہے یا کہے کہ اس کی کھال کو کھینچ ڈالا تو اسے کفر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ تم "لا الٰہ الا اللہ" کہو اور وہ کہے کہ میں نہ کہوں گا تو بعض مشائخ (فقہاء) کے نزدیک اسے کفر قرار دیا جائے گا۔ اور بعض کے نزدیک اگر اس کا منشا یہ ہو کہ تیرے حکم کے باعث نہیں کہوں گا تو تکفیر نہیں کی جائیگی۔ بعض کے نزدیک مطلقاً کافر نہ قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر کہے کہ تم نے یہ کلمہ کہہ کر کیا سرفرازی حاصل کی جو میں بھی کہوں تو اس طرح کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ کوئی شخص چند بار چھینکے اور حاضرین میں سے کوئی شخص اس کے ہر مرتبہ چھینکنے پر "یرحمک اللہ" کہے اس کے بعد پھر دوبارہ ایک مرتبہ چھینکے۔ تو دوسرا شخص کہے کہ "یرحمک اللہ" کہتے کہتے میرا تو ناک میں دم آگیا یا کہے کہ میرا تو دل اکتا گیا یا کہے کہ میں تو رنجیدہ و ملول ہو گیا

تو بعض کے نزدیک درست جواب کے مطابق اس کو کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط)

بادشاہ کو چھینک آئے اور ایک شخص کہے "یرحمک اللہ" اور کوئی دوسرا شخص کہے کہ بادشاہ کے لئے اس طرح نہ کہو تو دوسرا اس طرح نہ کہو کہنے والا شخص کافر قرار دیا جائے گا۔ (فصول عمادیہ)

حالاتِ قیامت، قیامت کے دن، سے متعلق الفاظِ کفریہ کا بیان

جو شخص قیامت کے دن یا بہشت یا جہنم یا میزان یا پلصراط یا ان صحیفوں کا جن کے اندر بندوں کے اعمال کو لکھا جاتا ہے منکر ہو تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائیگا اگر کوئی شخص مُردوں کی بعثت یعنی ان کے (بروز قیامت) قبروں وغیرہ سے اٹھائے جانے کا منکر ہو تو اسے بھی کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص بعثت کا تو اقرار کرتا ہو لیکن اس کا اقرار نہ کرے کہ بعینہٖ فلاں آدمی اٹھایا جائیگا تو اس کو کافر قرار نہ دیں گے۔ شیخ زاہد ابو اسحاق کلا بادیؒ بھی یہی بیان فرماتے ہیں (ظہیریہ)

ابن سلامؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں یہود و نصاریٰ کے بعد بعثت جہنم کے عذاب میں ڈالے جانے (و مبتلا کئے جانے) سے آگاہ نہیں تو ہمارے سارے مشائخ (فقہائے احناف) اور مشائخ بلخ اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ (عتابیہ)

اگر کوئی شخص اس کا منکر ہو کہ بہشت میں داخل ہونے کے بعد دیدارِ الٰہی ہوگا تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر قبر کے عذاب کا منکر ہو تب بھی اس کے کافر ہونے کا حکم کریں گے۔ اگر کوئی شخص بنی آدم (انسان) کے حشر کا منکر ہو تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ اور اگر بنی آدم کے علاوہ اوروں کے حشر کا منکر ہو تو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ ثواب اور عقاب (سزا) سے محض روح ہمکنار ہوگی تو اس کے قائل کو بھی کافر شمار نہ کریں گے۔ (بحر الرائق)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ گناہ کا ارتکاب نہ کر کیونکہ دوسرا عالم بھی ہے (جہاں ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا) اور وہ کہے کہ اس دوسرے جہان کی کس نے اطلاع دی تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔

کوئی شخص دوسرے شخص کا مقروض ہو اور قرض خواہ کہے کہ اگر نہیں دے گا تو قیامت میں وصول کرلوں گا اور وہ کہے کہ قیامت (بھی) یا بہ میرے اوپر آچکی ہے) اگر وہ یہ بات قیامت کے دن کی اہانت کی غرض سے کہے تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا کوئی شخص دوسرے کے اوپر ظلم کرے اور مظلوم شخص کہے کہ "آخر قیامت ہست" (آخر قیامت ہے) اور ظالم شخص کہے کہ "فلاں خر بقیامت اندر (یعنی قیامت کی دم میں گدھے کا عضو مخصوص ہے) تو اس پر کفر عائد ہوگا۔

کوئی شخص اپنے قرضدار سے کہے کہ میرے دراہم دنیا ہی میں عطا کر دے کہ قیامت کے اندر دراہم نہ ہوں گے، اور قرضدار کہے کہ لاؤ مجھے اور عطا کر دو اور اس جہان میں مجھ سے لے لینا) یا کہے کہ میں ادا کر دوں گا تو شیخ فضلیؒ جواباً فرماتے ہیں کہ اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ ہمارے اکثر مشائخ (بیشتر فقہاء) کے نزدیک (بھی) یہی حکم ہے۔ اور اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے محشر سے کیا واسطہ مجھے قیامت کا خوف نہیں تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ)

اگر کوئی شخص اس سے جس سے اس کا نزاع ہو کہے کہ میں تجھ سے اپنے حق کو بروز قیامت وصول کرلوں گا اور وہ کہے کہ اس بھیڑ میں تجھے کہاں ملوں گا تو مشائخ کے نزدیک اسے کافر قرار دینے کے اندر اختلاف رائے ہے فتاویٰ ابو اللیثؒ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

اگر کوئی شخص کہے کہ ،، ہمہ نیکوئی بدیں جہاں بداں جہاں ہر چہ خواہی باش ،، (ساری نیکیاں اس عالم کے لئے ہیں اُس عالم میں جو بھی چاہے ہو) تو اس کو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

کوئی شخص کسی زاہد متقی شخص سے کہے ،، بنشین تا از بہشت ازاں سو نیفتی ،، (بیٹھ کہ کہیں جنت سے اُس جانب نہ گر پڑے) تو اکثر علماء کے نزدیک اسے کافر شمار کیا جائے گا۔ کسی شخص کہا جائے کہ دنیا کو آخرت کی خاطر ترک کر دے اور وہ کہے کہ میں نقد کو ادھار کی خاطر ترک نہیں کرتا تو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ تجھانیہ کے نسخہ کے اندر موجود ہے کہ کوئی شخص کہے ،، ہر کہ دریں جہاں بے خرد بود بآں جہاں چوں کیسہ دریدہ بود ،، (یعنی جو شخص اس دنیا میں بے وقوف ہوگا وہ ایسا ہوگا جیسے کسی کی ہمیانی کٹ جائے) تو شیخ ابو بکر محمد ابن الفضل فرماتے ہیں کہ یہ بات آخرت پر طنز و استہزاء شمار ہوگی لہذا کہنے والے پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ (محیط)

اگر کوئی شخص کہے کہ تیرے ہمراہ جہنم میں چلا جاؤں گا لیکن اندر نہیں جاؤں گا تو کافر قرار دینے کا حکم کیا جائیگا (خلاصہ)

کوئی شخص کہے کہ قیامت کے جبتک رضوان (داروغۂ جنت) کے پاس کچھ بطور رشوت نہیں لیجائے گا وہ جنت کو نہیں کھولے گا تو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (عتابیہ)

جن امور کا کرنا شرعی لحاظ سے ضروری ہے اگر ایسے امور کا حکم دینے والے کے بارے میں کہے کہ ،، چہ غوغا آمد (کیسا شور برپا کیا) اس صورت میں اگر وہ رد و انکار کے طور پر کہے تو کہنے والے کے بارے میں اندیشۂ کفر ہے۔ کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے کہ تم فلاں کے گھر جاؤ اور شرعی امور پر عمل کا حکم کرو اور خلافِ شریعت باتوں سے رد کو اور وہ جواب دے کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے یا کہے کہ مجھ کو اسے تکلیف پہونچانے کا کیا سبب ہے۔ یا کہے میں عافیت کو اختیار کرچکا مجھ کو اس فضول حرکت سے کیا سروکار تو یہ سارے الفاظ کفر قرار دیئے جائیں گے۔ (فصول عمادیہ)

اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں مصیبت کا شکار ہوا یا جس کے یہاں کوئی موت ہوگئی ہو اس سے کہے کہ تو بڑی مصیبت میں مبتلا ہوا تو بعض مشائخ کے نزدیک کہنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا اور بعض کے نزدیک کافر قرار نہ دیں گے البتہ بڑی غلطی ضرور ہے۔ بعض مشائخ کے نزدیک نہ یہ کفر میں داخل ہے اور نہ غلطی ہے حاکم عبدالرحمٰن اور قاضی ابو علی سعدیؒ کا میلان اسی طرف ہے۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے اگر کسی شخص سے تعزیت کرتے ہوئے کہے کہ ،، ہر چہ از جان وے بکاست بر جانِ تو زیادت ،، جو کچھ اس کی جان سے کم ہو اس کا تیری جان پر اضافہ ہو جائے) تو اس صورت میں کہنے والے پر اندیشہ کفر ہے۔ یا کہے ،، زیادت کناد ،، (تیری جان کے اوپر اضافہ کرے) تو اسے غلطی اور جہالت پر محمول کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ ،، از جانِ فلاں بکاست وبجانِ تو پیوست ،، (فلاں کی جان سے گھٹا کر تیری جان سے مل گئی تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ،، وہ موت کی آغوش میں سوگیا اور جان تیرے حوالہ کردی ،، تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر کسی شخص کی بیماری بہت بڑھ کر دائمی شکل اختیار کرلے اور وہ اللہ تعالیٰ سے کہے کہ اگر تیری مرضی ہو تو مجھ کو بحالت اسلام موت دیدے اور اگر چاہے تو مجھ کو بحالت کفر موت دے تو وہ شخص خدا تعالیٰ کا کفر کرنے والا اور اپنے دین سے پھر جانے والا شمار ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص طرح طرح کے مصائب کا شکار ہو اور وہ کہے کہ تو نے میرے

لے کیونکہ یہ عقیدہ نصوص کے خلاف ہے۔ ۱۲

مال کو لے لیا اور میری اولاد کو لے لیا اور ایسا ایسا لیا۔ لہٰذا ان کا کیا کرے گا یا وہ کیا کام باقی رہ گیا ہے یا ان کے مانند الفاظ تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا (محیط)

تلقین کفر، حکم کفر، ارتداد، تعلیم کفر اور کفار وغیرہ سے مشابہ صریح اور کنائی الفاظ کفر کا ذکر

اگر کوئی شخص دوسرے کو کلمہ کفر کی تلقین کرے تو خواہ بطور دل لگی ہی کیوں نہ تلقین کرے شخص مذکور کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص دوسرے شخص کی زوجہ کو یہ تلقین کرے کہ وہ اسلام سے پھر کر اپنے خاوند سے بائنہ ہو جائے تو تلقین کرنے والا کافر شمار ہوگا۔ امام ابو یوسف ؒ سے اسی طرح منقول ہے اور امام ابو حنیفہ ؒ سے منقول ہے کہ جو شخص دوسرے کو کافر ہونے کا حکم کرے تو خود اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ چاہے حکم کیا گیا شخص ارتکاب کفر کرے یا نہ کرے فقیہ ابو اللیث ؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو کفریہ کلمہ سکھلائے تو اسے کلمہ کفر سکھلانے اور ارتداد کا حکم دینے کے ساتھ خود حکم دینے والا کافر ہو جائے گا۔ اسی طریقہ سے کسی عورت کو کفریہ کلمہ سکھلائے تو اس کو ارتداد کا حکم دینے کے وقت ہی کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص کسی کو ڈرائے کہ وہ کلمہ کفر زبان سے ادا کرے ورنہ وہ اس کا کوئی عضو یا جان ضائع کر دے گا اور وہ شخص بوجہ اکراہ و زبردستی کلمہ کفر زبان سے ادا کرے تو اس کے اندر کئی شکلیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اس نے زبان سے کفر کا کلمہ ادا کیا ہو در آنحالیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو اور اس کے دل میں بجز اس اکراہ و زبردستی کے کوئی خیال زبان سے کلمہ کفر کی ادائیگی کا نہیں گزرا تو اس شکل میں اسے کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ نہ قضاءً اور نہ دیانتاً۔ دوسری شکل یہ کہ وہ شخص کہے کہ میرے قلب میں یہ خیال آیا کہ میں اس کو گزرے ہوئے زمانہ میں اپنے کفر کی غلط وجھوٹی اطلاع دوں اور اسی قصد کے باعث کلمہ کفر زبان سے نکالا اور اس کے ڈرانے دھمکانے کے جواب میں مستقبل کے کفر کے ارادہ سے کلمہ کفر کی ادائیگی نہیں کی تو اس شکل میں قضاءً قاضی اس کے کافر ہونے کا حکم دے گا یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان علیحدگی بھی کرا دے گا۔ تیسری شکل یہ کہ وہ کہے کہ میرے قلب میں یہ خیال آیا تھا کہ اسے جھوٹ اپنے گزشتہ زمانہ کے کفر کی اطلاع دوں۔ مگر میں نے زبان سے کلمہ کفر کی ادائیگی کے وقت جھوٹ کے طور پہ اطلاع دینے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ جوابی کلام میں مستقبل کے کفر کی نیت کر لے تو اس شکل میں اس شخص کے قضاءً اور دیانتاً دونوں طرح کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔

کوئی شخص کسی کو اس صلیب کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھنے پر اکراہ کرے اور بوجہ اکراہ صلیب کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے تو اس کے اندر تین صورتیں ہوں گی۔ پہلی یہ کہ وہ یہ کہتا ہو کہ میرے دل میں کسی طرح کا خیال نہیں تھا لیکن میں نے صلیب کی جانب بوجہ اکراہ و مجبوری کے رُخ کر کے نماز پڑھ لی تو اس شکل میں قضاءً اور دیانتاً اس کے کافر ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اگر کہے کہ میرے قلب میں یہ خیال گزرا کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھ رہا ہوں اور میں نے صلیب کیلئے نماز ادا نہیں کی تو اس صورت میں نہ قضاءً اسے کافر قرار دیا جائے گا اور نہ دیانتاً۔ اگر وہ کہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں خدا کے لئے نماز پڑھوں لیکن میں نے اس خیال کو دل سے نکال کر صلیب کی خاطر نماز ادا کی تو اس شکل میں قضاءً اور دیانتاً اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ بادشاہ کے سامنے سجدہ ریز ہو ورنہ ہم تجھ کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے تو افضل یہی ہے کہ موت کے گھاٹ اتر جائے مگر سجدہ نہ کرے۔ (فصول عمادیہ)

اگر کوئی شخص قصداً کلمہ کفر ادا کرے مگر وہ کفر کا اعتقاد نہ کرے تو اس صورت میں بعض کے نزدیک اسے کافر قرار نہ دینے اور بعض کے نزدیک کافر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ میرے نزدیک یہی قول درست ہے۔ (البحر الرائق)

جو شخص کلمۂ کفر ادا کرے در آنحالیکہ وہ اس کے کلمۂ کفر ہونے سے آگاہ نہ ہو لیکن اپنے اختیار اور ارادہ کے ساتھ وہ یہ لفظ ادا کرے تو تمام علماء (بیشتر علماء) کے نزدیک اسے کافر قرار دیا جائے گا اور نا واقفیت کا عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ مگر بعض علماء کا اس کو کافر قرار دینے کے اندر اختلافِ رائے ہے (خلاصہ)

ہزل و مذاق اڑانے والا اگر استخفاف اور تمسخر و مذاق کے ارادہ سے کلمۂ کفر ادا کرے تو تمام کے نزدیک اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر چہ اس کا اعتقاد اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اگر کوئی شخص غلطی کے باعث کلمۂ کفر ادا کرے مثلاً اس کا قصد کلمۂ کفر کے علاوہ کچھ بولنے کا ہو لیکن سبقتِ لسانی کی بنا پر اس کی زبان سے کلمۂ کفر نکل گیا تو تمام کے نزدیک اسے کفر قرار نہ دیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص آتش پرستوں کی ٹوپی اپنے سر کے اوپر رکھے (یعنی اوڑھ لے) تو درست قول کے مطابق اسے کافر شمار کیا جائے گا۔ البتہ اگر فقط گرمی یا سردی دفع کرنے کے قصد سے اوڑھ لے تو کفر کا حکم عائد نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص اپنی کمر میں زنار باندھ لے تو اس پر بھی کفر کا حکم عائد ہوگا۔ البتہ اگر جنگ کے دوران مسلمانوں کو دشمنوں کے راز مہیا کرنے اور جاسوسی کی خاطر باندھ لے تاکہ کافر دھوکہ کھا جائیں تو کافر قرار نہ دیں گے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ آتش پرستوں کا فعل ہمارے فعل کے اعتبار سے بہتر ہے تو کہنے والے کو کافر قرار نہ دیں گے۔ اور اگر کہے کہ آتش پرستی کے مقابلہ میں نصرانیت بہتر ہے تو کفر کا حکم عائد ہوگا۔ اگر کہے کہ آتش پرستی نصرانیت سے بھی بدتر ہے تو کہنے والے کو کافر قرار نہ دیں گے۔ اگر کہے کہ یہودیت کے مقابلہ میں نصرانیت بہتر ہے تو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ یا کوئی کسی ظالم (حاکم) سے کہے کہ جو تیرا عمل ہے اس سے تو کفر اچھا ہے تو بعض مطلقاً اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ یہ بات کفر کی تحسین و تعریف کی نیت سے کہے تو کافر قرار دیا جائے گا۔ اور اگر اس شخص کے فعل کی قباحت بیان کرنی مقصود ہے تو کافر قرار نہ دیں گے۔

اگر کوئی شخص آتش پرستوں کے نوروز میں اس دن ان کے ساتھ شرکت کی غرض سے نکلے تو اس پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ اگر نوروز کے دن کوئی ایسی شے خرید لے جسے عادت کے مطابق اور دنوں کے اندر نہیں خریدا کرتا تھا آج نوروز کے دن کھانے پینے کی غرض نہیں بلکہ نوروز کی تعظیم کے باعث خریدے تو اس پر کفر کا حکم عائد کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص نوروز کے دن مشرکین کو نوروز کی تعظیم کی غرض سے کوئی چیز ہدیتاً بھیجے خواہ ایک انڈا ہی کیوں نہ ہو تو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر ایسے آتش پرست کی دعوت قبول کرے جس نے اپنے بچے کا سر منڈایا ہو (اور وہ اس خوشی میں دعوت کر دے) تو اس پر کفر کا حکم عائد نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص کافروں کے امر (طریقہ) کی تحسین و تعریف کرے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ بوقت کھانے کے آتش پرستوں کا چپ رہنا اور بات چیت نہ کرنا اچھا ہے یا بحالتِ ماہواری آتش پرستوں کا عورتوں کے پاس نہ لیٹنا اچھا ہے تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (البحر الرائق)

اگر کوئی شخص کسی انسان کے لئے تعظیماً خلعت[1] کے وقت پر جانور کو ذبح کرے یا حلوا وغیرہ بنائے تو شیخ الاسلام

---

[1] کیونکہ اس نے مجوس کا شعار اپنا کر اظہار رضامندی و اظہار مسرت کیا۔

اسے کفر قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس ذبح کیے ہوئے جانور کو کھانا حلال نہ ہوگا۔ شیخ اسماعیل زاہد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اونٹ یا گائے کو جو اَرب میں حجاج یا نمازیوں کی آمد کے لیے ذبح کرے تو علماء کے ایک طبقہ کے نزدیک اسے کفر قرار دیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی عورت اپنی کمر میں ڈورا باندھ کر کہے کہ یہ زنار ہے تو اس کو کافر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص دوسرے سے بزبان فارسی کہے "گبرگی بہ ازیں کار کہ تو کنی" (اس کام سے جو تو انجام دیتا ہے کافر ہو جانا بہتر ہے) تو مشائخ (فقہاء) کے نزدیک، اگر اس شخص کے فعل کی قباحت و برائی ظاہر کرنی مقصود ہو تو اسے کفر قرار نہ دیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کہے کہ "کافری کردن بہ از خیانت کردن" (چوری کے مقابلہ میں کفر کرنا بہتر ہے) تو اس صورت میں اکثر علماء کے نزدیک اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

شیخ ابو القاسم صفارؒ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیتے ہیں۔ (خلاصہ)

کوئی شخص اپنی زوجہ کو زدوکوب کرے، اور زوجہ کہے کہ تو دائرہ اسلام میں داخل نہیں اور مرد کہے کہ "حسبت انی لست بمسلم" (مانا کہ میں دائرۂ اسلام میں داخل نہیں) تو شیخ ابو بکر محمد ابن الفضلؒ کے نزدیک اسے کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا ہمارے بعض اصحاب (احناف) سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ تو مسلمان نہیں اور وہ کہے (بے شک نہیں) تو اسے کفر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ نہ تجھ کو غیرت اور نہ دینِ اسلام کا خیال) کہ تو مجھ کو تنہائی میں اجنبی لوگوں کے ہمراہ چھوڑ دینے پر رضامند ہو جاتا ہے اور خاوند کہے کہ (ہاں) مجھ کو نہ حمیت و غیرت اور نہ دینِ اسلام تو بعض کے نزدیک اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے "اے کافرہ یا، اے یہودیہ یا، اے آتش پرست" اور زوجہ کہے کہ میں اسی قسم کی ہوں یا کہے کہ میں اسی طرح کی ہوں مجھ پر طلاق واقع کر دے یا کہے کہ اگر میں اس طرح کی نہ ہوتی تو تیرے ہمراہ کیسے رہتی یا کہے کہ اگر میں اس طرح کی نہ ہوتی تو تیری صحبت و ہمنشینی اختیار نہ کرتی یا کہے کہ تو مجھ کو نہ رکھتا تو اسے کافر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر اس طرح کہے کہ میں اس قسم کی ہوں تو تو مجھ کو نہ رکھ تو اس صورت میں اس کو کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک اس صورت میں بھی اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ لیکن پہلے قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ شیخ جمال الدینؒ کا فتویٰ اسی قول کے اوپر ہے۔ اسی طرح اگر زوجہ خاوند سے کہے کہ اے کافر، اے یہودی، اے آتش پرست، اور خاوند کہے کہ میں اسی طرح کا ہوں تو مجھ سے علیحدگی اختیار کر لے۔ یا کہے کہ اگر میں اس طرح کا نہ ہوتا تو تجھ کو نہ رکھتا تو اس صورت میں اسے کافر شمار کیا جائے گا۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق اسے کافر شمار نہ کریں گے۔

اگر اس طرح کہے "یک راہ کہ جہنیم یا من مباش" (میں نے ایک راستہ اپنا لیا میرے ہمراہ مت رہ) تو زیادہ ظاہر قول کے مطابق اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا اور بعض کے نزدیک اس پر کفر کا حکم عائد نہ ہوگا۔ اگر کسی اجنبی شخص سے کہے "اے کافر" یا کہے "اے یہودی" اور وہ شخص کہے کہ میں اسی طرح کا ہوں میرے ہمراہ رہنا اور میرے ہمنشینی اختیار نہ کر یا کہے کہ اگر میں اس قسم کا نہ ہوتا تو تیری صحبت اختیار نہ کرتا غرض وہ سارے وہی الفاظ ذکر کرے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں تو اس صورت میں بھی حکم وہی ہوگا جو ہم میاں بیوی کے ایسے الفاظ کہنے کی شکل میں بیان کر چکے ہیں۔ (محیط)

کوئی شخص کسی فعل کا قصد کرے اور اس کی زوجہ کہے کہ تو کافر ہے اگر اس قسم کا فعل کرے لیکن وہ شخص نہ مانے اور اسی فعل کا ارتکاب کرے تو اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ "اے کافرہ" اور زوجہ کہے

کہ (میں) نہیں بلکہ تو (کافر) ہے یا عورت اپنے خاوند سے کہے "اے کافر" اور خاوند کہے کہ (میں کافر) نہیں بلکہ تو (کافرہ) ہے تو اس صورت میں ان دونوں کے درمیان تفریق علیحدگی کا حکم نہ ہوگا۔ فقیہ ابوالليث ؒ اپنے فتاویٰ کے اندر اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔ کوئی عورت اپنے خاوند سے کہے کہ "چو مغ فچت آگندہ باشد۔ (تو آتش پرست کیطرح مبتلا ہوگا) اور خاوند کہے کہ تو اتنے عرصہ تک آتش پرست کے ہمراہ رہی یا کہے کہ تو اتنے عرصہ تک آتش پرست کے ہمراہ کس واسطے رہی تو اسے خاوند کی جانب سے کفر قرار دیا جائے گا۔ اگر خاوند زوجہ سے کہے "اے مغرانہ" اور زوجہ کہے کہ تو پھر اتنے عرصہ تک مغرانہ کو کیوں رکھے رہا۔ تو اسے زوجہ کی جانب سے کفر قرار دیا جائے گا۔

اگر کوئی شخص اجنبیہ عورت سے کہے "اے کافرہ" یا اجنبی شخص سے کہے "اے کافر" اور جس کو مخاطب کیا ہو وہ کچھ نہ بولے۔ یا کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے "اے کافرہ" اور عورت جواب میں کچھ نہ بولے یا زوجہ اپنے خاوند سے کہے "اے کافر" اور خاوند کچھ نہ بولے تو فقیہ ابوبکر اعمش بلخی ؒ فرمایا کرتے تھے کہ کہنے والے پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ اور دوسرے مشائخ (فقہاء) کے نزدیک اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ اس نوع کے مسائل کے اندر فتوے کے اندر مختار و راجح قول یہ ہے کہ اگر اس طرح کے کلمات ادا کرنے والا اس شخص کو کافر نہ سمجھتے ہوتے محض برا کہنے کی نیت سے یہ الفاظ ادا کرے تو کہنے والے کو کافر قرار نہ دیں گے۔ اور اگر اسے کافر سمجھتے ہوئے اپنے اعتقاد کے مطابق اسے ان کلمات کے ساتھ مخاطب کیا ہو تو کہنے والے پر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی عورت اپنے لڑکے سے کہے کہ "اے آتش پرست یا اے یہود کے بچہ یا اے کافر کے بچہ تو اکثر علماء کے نزدیک اسے کفر قرار نہ دیں گے اور بعض کے نزدیک اسے کفر قرار دیا جائے گا۔ اگر کوئی مرد اپنے لڑکے کیلئے اسطرح کے الفاظ استعمال کرے تو اس کے بارے میں بھی علماء کی رائے مختلف ہے۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق اگر مذکور مرد اپنی ذات کا قصد نہ کرے تو کافر قرار نہ دیں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص اپنے جانوروں کے بارے کہے کہ اے کافر خداوند (آقا کا کفران (نعمت) کرنے والے) تو متفقہ طور پر اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ "اے کافر" اے آتش پرست "اے یہودی" اور وہ کہے "جی ہاں" تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے "آرے ہمچنیں گیر" (ہاں اسی طرح سمجھ لے) تو اس کے کافر قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر یہ دوسرا شخص اس کے جواب میں کہے کہ تو اپنے آپ ہی ہے۔ یا کچھ بھی نہ بولے بلکہ خاموشی اختیار کرے تو کافر قرار نہ دیں گے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھ کو اپنے کافر ہو جانے کا خطرہ تھا تو اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ اگر اس طرح کہے کہ تو نے مجھ کو اسقدر تکلیف پہونچائی کہ میری خواہش ہوئی کہ میں کافر ہو جاؤں تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص کہے کہ یہ دور اسلام اختیار کرنے کا نہیں بلکہ کفر اختیار کرنے کا ہے تو بعض کے نزدیک اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ صاحب محیط فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ حکم درست نہیں ہے۔

واقعات ناطفی میں ہے کہ مسلمان اور آتش پرست دونوں کسی جگہ اکٹھے ہوں، اور کوئی شخص آتش پرست کو پکارے کہ "اے مجوسی" اور مسلمان شخص اس کو جواب دے۔ تو شیخ ؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مسلمان اور مجوسی پکارنے والے ہی کے کسی کام مشغول ہوں اور مسلمان یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ اسی کام کی خاطر پکار رہا ہے جواب دے تو مسلمان پر کفر کا حکم نہ ہوگا۔ اور دونوں اگر ایک ہی کام کے اندر معروف نہ ہو اور مسلمان اس طرح جواب دے تو اسکے کافر ہو جانے کا

ۓ آتش پرست

خطرہ ہے۔ اگر کوئی مسلمان کہے کہ میں ملحد (دین سے نکلا ہوا) ہوں تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر وہ یہ عذر کرے کہ میں اس بات کے کفر ہونے سے آگاہ نہ تھا تو اس کے اس عذر کو قابل قبول قرار نہ دیں گے۔ کوئی شخص کوئی بات کہے اور قوم اس کے کفر کا گمان کرے درآنحالیکہ حقیقت کے اعتبار سے وہ کفر نہ ہو۔ الہٰذا اس سے کہا جائے کہ تو کافر ہو گیا اور تیری زوجہ کے اوپر طلاق پڑ گئی اور وہ کہے، "کافر شدہ گیر و زن طلاق شدہ گیر" (کافر ہی سمجھ لے اور عورت کو طلاق شدہ ہی سمجھ لے) تو اس صورت میں اس کے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اور اس کی بیوی اس سے بائنہ قرار دیجائیگی۔ (فصول عمادیہ)

تیمیہ کے اندر لکھا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ (اگر) کوئی شخص کہے کہ، "میں فرعون ہوں"، یا کہے میں شیطان ہوں، تو انہوں نے فرمایا کہ اس شکل میں کہنے والا کافر شمار ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

کسی نصیحت کرنے والے نے کسی فاسق شخص کو نصیحت کی اور اس سے توبہ کرنے کو کہا اور وہ فاسق شخص کہے "از پس ایں ہمہ کلاہ مغاں بر سر نہم" (ان تمام کے بعد آتش پرستوں کی ٹوپی کو سر کے اوپر رکھوں گا) تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ تیرے ہمراہ رہنے سے تو کفر اختیار کر لینا بہتر ہے تو عورت کے کافر ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ، "ہر چہ مسلمان کردہ ام ہمہ بکافراں دادم" (میں نے مسلمان ہونے کے ناطہ جو کچھ کیا ہے وہ سب کافروں کو دیدیا) بشرطیکہ فلاں کام انجام دوں، اس کے بعد وہ شخص فلاں کام انجام دے تو اسے کافر قرار نہ دیں گے اور اس کے اوپر قسم کا کفارہ بھی واجب نہ ہوگا۔ کوئی عورت کہے کہ میں کافروں ہوں اگر اس طرح کا کام انجام دوں تو شیخ امام ابوبکر محمد ابن الفضل فرماتے ہیں کہ فوری طور پر کافرہ ہو جائے گی اور اس اپنے خاوند سے بائنہ ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ شیخ ابوعلی سغدی فرماتے ہیں کہ اسے کفر قرار نہ دیں گے، (محض) تعلیق (اپنے کام کو کسی چیز پر معلق کرنا) اور قسم ہے۔

اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے کہے کہ اگر تو اس کے بعد میرے اوپر ظلم کرے یا تکلیف پہونچائے یا کہے کہ اگر تو میری خاطر فلاں شے نہ خریدے تو میں کافرہ ہو جاؤں گی تو اس صورت میں اس کے فوری طور پر کافرہ ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

کوئی شخص کہے، "کنت مجوسیاں الاان اسلمت" (میں آتش پرست ہوں مگر یہ کہ میں نے اسلام قبول کیا) اور یہ بات بغیر اعتقاد کے تمثیل و تشبیہ کے طور پر کہے تو اس صورت میں (بھی) اسے کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کے لئے تحیہ و تعظیم کا سجدہ کرے یعنی سجدۂ عبادت کرے تو اسے کافر قرار دینے کا حکم نہیں ہوگا۔ (سراجیہ)

خزانہ کے اندر لکھا ہے کہ اگر زید عمر سے کہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل تجھ سے اسلام کو الگ کر دے اور بکر کہے آمین تو ان دونوں کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص دوسرے کو تکلیف پہونچائے۔ پس وہ کہے کہ میں مسلمان ہوں مجھ کو تکلیف نہ پہونچا۔ تکلیف پہونچانے والا کہے کہ خواہ اسلام پر برقرار رہے یا کافر ہو جا تو اس کے کافر ہونے کا حکم کیا جائیگا اسی طریقہ سے اگر کہے کہ تو کفر اختیار کرے تو میرا کیا نقصان ہے تب بھی اس کے اوپر کفر کا حکم عائد ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

کوئی کافر اسلام قبول کرے اور مسلمان اسے سامان و مال عطا کریں۔ پس کوئی مسلمان کہے کہ کاش میں بحالت کفر ہوتا تاکہ قبولِ اسلام کرتا تو لوگ مجھ کو بھی چیزیں عطا کرتے یا محض قلبی طور پر اس بات کی آرزو کی ہو تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ بعض مشائخ (فقہاء) سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

لہ۔ مگر یہ جملہ کفر کے قریب ضرور ہے اسلئے اس طرح کے جملوں سے احتراز واجب۔

اگر کوئی شخص آرزو کرے کہ کاش اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام نہ کیا ہوتا تو اسے کافر قرار نہ دیں گے اگر یہ آرزو کرے کہ کاش اللہ تعالیٰ زناکاری ناحق قتل اور ظلم کو حرام نہ کرتا تو کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ یہ اشیاء کسی بھی وقت حلال نہیں کی گئی ہیں لہٰذا پہلی شکل میں اس نے ایسی بات کی آرزو کی جو محال نہیں اور دوسری شکل میں ایسی بات کی آرزو کی جو محال ہے۔ اسی طرح اگر یہ آرزو کرے کہ بھائی بہن کا نکاح حرام نہ ہوا ہوتا تو اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ کیونکہ ابتدا میں (نسل آدم کے آغاز میں) یہ نکاح حلال تھا لہٰذا محال قرار نہ دیں گے۔ خلاصہ یہ کہ جو شے کسی زمانہ میں حلال رہی ہو اور اس کے بعد حرام کی گئی ہو اس کے بارے میں اگر کوئی شخص یہ آرزو کرے کہ کاش حرام نہ ہوئی ہوتی تو اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ اگر کوئی مسلمان شخص کسی خوبصورت نصرانیہ عورت کو دیکھ کر یہ آرزو کرے کہ کاش میں عیسائی ہوتا تاکہ اس کو نکاح میں لے آتا تو اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو حق کے ساتھ میری اعانت کر پس دوسرا شخص کہے کہ حق کے ساتھ تو ہر شخص اعانت کرتا ہے میں ناحق بھی تیری اعانت کروں گا تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ (فصول عمادیہ)

کوئی شخص دوسرے سے ... جس کے ساتھ لڑ رہا ہو کہے کہ تم ہر دن اپنے مانند اور مٹی کے دس بنا لو یا، مٹی کے "نہ کہے بلکہ "تم ہر دن اپنے مانند دس بنا لو" کہے۔ اس صورت میں اگر اس کا منشا مثل و مانند سے تخلیق ہو تو کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر یہ منشا ہو کہ اپنے جیسے بہت سے اکٹھے کر لے مجھے کوئی خوف نہیں تو اس کو کافر شمار نہ کریں گے۔ ہمارے زمانہ میں اسی نوع کا ایک واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ کسی مالی یا کسان نے کہہ دیا کہ میں نے اس درخت کو پیدا کیا ہے تو متفقہ طور پر سارے فقیہوں کا جواب یہ تھا کہ اسے کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ کیونکہ پیدا کرنے سے مقصود مطابق عادت درخت لگانا ہے۔ البتہ اگر اس کا مقصود تخلیق اور حقیقت پیدائش ہو تو کافر قرار دیا جائے گا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ "رہے دار کا کنیم وآزاد وار بخوریم" (مسافروں کی مانند کام کروں گا اور آزاد لوگوں کی مانند کھاؤں گا) تو بعض کے نزدیک یہ گفتگو کی غلطی ہے اور اس طرح کی گفتگو وہی کیا کرتا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اپنا رزق اور کھانا پینا اپنی کمائی سے ہونا چاہیئے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ جس وقت تک فلاں شخص بقید حیات ہے یا جس وقت تک میرے اس روپے کا بازو صحیح و سلامت ہے مجھکو رزق کی کوئی کمی نہیں تو بعض مشائخ کے نزدیک اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ بعض مشائخ کے نزدیک اس کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ درویشی بدنصیبی ہے تو اسے عظیم غلطی قرار دیں گے۔ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ ایک سجدہ اللہ تعالیٰ کو کر اور ایک سجدہ مجھے تو بعض مشائخ کے نزدیک اسے کافر قرار دینے کا حکم ہوگا۔ شیخ ابوبکرؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص شطرنج کھیلا کرتا ہو اور اس کی زوجہ کہے کہ تم شطرنج نہ کھیلا کرو کیونکہ میں نے عالموں کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص شطرنج کھیلے وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے پس خاوند بزبان فارسی کہے "ایدون کہ من دشمن خدایم نہ شکیبم و نیارامم" (میں دشمن خدا ہوں تو نہ صبر پاؤں اور نہ آرام) پس شیخ نے سوال کرنے والے سے کہ یہ الفاظ بہت سخت ہیں۔ ہمارے علماء کے قول کی رو سے اس کو اپنی زوجہ سے دوبارہ نکاح کرنا چاہیئے کیونکہ اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی۔ دوسرے مشائخ (فقہاء) کے نزدیک اسے کافر قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ شیخ عبدالکریمؒ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص ایک قوم کے ساتھ جھگڑتے ہوئے کہے کہ میں دس مجوسیوں سے بھی زیادہ ستم کرنے والا ہوں یا کہے کہ

لہ اسی لئے گنجائش کا بھی سوال نہیں ۔

میں دس آتش پرستوں سے بھی زیادہ بد (برا) ہوں تو فرماتے ہیں کہ اسے توبہ و استغفار کا حکم کیا جائے گا مگر اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ شیخ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ یا تو ایک درہم عطا کر دے تاکہ مسجد کی تعمیر میں صرف کر دیا جائے یا مسجد میں نماز کی خاطر حاضر ہو اور وہ کہے کہ نہ تو میں مسجد میں (بغرض نماز) حاضر ہوں گا اور نہ درہم ہی دوں گا مجھ کو مسجد سے کیا واسطہ اور وہ اسی کے اوپر اصرار کرتا ہو یعنی قصداً اسی طرح کرے تو فرماتے ہیں کہ اسے تعزیر دینے کا حکم ہو گا البتہ اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

اگر کوئی شخص چاند کے گرد ہالہ کو دیکھ کر پانی برسنے کا مدعی ہو تو اس کے علم غیب کے دعوے کی بنا پر اسے کافر شمار کیا جائے گا۔ (بحر الرائق)

اگر کوئی نجومی کسی شخص سے کہے کہ تیری بیوی حاملہ ہے اور وہ اس کے قول پر اعتقاد کر لے تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہو گا۔ (فصول عمادیہ)

اگر کوئی شخص بہامہ (جانور) کی آواز سنکر کہے کہ بیمار موت کی آغوش میں سو جائے گا یا کہے کہ بار بڑھنے والا ہے یا عقعق (ایک قسم کے جانور) نے آواز نکالی اور وہ اس کی آواز سنکر سفر سے لوٹ آیا اور سفر ملتوی کر دیا تو مشائخ (فقہائم) کا ... ایسے شخص کے کفر کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ (خلاصہ)

امام فضلیؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص دوسرے کہے "یا احمر" (اے سرخ) اور وہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق سیب کے گودے سے کی ہے اور تیری تخلیق مٹی سے کی ہے اور مٹی ایسی نہیں ہوا کرتی تو کیا اسے کافر قرار دیا جائے گا تو جواباً فرمایا کہ ہاں اسے کافر قرار دیں گے۔ نیز پوچھا گیا کہ کوئی شخص ایسی بات کہے جو شرعاً ممنوع ہو پس ایک شخص اس سے کہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے تیرے اوپر کفر عائد ہو گیا۔ اور وہ کہے کہ میرے اوپر کفر عائد ہو گیا تو اب میں کیا کروں گا تو کیا اس کو کافر قرار دیا جائے گا؟ شیخؒ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں۔ نیز پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص ض کی جگہ ز پڑھے اور "اصحٰب النار" کی جگہ پر "اصحٰب الجنۃ" پڑھے تو فرمایا کہ اس شخص کی امامت ناجائز ہو گی۔ اور اگر وہ قصداً ایسا کرے تو اسے کافر شمار کیا جائے گا۔ جامع صغیر کے اندر بیان کیا گیا کہ شیخ علی رازیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی اس طرح حلف کیا کرتا ہو کہ مجھ کو اپنی حیات کی قسم یا تیری حیات کی قسم یا تیرے سر یا تیری جان کی قسم وغیرہ الفاظ استعمال کیا کرتا ہو مجھے اس کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے۔

اگر کہے کہ رزق اللہ کی جانب سے ہے لیکن بندہ کی جانب سے جنبش کا طلبگار ہے تو بعض کے نزدیک یہ شرک ہے۔ کوئی شخص کہے کہ میں تو ثواب و عذاب دونوں سے بری الذمہ ہوں تو بعض کے نزدیک اسے کافر قرار دیا جائیگا۔ نوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص کہے "جو فلاں شخص کہے گا میں اس کے کہنے کے مطابق کروں گا اگرچہ وہ شخص قطعاً کفر ہی کہے۔ تو اس شخص پر کفر کا حکم عائد ہو گا۔ کوئی شخص بزبان فارسی کہے "از مسلمانی بیزارم" (میں مسلمان ہونے سے بیزار ہوں) یا مثال کے طور اردو میں کہے کہ میں مسلمان ہونے سے اظہار بیزاری کرتا ہوں تو بعض فرماتے ہیں کہ اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔ منقول ہے کہ سلطان مامون رشید کے زمانہ میں ایک فقیہ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص ایک جولاہے کو موت کے گھاٹ اتار دے تو اس پر کس چیز کا وجوب ہو گا؟ فقیہ نے جواب دیا کہ دیت (خونبہا) واجب ہو گا۔ پس مامون رشید نے فقیہ کو مارنے کا حکم کیا۔ لہٰذا اس کے حکم کے باعث اس کو اتنا زدوکوب کیا گیا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ مامون بولا کہ یہ شریعت کے ساتھ تمسخر کرنا ہے اور شرعی احکام کے ساتھ تمسخر کرنا کفر ہے۔
(محیط)

کوئی شخص درویش کے بارے میں کہ یہ کمبل پوش اور بدبخت ہو گیا ہے تو اس کے کافر ہونے کا حکم ہو گا (عتابیہ)
اگر کوئی شخص ہمارے دور کے بادشاہ کو کہے کہ یہ عادل بادشاہ ہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے والا شمار ہو گا۔ امام علم الہدیٰ ابو منصور ماتریدیؒ یہی فرماتے ہیں۔ بعض کے نزدیک اسے کافر قرار نہ دیں گے۔ اگر کوئی شخص ظالموں میں سے کسی کے متعلق بزبانِ فارسی کہے "اے خدائے" تو کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر کہے "اے بار خدائے" (اے خدائی بار و بوجھ) تو اکثر مشائخ (فقہاء) کے نزدیک اسے کافر قرار دینے کا حکم ہو گا۔ اسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے۔ (خلاصہ)

اصول الصفار کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ احمتہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جمعہ کے دن منبروں پر خطیبوں کے بادشاہ وقت کے بارے میں جو الفاظ پڑھنے کا معمول ہے جیسے "خلیفۃ اللہ، مالک بلاد اللہ معین، سلطان ارض اللہ، مالک رقاب امم، شہنشاہ اعظم، العادل الاعظم" تو کیا ان الفاظ سے خطاب کرنا اور پڑھنا بلا قید و تحقیق جائز و درست ہے یا نہیں۔ تو شیخ نے جواب دیا کہ ناجائز ہے کیونکہ ان میں بعض الفاظ کفریہ ہیں اور بعض غلط و معصیت ہیں۔ لہٰذا شہنشاہ بغیر وصف اعظم کے .. یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے مخصوص نام ہیں اور کسی بندہ کی وصف اس لفظ کے ساتھ بیان کرنا ناجائز ہے۔

اور مالک رقاب امم (امتوں کی گردنوں کے مالک) یہ سفید جھوٹ ہے۔ اسی طرح "سلطان ارض اللہ" وغیرہ صرف جھوٹ ہیں۔ (تاتارخانیہ)

امام ابو منصور ماتریدیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے آگے زمین چھولے یا اس کی خاطر رکوع کی مانند کمر جھکائے یا محض اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے تو اسے کفر قرار نہ دیں گے۔ کیونکہ اس کا مقصود عبادت نہیں بلکہ تعظیم کا اظہار ہے۔ دوسرے مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان ظالموں میں سے کسی کی خاطر سجدہ کرے تو بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہو گا۔ کیا اسے کافر قرار دیا جائے گا؟ تو بعض کے نزدیک بلا کسی قید کے اس کو کافر قرار دیا جائے گا۔ اور اکثر مشائخ کے نزدیک اس کے اندر چند شکلیں ہیں پہلی شکل یہ کہ اگر وہ عبادت کا ارادہ کرے تو کافر شمار ہو گا اور تحیہ و تعظیم کا قصد کرنے کی صورت میں اسے کافر تو قرار نہ دیں گے جبکہ اس کا قصد کفر کا نہ ہو لیکن ایسا کرنے کو حرام کہا جائے گا۔ اکثر علماء یہی فرماتے ہیں۔ رہا زمین کو بوسہ دینے کا معاملہ تو یہ تقریباً سجدہ سا ہے۔ محض اس قدر فرق ہے کہ زمین کو چومنے میں پیشانی اور چہرہ کو اتنا زمین پر ٹکایا نہیں جاتا جتنا کہ سجدہ کے اندر بلکہ اس سے کم ٹکاتے ہیں۔ (ظہیریہ)

اگر کوئی شخص یہ اعتقاد کرے کہ خراج کا مالک بادشاہ ہے تو کافر شمار ہو گا۔ (بحر الرائق)

رسالہ صدر شہید کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے ساتھ برائی کرے پس وہ کہے کہ میں یہ بدی تیری جانب سے سمجھتا ہوں خدا کے حکم سے نہیں تو کافر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ نیز اس رسالہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ مجموع النوازل کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص شاہی خلعت (لباس) زیب تن کرے اور تہنیت و مبارکباد کے وقت بادشاہ کی رضامندی کی خاطر اس کے نام کی قربانی کرے تو کافر قرار دیا جائے گا۔ اور اس قربانی کو مردار شمار کریں گے اور اس کا کھانا جائز نہیں ہو گا۔ ہمارے زمانہ میں ایک بات بہت عام ہو گئی ہے اور بہت سے مسلمانوں کی عورتیں اس کا شکار ہیں وہ یہ کہ جس وقت بچوں کے چیچک نکلتی ہے تو اس چیچک کے نام کی ایک دیوی کی مورت جو متعین کر رکھی ہے اس کی پرستش کرتی ہیں اور بچوں کی صحت یابی

لے لیکن عظیم گناہ کا مرتکب ہو گا۔ ٢ے کیونکہ خالق خیر و شر ذات باری تعالیٰ ہے۔

کی دعا کرتی ہیں اور اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ یہ پتھر انہیں صحت یاب کر دے گا تو اس فعل و اعتقاد کی بنا پر ان عورتوں کے کافرہ ہو جانے کا حکم ہوگا۔

اور ان کے خاوند جو ان کے فعل پر راضی ہوں انہیں بھی کافر قرار دیا جائے گا۔ اور جو نارضامند ہوں ان کا بھی نکاح باقی نہیں رہتا۔ دوسرے اسی نوع کے مسائل میں سے یہ ہے کہ عورتیں پانی کے کنارے پر جا کر اس پانی کی پرستش کرتی ہیں اور نیت کے مطابق پانی کے کنارے بکرے کو ذبح کر ڈالتی ہیں تو یہ پانی کی پرستش کرنے اور بکرے کو ذبح کرنے والی ساری عورتیں کافر قرار دی جائیں گی اور اس بکرے کے مردار ہونے کا حکم ہوگا اور اس کے کھانے کو ناجائز قرار دیا جائے گا اسی طریقہ سے جو عورتیں مکانوں میں بت پرستوں کی سی کوئی صورت بنا کر اس کی پرستش کیا کرتی ہیں اور بچہ کی پیدائش کے وقت شنگرف سے نقش کیا کرتی اور تیل ڈالا کرتی ہیں اور بھوتی کے نام سے اس کی پرستش کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور اس قسم کی باتوں میں بتلا ہیں تو ان چیزوں کے ارتکاب کے باعث ان کے کافرہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور یہ عورتیں اپنے خاوندوں سے بائنہ قرار دی جائیں گی۔ اگر کوئی شخص کہے کہ اس دور میں تا وقتیکہ خیانت کا ارتکاب نہ کرے اور جھوٹ بولنا نہ اپناؤں دن (اور وقت) نہیں گزرتا۔ یا کہے کہ تا وقتیکہ تو خرید و فروخت کے اندر کذب بیانی نہ کرے اسوقت تک روٹی میسر نہ ہوگی یا کسی شخص سے کہے کہ تو کیوں خیانت کا ارتکاب کرتا ہے یا کیوں کذب بیانی کرتا ہے اور وہ کہے کہ کذب بیانی کے بغیر چارہ نہیں تو اس طرح کے سارے الفاظ سے کافر ہو جانے کا حکم ہوگا۔ اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ کذب بیانی سے بچا کر اور وہ کہے کہ یہ بات لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ سے بھی سچائی میں بڑھ کر ہے تو کہنے والا کافر شمار ہوگا۔ اگر کوئی شخص غضبناک ہو اور دوسرا شخص کہے کہ اس سے اچھا کافر ہو جانا ہے تو کہنے والا کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص اس طرح کی بات کہے جس سے شریعت میں ممانعت ہو اور دوسرا شخص کہے کہ تو کیا کہہ رہا ہے اس کے باعث تیرے اوپر کفر عائد ہو جائے گا۔ وہ کہے کہ اگر میرے اوپر کفر عائد ہو جائے تو تو کیا کرے گا اس صورت میں کہنے والا کافر شمار ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

جس شخص کے دل میں کفر کو واجب کرنے والی چیز کا وسوسہ پیدا ہو۔ لہٰذا اگر وہ یہ بات زبان سے کہہ دے درآنحالیکہ وہ اس کو انتہائی ناپسند کر رہا ہو تو یہ علامتِ ایمان ہے۔ اگر کوئی شخص یہ ارادہ پختہ کر لے کہ وہ سوسہ میں کے بعد کفر اختیار کرے گا تو اس کے فوری طور پر کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ (خلاصہ)

اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے اپنی زبان سے کلمہ کفر کی ادائیگی کرے درآنحالیکہ اس کا قلب ایمان پر قائم ہو تو کفر کا حکم عائد ہوگا اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مومن شمار نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

یہ بات واضح رہے کہ جن صورتوں میں کافر ہونے کے اندر فقہاء کا اختلاف رائے ہے ان کے اندر کفر کا ارتکاب کرنے والے کو تجدید نکاح کا اور اپنے الفاظ سے رجوع و توبہ کا حکم کیا جائے گا۔ احتیاط کے باعث یہی حکم ہوگا جن الفاظ کے بارے میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان کا ادا کرنا غلطی ہے لیکن ان سے کفر واجب نہیں ہوتا تو ان الفاظ میں سے کسی لفظ کے قائل کو تجدید نکاح کا حکم کریں گے اور اس کے اسلام سے پھر جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اگرچہ پھر اسے ایسا کہنے کی تاکید کی جائے گی کیونکہ ایسا کہنا باعث گناہِ عظیم ہے۔ (محیط)

اگر کوئی بات اس طرح کی پیش آئے کہ اس کے اندر کئی اعتبار سے کفر کا حکم عائد ہوتا ہو اور ایک وجہ شرعی طور پر حکم کفر سے احتراز کی بھی ہو تو مفتی کے اوپر واجب ہے کہ کفر سے بچانے والی صورت اختیار کرے اور کفر کا حکم دینے سے گریز کرے۔ (خلاصہ)

کو باغی نہیں کہیں گے۔ (خزانۃ المفتین)

کوئی گروہ امام المسلمین کی اطاعت سے انحراف کر کے کسی شہر پر غالب و قابض ہو جائے تو امام المسلمین اول انہیں جماعت کے ساتھ ملجانے اور بغاوت سے تائب ہونے کی ترغیب دے گا اور ان کے شبہ کو ختم کر کے توبہ کرنے کیلئے کہے گا۔ (کافی)

لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ ان کو اس طرح ترغیب دینا لازم نہیں۔ جس وقت امام المسلمین کو ان کے اسلحہ خریدنے اور تیاری جنگ کی اطلاع ملے تو اسے انہیں گرفتار کر کے قید میں ڈال دینا چاہئے۔ حتیٰ کے وہ اپنے مقصد سے باز آ کر نئے سرے سے تائب ہوں اور اسلامی حقوق کی رعایت کرتے ہوئے جماعت کے ساتھ رہیں۔ یہ طریقہ بحد امکان شر فع کرنے کی خاطر اختیار کرے (ہدایہ)

امام المسلمین کو باغیوں کے ساتھ بلا تامل جنگ شروع کرنا بھی جائز ہے خواہ انہوں نے آغاز جنگ نہ کیا ہو ہمارے مذہب (مذہب و مسلک احناف) کے مطابق یہی حکم ہے۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایسی باغی جماعت کو موت کے گھاٹ اتارنا جسے لڑنے و روکنے کی قوت حاصل ہو جائز ہے خواہ حقیقتاً ان کی طرف سے جنگ کا آغاز بھی نہ ہو تو ایسے آدمی کو بھی موت کے گھاٹ اتارنا جائز ہو گا جو ان لوگوں کا مددگار اور قوت بازو ہو اور ان کی جانب جائے اور ان میں شامل ہو گیا ہو۔

اگر امام المسلمین اس باغیوں کی جماعت کو شکست دیدے تو پھر مسلمانوں کے لئے ان مفرور باغیوں کا تعاقب کر کے قتل کرنا موزوں نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اب ان کے لئے کوئی ایسا باغیوں کا گروہ نہ رہا ہو جو روکنے پر قادر ہو اور یہ انہیں جا کر ملجائیں۔ اگر ان مفرور باغیوں کے لئے کوئی ایسا گروہ ہو کہ وہ ان میں جا کر مل سکتے ہوں تو اس صورت میں مسلمانوں کو ان کا تعاقب کرنا درست ہو گا۔ ان باغیوں میں سے جس کو امام المسلمین گرفتار کر لے تو امام المسلمین کے لئے اس کو موت کے گھاٹ اتارنا جائز نہ ہو گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ امام المسلمین اس سے آگاہ ہو کہ قتل نہ کرنے کی صورت میں وہ اس گروہ میں شامل نہیں ہو گا جسے (روکنے اور لڑنے) کی قوت میسر ہے۔ اگر قتل نہ کرنے کی صورت میں اس کے باغیوں کے ایسے گروہ کے ساتھ مل جانے کا علم ہو تو امام کے لئے اسے موت کے گھاٹ اتارنا جائز ہو گا۔ (محیط)

اور خواہ اسے قید میں ڈالے رکھے۔ (ہدایہ)

اگر باغیوں کا گروہ باقی نہ رہے اور جنگ کے اندر باغیوں میں سے بعض زخمی ہو گئے تو امام المسلمین کے ہمراہیوں کو یہ جائز نہیں کہ ان باغیوں کے ایسے کاری زخم لگائیں کہ مر جائیں۔ اور اگر باغیوں کا کوئی اور گروہ رہ گیا ہو (اور یہ لوگ ان میں شامل ہو سکتے ہوں) تو ان کے ہلاک کرنے والے کاری زخم لگا دیئے جائیں باغیوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کر کے غلام نہیں بنائیں گے اور ان کے حاصل شدہ مالوں کے مالک نہ بنیں گے۔

امام المسلمین کے معاون مسلمان باغیوں کے پاس سے جو کراع[1] و ہتھیار پائیں وہ فوری طور پر باغیوں کو نہیں لوٹائینگے مسلمانوں کو اگر ان ہتھیاروں سے جنگ کے اندر نفع اٹھانے کی ضرورت ہو تو ان سے نفع اٹھالیں۔ پس ہتھیاروں کو دوسرے مالوں کی طرح اپنی جگہ پر (محفوظ) رکھا جائے گا (اور فروخت نہیں کریں گے) اور کراع بیچ کر ان کی قیمت محفوظ رکھی جائے گی وجہ یہ ہے کہ کراع کے لئے دانہ اور چارہ کی حاجت ہو گی اور امام المسلمین ان کیلئے بیت المال

---

[1] بار برداری کے جانور

بزازیہ کے اندر لکھا ہے کہ مفتی اسی صورت میں تاویل کرے گا اور کفر سے بچانے والی صورت پر عمل پیرا ہو گا۔ جبکہ کفریہ الفاظ صریح اور واضح نہ ہوں اور کہنے والے کے قصد سے بھی کچھ واضح نہ ہو۔ اگر کہنے والا صراحت کر دے اور واضح طور پر اپنا ایسا قصد بیان کر دے جو کفر کو واجب کرنے والا ہو تو اس صورت میں تاویل بے سود ہوگی۔ اور کفر کا حکم عائد ہو گا۔ (بحرالرائق)

اگر کہنے والا بھی اسی تاویل اور کفر سے بچنے کی شکل کا قصد کرے تو وہ مسلمان باقی رہے گا۔ اور اگر کہنے والا اس شکل کا ارادہ کرے جو کفر کو واجب کرنے والی ہے تو مفتی کا فتویٰ بھی اس کے لئے سودمند نہ ہوگا۔ اور اس کے لئے ذاتی طور پر ایمان کا راستہ تلاش کرنا لازم ہوگا اور وہ یہ کہ اسے اپنے قول سے رجوع اور توبہ کا حکم کیا جائے گا۔ اور یہ حکم کریں گے کہ وہ اپنی زوجہ سے ازسرِنو نکاح کرے (محیط)

مسلمان کے لئے موزوں یہ ہے کہ صبح و شام اس دعا کو پابندی سے پڑھا کرے۔ یہ دعا اس طرح کی تمرا ہیوں کے غار میں گرنے سے بچانے والی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا وعدہ فرمایا ہے کہ صبح و شام اس دعا کا وِرد رکھنے والا (ہر فتنہ سے) محفوظ و مامون رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔ اللّٰھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئاً وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم۔ (اے اللہ میں اس بات سے تیری پناہ کا طالب ہوں کہ میں کسی کو تیرا شریک ٹھہراؤں درآنحالیکہ میں بخوبی جانتا ہوں اور جس چیز کا مجھے علم نہیں میں اس سے تیری مغفرت کا طلب گار ہوں)۔ (خلاصہ)

بابِ دہم

باغیوں کا ذکر[1]

باغی ہر وہ گروہ کہلاتا ہے جو روکنے کی طاقت رکھتا ہو یعنی غلبہ حاصل کرکے اور اکٹھے ہو کر اہل عدل (خلیفہ اور اس کے مددگاروں) کے ہمراہ جنگ کریں اور یہ کہتے ہوں کہ حق ہم لوگوں کے ساتھ ہے (اور ہم حق پر ہیں) اور یہ دعویٰ کرتے ہوں کہ والی و حاکم ہم ہیں۔ لہٰذا اگر چوروں کا کوئی گروہ کسی شہر پر غلبہ حاصل کرلے اور وہ مال حاصل کرلیں تو ان چوروں

---

[1] ھم الخارجون عن طاعة الامام بغیر حق والامام یصیر اماماً بالمبایعة من الاشراف والاعیان وبان ینفذ حکمه فی رعیته خوفاً من قهره وجبروته فان بایع الناس الامام ولم ینفذ حکمه فیهم لعجزه عن قهرهم لا یصیر اماماً فاذا صار اماماً فجار لا ینعزل ان کان له قهر وغلبة لعوده بالقهر فلا یفید الا ینعزل به فاذا خرج جماعة مسلمون عن طاعته وغلبوا علی بلد دعاهم الیه وکشف شبهتهم استحباباً فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالهم بدءاً حتی نفرق جمعهم ومن دعاه الامام الی ذلک افترض علیه اجابته (درمختار ص ۳۹۳ ج ۲)

سے دانہ اور چارہ مہیا نہ کرے گا کیونکہ اس صورت میں باغیوں پر احسان کا پہلو ہے (اور وہ بغاوت کی بنا پر مستحق احسان نہیں) اگر امام المسلمین انہیں بیت المال سے دانہ اور چارہ عطا کر دے تو جس باغی کا (جو) جانور ہو وہ باغی اس مال کا مقروض شمار ہو گا۔ اس کے بعد جب جنگ کے اندر ہتھیار رکھ دیئے گئے ہوں اور باغیوں کی طاقت اور سرکشی ختم ہو گئی ہو تو یہ مال ان باغیوں کو لوٹانے کا حکم ہو گا۔ اور دوران بغاوت و جنگ باغیوں نے جو مسلمانوں کی جانیں اور مال تلف کیا ہو تو ان کی قوت و سرکشی ختم ہونے اور ان کے تائب ہونے کے بعد ان کے اوپر جانوں اور اموال کا ضمان لازم نہ آئے گا۔ اسی طریقہ سے اسلام سے پھرنے والوں نے دوران جنگ جو مسلمانوں کی جانیں اور اموال تلف کئے ہوں (ان کے تائب ہونے کے بعد) ان کا ضمان لازم نہ ہو گا جبکہ وہ دوبارہ مسلمان ہو گئے ہوں۔ جنگ سے پہلے انہوں نے مسلمانوں کے جو مال اور جانیں ضائع کی ہوں ان کا ضمان بھی ان پر لازم نہ آئے گا۔ درآنحالیکہ انہیں روکنے (اور لڑنے) کی قوت حاصل ہو۔ لیکن ان کے تائب ہونے کے بعد جس کا جو مال ان کے پاس موجود ہو وہ لوٹا دینے کا حکم کیا جائے گا۔ خواہ انہوں نے ان مالوں کے بارے میں اپنی فاسد و غلط تاویل کی رو سے مالک بنجانے کا اعتقاد کر لیا ہو اور انہیں روکنے و جنگ جوئی کی قوت بھی حاصل رہی ہو۔ اسی طریقہ سے مسلمانوں کے ہاتھ ان کی جو جانیں و مال ضائع ہوئے ہوں ان لوگوں کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں پر ان کا ضمان واجب نہ ہو گا۔ (ذخیرہ)

البتہ اس سے پہلے یعنی (ان کی بغاوت اور ان کے ساتھ جنگ سے قبل) مسلمانوں نے ان میں سے کسی کا مال یا جان لی ہو تو ضمان لازم آئے گا۔ (نہایہ)

اگر کوئی ایسا گروہ جو خانۂ کعبہ کی جانب رخ کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو (یعنی مسلمان ہو) کوئی رائے ظاہر کرے لوگوں کو اس رائے کو قبول کرنے کی ترغیب دے اور اس رائے کی بنا پر جنگ کرے اور اس گروہ کو روکنے کی قوت اور دبدبہ حاصل ہو گیا ہو۔ اگر یہ بات بادشاہ کے ان کے اوپر ظلم کے باعث ہوئی ہو تو بادشاہ کو ان پر ظلم کرنے سے باز آ جانا چاہیئے۔ اور اگر بادشاہ ان کے اوپر ظلم کرنے سے نہ رکے اور یہ گروہ بادشاہ سے نبرد آزما ہو تو لوگ نہ بادشاہ کی اعانت کریں اور نہ ان لوگوں کی بلکہ غیر جانب دار رہیں۔ اور اگر یہ بات بادشاہ کے ان کے اوپر ظلم کرنے کی بنا پر نہ ہوئی ہو بلکہ ان کا قول یہ ہو کہ حق ہم لوگوں کے ساتھ ہے اور اپنے والی و حاکم ہونے کے مدعی ہوں تو بادشاہ کو ان کے ساتھ نبرد آزما ہونا اور لوگوں کو بادشاہ کی اعانت کرنا درست ہو گا۔ (سراجیہ)

ان باغیوں کے ساتھ ہر اس نوع اور ہتھیاروں سے نبرد آزما ہونا جائز ہے جس طرح اہل حرب کے ہمراہ نبرد آزما ہونا جائز ہے مثلاً تیروں کے ذریعہ مارنا، منجنیق لگانا اور پانی کے ذریعہ ڈبو دینا یا آگ لگا دینا شب خون مارنا وغیرہ (نہایہ)

تجرید کے اندر لکھا ہے کہ باغیوں کے ہمراہ جو عورتیں، بچے اور نابینا ہوں ان میں سے کسی کو موت کے گھاٹ نہ اتارے گا۔ اگر باغیوں میں سے کسی باغی کا غلام جو اپنے آقا کے ہمراہ نبرد آزما ہو رہا ہو گرفتار کر لیا جائے تو اسے موت کے گھاٹ اتارنے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر باغی کا غلام صرف اس کا خادم تھا اور اس کی طرف سے نبرد آزما نہیں ہوا تھا تو اسے بغاوت کے زائل ہونے تک قید میں رکھیں گے البتہ اسے موت کے گھاٹ نہیں اتاریں گے۔ اگر باغیوں کی عورتیں نبرد آزما ہوں تو ان کو بھی موت کی آغوش میں سلا یا جائے گا۔ (تاتارخانیہ)

اگر میدان کارزار میں کوئی باغی کسی مسلمان کا بہت قریبی عزیز ہو یعنی اس کا ذی رحم محرم ہو تو یہ مسلمان اپنے ہاتھ سے اس کو قتل نہ کرے البتہ اگر وہ باغی اسے قتل کرنا یا نقصان پہنچانا چاہ رہا ہو تو اپنی جان کو ضرر سے بچانے

کے لئے اس کو موت کے گھاٹ اتار نادرست ہو گا۔ البتہ مسلمان خلیفہ کے حامی کے لئے مذکور ذی رحم محرم کے سواری کے جانور کو تنبیہ کی غرض سے ہلاک کر دینا جائز ہو گا اور کوئی دوسرا شخص اس باغی کو موت کی آغوش میں سلادے۔ (سراجیہ)

اگر باغی خلیفہ کے حامیوں کے ہمراہ لڑنے کی خاطر ذمیوں کے کسی گروہ سے اعانت طلب کریں اور ذمی ان باغیوں کے ہمراہ خلیفہ کے حامیوں سے نبرد آزما ہوں تو یہ بات ذمیوں کی جانب سے عہد توڑنے میں شمار نہ ہوگی اور ذمیوں نے اس جنگ کے دوران ہمارا جتنا بھی مال ضائع کیا ہو یا جانیں ضائع کی ہوں یا زخمی کیا ہو یا مسلمانوں نے ان کا مال و جان تلف کیا ہو دونوں میں سے کسی کے اوپر بھی ضمان لازم نہ آئے گا۔ جس طرح کہ باغیوں کے بارے میں حکم ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ باغی اگر اپنے لشکر کے اندر ہوں اور لشکر میں سے کوئی شخص دوسرے لشکر کے آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دے تو اس صورت میں قتل کرنے والے پر قصاص (جان کے بدلہ جان) کا وجوب نہ ہو گا۔

امام محمدؒ جامع صغیر کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر باغیوں نے مسلمانوں کے کسی شہر کے اوپر غلبہ حاصل کر لیا ہو، اس کے بعد باغیوں میں سے کوئی شخص شہر والوں میں کسی کو قصداً موت کی آغوش میں سلادے، اس کے بعد مسلمان اس شہر کے اوپر غلبہ حاصل کریں تو قتل کرنے والے سے قصاص لینے کا حکم کیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باغیوں نے مسلمانوں کے شہر پر غلبہ تو حاصل کر لیا ہو مگر ابھی تک اس شہر کے اندر باغیوں کے حکم کا نفاذ نہ ہوا ہو اور اسی دوران اہل شہر کے والی و حاکم نے باغیوں کو پسپا کر دیا ہو تو مذکورہ بالا حکم کیا جائے گا۔ اگر اس شہر کے اندر باغیوں کے حکم کا نفاذ ہو جائے تو بادشاہ کے حامی مسلمانوں کی ولایت و سرداری اور (دشمن کو) روکنے کی قوت منقطع و ختم شمار ہو گی لہذا اگر باغی شہر والوں میں سے کسی کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے تو قتل کرنے والے پر کسی چیز کا وجوب نہ ہو گا۔ نیز امام محمدؒ جامع صغیر کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص کسی باغی کو موت کے گھاٹ اتار دے درآنحالیکہ قتل کرنے والا ہی مقتول کا وارث ہو تو وہی وارث برقرار رہے گا۔ اگر باغی اسے موت کی آغوش میں سلادے درآنحالیکہ قتل کرنے والا ہی مقتول کا وارث ہو۔ پھر باغی کہے کہ اس کو موت کے گھاٹ اتارنے کے وقت میں حق کے اوپر تھا اور اب بھی حق پر قائم ہوں تو وہی باغی مقتول کا وارث قرار دیا جائے گا۔ اور اگر ذکر کردہ باغی کہے کہ جس وقت میں نے اسے موت کے گھاٹ اتارا مجھے اپنے باطل پر ہونے کا علم تھا تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ اس صورت میں باغی کو اس کا وارث قرار نہیں دیتے۔ (محیط)

باغیوں میں سے جس شخص کو موت کے گھاٹ اتارا جائے نہ اسے غسل دیں گے اور نہ اس کے اوپر نماز پڑھیں گے۔ اور بادشاہ کے حامی مسلمانوں میں سے قتل شدہ شخص کے ساتھ شہیدوں کا سا معاملہ کرنے کا حکم ہو گا اور اس کا حکم شہید کا سا ہو گا۔ (شرح طحاوی)

اگر باغی عشر و خراج وصول کر چکے ہوں تو ازسر نو عشر اور خراج وصول نہیں کریں گے اس کے بعد جو کچھ باغی وصول کر چکے ہوں اگر اسے جس طریقہ سے اور جس جس جگہ صرف کرنا چاہیئے صرف کر دیا ہو تو جس سے وصول کیا جا چکا ہو قضاءً اس سے دوبارہ لینا لازم نہ ہو گا۔ البتہ مالوں کے مالکوں سے کہا جائے گا کہ دیانتاً ازسر نو ادا کریں یعنی فقراء اور ضرورت مندوں کو خود دیدیں۔ مگر ہمارے بعض مشائخ (فقہاء) کے نزدیک دیانتاً بھی ان کے اوپر دوبارہ خراج کا وجوب نہ ہو گا۔ اسی طریقہ سے عشر کے اندر بھی اگر باغی لوگ فقیر و مفلس ہوں تو اعادہ واجب نہ ہو گا۔ (غایۃ البیان)

باعث کراہت ہے کہ اہل فتنہ (باغیوں) کے ہاتھ ہتھیار بیچے جائیں۔ اگر ان کے لشکر کے اندر نہ بیچے ہوں۔

جیسے شہر کوفہ میں کسی شخص کے ہاتھ بیچ دیئے ہوں اور یہ خبر نہ ہو کہ یہ شخص اہل فتنہ (باغیوں) میں سے ہے تو کوئی حرج نہ ہوگا یہ حکم ان ہتھیاروں کے بارے میں ہے جو تیار شدہ ہوں اور عرف کے اعتبار سے ان کو ہتھیار کہا جاتا ہو اور جو شے ابھی ناقابل جنگ ہو اور تیار کئے بغیر اس کے ذریعہ جنگ نہ ہو سکتی ہو مثلاً فقط لوہا تو اس کے بیچنے کے اندر کوئی حرج نہیں ہوگا ۔ (کافی)

کتاب اللقیط[1]

لقیط شرعاً وہ زندہ بچہ کہلاتا ہے جسے وہ جس کا بچہ ہو اس کو مفلسی کے خطرہ سے یا زنا کی تہمت سے اجتناب کے باعث پھینک دے۔ اس کا اس طریقہ سے پھینک دینے والا عظیم معصیت کا مرتکب اور اسے اٹھانے والا عظیم ثواب کا مستحق قرار دیا جائے گا۔ جو شخص بچہ کو اس طریقہ سے پڑا ہوا دیکھ کر اٹھالے تو یہ مستحب ہے۔ البتہ اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ ہلاک ہو جائے گا مثلاً پانی کے اندر پڑا ہوا دیکھے یا درندہ کے سامنے دیکھے تو اس صورت میں اس کا اٹھالینا لازم ہوگا۔ لقیط اٹھانے والے شخص کا غلام و مملوک شمار نہ ہوگا بلکہ آزاد قرار دیا جائے گا جو شخص اسے اٹھائے اسے ملتقط کہتے ہیں۔ اس کا ولی حاکم وقت ہوگا ملتقط وغیرہ کو ولی شمار نہ کریں گے۔ لہٰذا اگر ملتقط اس کا عقد نکاح کر دے یا لقیط لڑکی ہو اور اس کا کسی شخص سے نکاح کر دیا جائے تو یہ جائز نہ ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

لیکن کسی کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ لقیط کو ملتقط سے لے لے۔ اگر ملتقط از خود اسے کسی کی پرورش میں دیدے تو اسے واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ (تبیین)

اس کا نفقہ اور اگر کوئی جرم کرے تو اس کا جرمانہ بیت المال ادا کرے گا یعنی گویا بیت المال کی حیثیت اس کے ایک معاون برادری کی سی ہے۔ (محیط)

اگر لقیط کے جسم پر بندھا ہوا مال پایا جائے تو اسے لقیط کا قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی جانور کے اوپر بندھا ہوا پایا جائے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر مال لقیط کے پاس رکھا ہوا ملے تو لقیط کو اس کا مالک قرار دیں گے بلکہ اس مال کا حکم لقطہ (گری پڑی چیز) کا ہوگا۔ اگر لقیط اس حال میں ملے کہ وہ کسی جانور کے اوپر سوار ہو تو جانور کا مالک وہی قرار دیا جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ) اس مال میں سے نفقۂ لقیط اس وقت مقرر شمار ہوگا جب قاضی ملتقط کو اس میں سے خرچ کرنے کا حکم دیدے۔ بعض کے نزدیک قاضی کے حکم کے بغیر بھی خرچ کرنا درست ہے

---

[1] هو اسم لحی مولود طرحه اهله خوفا من العیلة او فرارا من تهمة الریبة التقاطه فرض کفایة ان غلب علی ظنه هلاکه لو لم یرفعه والا فمندوب وهو حر الا بحجة رقه وما یحتاج الیه ففی مال وان کان له مال ففی ماله والا ثم فی بیت المال کجنایته لان الغرم بالغنم ولیس لاحد اخذه منه قهرا فلو اخذه احد وخاصمه الاول رد الیه حکما لو وجده مسلم وکافر تنازعا قضی به للمسلم لانه انفع للقیط حانیة وثبت نسبه من واحد ومن اثنین مستویین لکون امه مشترکة۔ (در مختار کتاب اللقیط ج ۱ ص ۳۹۵)

نفقہ مثلی تک ملتقط کا قول قابلِ تصدیق ہو گا[1] ۔ (محیط)

اس کے ولاء (ترکہ) کا مالک بیت المال ہو گا۔ لہٰذا اگر وہ کسی وارث کو چھوڑے بغیر موت کی آغوش میں سو جائے اور کوئی اس کا مولی الموالات[2] بھی نہ ہو تو اس کے ترکہ کے بیت المال میں داخل ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر ملتقط قاضی کے پاس لقیط کو لا کر یہ درخواست کرے کہ وہ اس سے اس کو لیلے تو قاضی کو گواہی کے بغیر اسکے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حق حاصل ہو گا کیونکہ وہ اس کا مدعی ہے کہ مسلمانوں کے بیت المال میں سے اس کا نفقہ خرچ دیا جائے گا۔ اگر وہ گواہ پیش کر دے تو قاضی اس کے گواہوں کے گواہی کسی خصم سے حاضر کے بغیر قابل قبول قرار دے گا۔ قاضی کے اس کے گواہوں کی گواہی قبول کرنے کے بعد خواہ لقیط اس سے لیکر اپنے قبضہ میں کر لے اور خواہ نہ لے البتہ وہ شخص جیسے متولی ہو جانا قبول ہوا ہے متولی مقرر و متعین کر دے گا۔ اور متولی بننے والے سے کہے گا کہ تو نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لیلی ہے لہٰذا تو اس کی حفاظت کے اندر ہر طرح مستعد اور چست رہ۔ یہ حکم اس شکل میں ہے کہ قاضی کے نزدیک یہ بات پایۂ ثبوت کو نہ پہونچے کہ ملتقط اس کی حفاظت اور اس کے اوپر خرچ کرنے سے عاجز ہے۔ اور قاضی کے اس سے آگاہ ہونے کی شکل میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ لقیط کو ملتقط سے لیکر کسی ایسے شخص کے پاس رکھ دے جو اس کی حفاظت کر سکتا ہو۔ اس کے بعد اگر ملتقط آکر قاضی سے یہ درخواست کرے کہ وہ ملتقط اسی کو لوٹا دیا جائے۔ تو اس صورت میں قاضی کو لوٹانے نہ لوٹانے کا حق حاصل ہو گا۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص کسی لقیط کو اٹھا لائے اور اس سے کوئی دوسرا شخص چھین لے اور دونوں قاضی کے دربار میں نالش کریں تو اس صورت میں قاضی لقیط پہلے کو عطا کر دے گا۔ اگر کسی غلام کو لقیط ملے اور یہ بات فقط غلام کے کہنے سے معلوم ہو اور آقا کہتا ہو کہ تو جھوٹ بولتا ہے یہ تو میرا غلام ہے لقیط نہیں۔ اس صورت میں اگر ملتقط غلام ایسا ہو کہ آقا نے اسے تجارت وغیرہ کی ممانعت کر دی ہو تو آقا کا قول قابلِ قبول ہو گا۔ اور اگر ایسا غلام ہو جسے آقا نے تجارت وغیرہ کی اجازت دے رکھی ہو تو غلام کے قول کو قابلِ قبول قرار دینے کا حکم ہو گا۔ (ظہیریہ)

اگر کوئی لقیط اعتراف کرے کہ میں فلاں شخص کا غلام ہوں اور فلاں ذکر کیا گیا شخص اس کے قول کو جھٹلاتا ہے تو لقیط آزاد شمار ہو گا۔ اگر وہ تصدیق کرے اور ذکر کئے گئے لقیط کے اوپر آزادوں کے احکام کا نفاذ نہ ہوا ہو مثلاً اس کی شہادت قابلِ قبول نہ ہو یا اس پہ زنا کی تہمت لگانے والے پر حد جاری نہ کی گئی ہو وغیرہ تو اس کے اقرار کو درست قرار دینے ورنہ درست قرار نہ دینے کا حکم ہو گا۔ (سراجیہ)

اگر ابھی تک ملتقط اس کے نسب کا مدعی نہ ہوا اور کوئی دوسرا شخص اس کے نسب کا مدعی ہو تو دعوی کرنے والے شخص سے اس کے نسب کے ثابت ہونے کا حکم ہو گا۔ بعض کہتے ہیں کہ نسب کے سلسلہ میں دعوی درست ہو گا۔ مگر ملتقط کے قبضہ کے باطل و کالعدم کرنے کے بارے میں درست نہیں ہو گا۔ لیکن پہلے قول کو زیادہ درست قرار دیا گیا ہے۔ اگر ملتقط اور کوئی دوسرا شخص بیک وقت نسب کے مدعی ہوں تو ملتقط کا نسب کا دعوی قابل

---

[1] یعنی بیت المال اس کے نفقہ کی ادائیگی کرے گا۔ [2] ترکہ پانے والا آقا و مربی

ترجیح دوا بل قبول ہو گا چاہے وہ ذمی اور دوسرا شخص مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ (تبیین)

لہٰذا اگر نسب کا دعوے دار ذمی شخص ہو تو لقیط کو اسی کا لڑکا قرار دیں گے لیکن لقیط مسلمان شمار ہو گا۔ اگر مسلمان اور ذمی شخص اس کے نسب کے مدعی ہوں تو اسے مسلمان کا بیٹا قرار دیا جائے گا۔ اگر دونوں مدعی مسلمان ہوں تو جو اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کردے اس کیلئے حکم کر دیا جائے گا۔ اگر دونوں ہی شاہد پیش کر دیں تو اس لقیط کو دونوں کا بیٹا قرار دیں گے۔ اگر دونوں میں سے کوئی شخص بھی گواہ پیش نہ کر سکے مگر ایک اس کے جسم کی علامتیں صحیح صحیح بیان کردے اور دوسرا نہ کر سکے تو جس نے علامتیں بیان کی ہوں یہ اسی کا بیٹا قرار دیا جائے گا۔ (سراجیہ)

اگر دونوں میں سے کوئی بھی علامات نہ بتلا سکے تو اسے دونوں کا بیٹا قرار دینے کا حکم ہو گا۔ (غایۃ البیان)

اگر ایک ہی علامتیں بیان کرے لیکن بعض علامتیں درست بیان کرے اور بعض غلط بتلائے تو اس صورت میں بھی اسے دونوں کا بیٹا شمار کیا جائے گا۔ اگر دونوں علامتیں بیان کر دیں لیکن پہلا علامتیں صحیح طور سے بیان کردے اور دوسرا غلط تو جو ٹھیک علامتیں بیان کرے اس کے لئے حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص کہے کہ لڑکا ہے اور دوسرا شخص کہے کہ لڑکی ہے تو جس کا قول درست ہو اسی کیلئے حکم کر دیا جائے گا۔ اگر محض ایک شخص نسب کا دعویدار ہو اور وہ کہے کہ لڑکا در آنحالیکہ وہ لڑکا نہیں بلکہ لڑکی ہو یا کہے کہ وہ لڑکی ہے در آنحالیکہ وہ لڑکا ہو تو اسے اس کا بیٹا قرار نہیں دیا جائے گا۔ اگر لقیط کے بارے میں دو آدمی مدعیٔ نسب ہوں ایک دعویٰ کرے کہ وہ میرا لڑکا ہے اور دوسرا کہے کہ وہ میری لڑکی ہے اس بعد معلوم ہوا کہ وہ خنثیٰ ہے۔ اگر وہ[1] خنثیٰ شکل ہو تو اسے دونوں کا فرزند قرار دیں گے۔ اور اگر وہ خنثیٰ شکل نہ ہو اور اس کے لڑکا ہونے کا حکم کر دیا گیا ہو تو جو شخص اسے اپنا لڑکا قرار دینے کا مدعی ہو وہ اسی کا شمار ہو گا۔ (تاتارخانیہ)

اگر دو سے زیادہ نسب کے مدعی ہوں تو امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ وہ پانچ مدعیوں تک حکم جواز دیتے ہیں۔ (سراجیہ)

کوئی عورت لقیط کے بارے میں اپنا بیٹا ہونے کی مدعیہ ہو۔ اس صورت میں اگر اس کا خاوند اس کے قول کی تصدیق کرے یا دایہ[2] اس کی شہادت دے یا عورت گواہوں کے ذریعہ اسے ثابت کر دے تو عورت کے دعوے کو درست قرار دینے ورنہ درست قرار نہ دینے کا حکم ہو گا۔ اور محض دایہ کی شہادت اسی صورت میں کافی شمار ہو گی جبکہ ذکر کی گئی عورت کے خاوند موجود ہو اور اس کی پیدائش کا انکار کرتا ہو۔ اگر عورت کے خاوند ہی موجود نہ ہو تو دو مردوں کا شہادت دینا ضروری ہو گا۔ (بحر الرائق)

اگر دو عورتیں لقیط کے بارے میں مدعیہ ہوں تو امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کے قول کے مطابق دونوں میں سے کسی سے بھی اس کے نسب کے ثابت ہونے کا حکم نہ ہو گا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق وہ دونوں عورتوں سے ثابت النسب ہو گا البتہ جھگڑے وتعارض کے موقع پر کسی دلیل کا ہونا لازم ہو گا۔ لہٰذا ابو حفصؒ کی روایت کی رو سے ایک عورت کی گواہی کو حجت قرار دیں گے۔ اور ابو سلیمان کی روایت کی رو سے دو مردوں یا دو عورتوں اور ایک مرد کی شہادت حجت و دلیل شمار کی جائے گی۔ لہٰذا اگر دونوں اسی طرح کی حجت پیش کر دیں تو وہ دونوں عورتوں سے ثابت النسب ہو گا۔ خانیہ کے اندر لکھا ہے کہ اگر ایک دو مرد اور دوسرا دو عورتیں بطور گواہ پیش کرے تو

---

[1] جس کے مرد و عورت دونوں کی علامتیں مساوی ہوں۔ [2] مثلاً دایہ پیدائش کی شہادت دے۔

جس کے بارے میں دو مرد شاہد ہوں لقیط اسی عورت کا بیٹا شمار کیا جائے گا۔ اگر دو عورتیں لقیط کے بارے میں مدعیہ ہوں اور دونوں عورتوں میں سے ہر ایک الگ الگ ایک معین و مقرر شخص کے نطفہ سے اس بچہ کے پیدا ہونے پر گواہ پیش کرے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ذکر کردہ لقیط دونوں عورتوں کے ان مذکور دو مردوں سے بیٹا شمار ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک نہ یہ دونوں عورتوں کا بیٹا شمار ہوگا اور نہ دونوں مردوں کا (تاتارخانیہ)

اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ یہ لقیط فلاں آزاد عورت کے بطن سے میرا لڑکا ہے اور دوسرا شخص مدعی ہو کہ یہ تو میرا غلام ہے اور دونوں اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیں تو اس صورت میں جو اسے اپنا بیٹا قرار دینے کا مدعی ہو اس کے لئے حکم کیا جائے گا۔ اگر ایک اس بات کا مدعی ہو کہ اس آزاد عورت کے بطن سے یہ میرا لڑکا ہے اور دوسرا شخص کہے کہ باندی کے پیٹ سے یہ میرا لڑکا ہے تو جو شخص آزاد عورت سے ہونے کا مدعی ہو۔ اسی کے لئے حکم کریں گے اگر دونوں الگ الگ ایک ایک آزاد عورت مقررہ کے بطن سے اسے اپنا لڑکا قرار دیتے ہوں تو اس صورت میں قول اسے دونوں کا لڑکا شمار کیا جائے گا کیا وہ لقیط دونوں عورتوں سے ثابت النسب ہوگا یا نہیں تو امام ابو حنیفہؒ کے مطابق ہوگا اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک نہ ہوگا۔ (محیط)

دو اشخاص کسی لقیط کے بارے میں نسب کے مدعی ہوں اور دونوں گواہ پیش کر دیں اور ہر فریق کے شاہد تاریخ ذکر کریں تو جس کی تاریخ لقیط کے سن (عمر) کے مطابق ہو اسی کو لقیط حوالہ کر دیا جائے گا۔ اور لقیط کے سن کے مشتبہ ہونے کی صورت میں اور دونوں تاریخوں میں سے کسی کے ساتھ مطابق نہ رکھے تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کی ہماری روایات کی رو سے تاریخ ناقابلِ اعتبار قرار دی جائے گی اور یہ لقیط دونوں کا فرزند شمار ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق جسے شیخ الاسلام خواہر زادہؒ نے بحوالہ ابو حفصؒ نقل کیا ہے دونوں کا فرزند ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ ابو سلیمان کی روایت کی رو سے جس کی تاریخ مقدم ہو اسی کو لقیط دیئے جانے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ) کے اندر ہے کہ بیشتر روایات کی رو سے یہ لقیط دونوں کا مشترک فرزند شمار ہوگا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (البحر الرائق و محیط)

کسی شخص کے پاس ایک (نابالغ) بچہ ہو اور وہ مدعی ہو کہ یہ میرا لڑکا ہے اور اس بات کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کر دے اور دوسرا شخص مدعی ہو کہ یہ لڑکا میرا ہے اور وہ بھی گواہوں کے ذریعہ ثابت کر دے تو یہ بچہ قبضہ کرنے والے شخص کا قرار دیا جائے گا۔ کسی عورت کے پاس ایک بچہ ہو اور وہ اس کی مدعیہ ہو کہ یہ لڑکا میرا ہے اور اس کے اوپر گواہ بھی پیش کر دے اور دوسری عورت اس کے اپنا لڑکا ہونے کی مدعیہ ہو اور اسے گواہوں سے ثابت کرتی ہو تو یہ لڑکا جس عورت کے قبضہ میں ہو اسی کا شمار کیا جائے گا۔ اگر قبضہ کرنے والی عورت کیلئے ایک عورت گواہی دے اور دوسری عورت کے لئے دو مرد گواہی دیں تو یہ بچہ دوسری عورت کو دیا جائے گا۔

کوئی بچہ ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور دوسرے شخص کی زوجہ ایک آزاد عورت ہو اور وہ شخص مدعی ہو کہ یہ مذکور بچہ میرا لڑکا اس آزاد عورت کے بطن سے ہے اور اس کو گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے اور قبضہ کرنے والا اس کے گواہ پیش کرے کہ یہ لڑکا میرا ہے لیکن وہ اس کو کسی عورت کی جانب منسوب نہ کرے تو یہ بچہ مدعی کا قرار دیا جائے گا۔ اگر کوئی ذمی شخص لقیط کے نسب کو اپنے سے ثابت کرے تو وہ ذمی سے ثابت النسب ہوگا مگر لقیط مسلمان قرار دیا جائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ ذمیوں کی قیامگاہ میں نہ پایا جائے۔ استحساناً یہی حکم ہوگا۔ (تبیین)

جس لقیط کے بارے میں کوئی ذمی یہ دعویٰ کرے کہ یہ میرا لڑکا ہے حتیٰ کہ اس کا نسب اسی سے ثابت کر دیا جائے تو یہ لڑکا اس صورت میں مسلمان شمار ہوگا جبکہ ذکر کیا گیا ذمی گواہوں کے ذریعہ اس کا نسب اپنے سے ثابت نہ کرے۔ اگر وہ دو مسلمانوں کے گواہوں کے ساتھ اس کا نسب اپنے سے ثابت کرے تو لقیط ذمی ہی کے دین پر شمار ہوگا۔ البتہ اگر وہ ذمی گواہوں کے ذریعہ اس کا نسب اپنے سے ثابت کر رہا ہو تو اسکے تابع قرار دے کر اسے اس کے دین پر شمار نہ کریں گے۔ (بحرالرائق)

لقیط کے ملنے کی جگہ قابلِ اعتبار ہے (یا نہیں) اس کے اندر مشائخ کی رائیں مختلف ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسئلہ کی چار شکلیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ یہ کسی مسلمان کو مسلمانوں کی جگہ مثلاً مسجد یا مسلمانوں کے دیہات یا مسلمانوں کے شہر میں ملے تو اس صورت میں لقیط مسلمان کو عطا کیا جائے گا۔ دوسرے یہ کہ اسے کافر اہلِ کفر کی جگہ مثلاً بیعہ اور کنیسہ اور اہلِ کفر کے کسی دیہات (یا مندر وغیرہ) میں ملے تو وہ کافر قرار دیا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ یہ کسی کافر کو مسلمانوں کے مقام میں ملے لہٰذا ان دونوں شکلوں میں مختلف روایتیں ہیں۔ پس کتاب اللقیط کی روایت کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اعتبار پانے والے کا نہ ہوگا بلکہ پانے کی جگہ کا اعتبار کریں گے۔ (تبیین)

قدوری میں اسی روایت کے اوپر اعتماد بھروسہ کرتے ہوئے احکام کا نفاذ کیا۔ روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے۔ (نہر الفائق)

اگر کسی کافر کو لقیط ملے اور اسے یہ لقیط مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں ملا ہو تو اسے جگہ کے تابع شمار کرتے ہوئے مسلمان قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا اگر وہ لقیط اس حکم کے برعکس اظہار کفر کرے تو اسے قید میں ڈالنے اور قبولِ اسلام کی خاطر جبر کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ (خزانۃ المفتیین)

یعنی جس لقیط کو جگہ کے تابع قرار دے کر اس کے مسلمان ہونے کا حکم کیا گیا اگر وہ بالغ ہونے کے بعد اظہار کفر کرے تو مرتد کی طرح اس کے اوپر بھی اسلام کی خاطر جبر کرنے کا حکم ہوگا۔ البتہ استحساناً ذکر کئے گئے لقیط کو موت کے گھاٹ اتارنے کا حکم نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر کوئی غلام لقیط کا نسب اپنے سے ثابت کرے تو وہ غلام سے ثابت النسب ہوگا۔ لیکن ذکر کیا گیا لقیط آزاد شمار ہوگا۔ اگر غلام کہے کہ یہ لقیط میری زوجہ کے نطفہ سے میرا لڑکا ہے درآنحالیکہ اس کی زوجہ باندی ہو۔ پس غلام کا آقا اس غلام کے قول کی تصدیق کرے تو لقیط اس غلام سے ثابت النسب ہوگا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ لقیط آزاد ہی شمار ہوگا۔ اگر مسلمان اور ذمی کے درمیان لقیط کے نسب کے بارے میں جھگڑا ہو تو مسلمان سے ثابت النسب ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ آزاد ہو اور غلام ہونے کی صورت میں ذمی سے ثابت النسب ہوگا۔ اور لقیط کو غلام قرار نہ دیں گے۔ البتہ اگر گواہ مسلمان اس بارے میں گواہی دے تو اور بات ہے۔ البتہ اگر وہ ذمیوں کے مقام پر ملنے کے باعث ذمی شمار کر لیا گیا ہو تو یہ شرط باقی نہ رہے گی۔ اسی طریقہ پر اگر لقیط بالغ ہونے سے پہلے اس کی غلامی کے دعوے دار کی تصدیق کرے تو لقیط کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ اس کے برعکس اگر کوئی صغیر نابالغ کسی شخص کے قبضہ میں ہو اور وہ شخص اس کے اپنے غلام ہونے کا دعویٰ کرے اور ذکر کیا گیا صغیر اس کے قول کی تصدیق کرے تو خواہ وہ ابھی تک بالغ نہ ہوا ہو مگر اسی کا غلام قرار دیا جائے گا۔

اور اگر وہ بالغ ہونے کے بعد تصدیق کرے تو یہ دیکھیں کہ اگر اس کے اوپر آزاد لوگوں کے احکامات میں سے کسی حکم کا نفاذ ہو گیا ہو یعنی حد بلوغ کو پہونچنے کے بعد مثلاً اس کی شہادت قابل قبول قرار دی جائے یا اس کے قاذف (زنا کی تہمت

لگانے والے پر) حد کا نفاذ کیا گیا ہو۔ اس کے بعد وہ اقرار غلامی کرے تو اس کے اس اقرار کو درست قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ (تبیین)

اگر لقیط کوئی عورت ہو اور وہ کسی شخص کی باندی ہونے کا اعتراف کرے اور ذکر کیا گیا شخص اس کے قول کی تصدیق کرے تو وہ اسی کی باندی شمار ہوگی۔ البتہ اگر یہ عورت کسی کی بیوی ہو تو ذکر کئے گئے شخص کے قول کو اس خاوند کے نکاح کے باطل کرنے میں قبول نہ کریں گے۔ اس کے برعکس اگر وہ لقیط عورت اعتراف کرے کہ میں خاوند کے والد کی لڑکی ہوں اور خاوند کا والد اس کے قول کی تصدیق کرے تو وہ عورت اسی سے ثابت النسب ہوگی اور نکاح کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ شخص جس کے لئے وہ عورت باندی ہونے کا اقرار کرتی ہے۔ وہ اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کر دے درآنحالیکہ یہ کسی شخص کے نکاح میں ہو تو جس طرح باندیوں کو خیارِ عتق (حصول آزادی کا اختیار) حاصل ہوا کرتا ہے اس طرح اسے خیارِ عتق نہ ملے گا۔

اگر خاوند اسے ایک طلاق دیدے، اس کے بعد وہ اپنے باندی ہونے کا اعتراف کرے تو باندی کے مانند اس کی بھی دو طلاقیں ہونے کا حکم ہوگا اور اس کے خاوند کو محض اسے ایک طلاق دینے کا اختیار باقی رہے گا۔ اگر وہ اس کے اوپر دو طلاقیں واقع کرچکا ہو، اس کے بعد وہ ی ہونے کا اعتراف کرے تب بھی خاوند کو اس کے اوپر ایک طلاق واقع کرنے کا حق باقی رہے گا اور اسے اس سے رجعت کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ عدت کے اندر بھی یہی حکم ہوگا کہ اگر وہ دو ماہواریاں آنے کے بعد اپنے مملوکہ باندی ہونے کا اقرار کرے تو اس کے خاوند کو یہ حق ہوگا کہ وہ تیسری ماہواری گزرنے سے قبل اس عورت سے رجوع کرے۔ اگر ملتقط مدعی ہو کہ یہ لقیط میرا ہی غلام ہے درآنحالیکہ لقیط کا لقیط ہونا معلوم ہوگیا ہو تو حجت و دلیل کے بغیر ملتقط کے قول کو قابلِ قبول قرار نہ دیں گے۔ اگر لقیط موت کی آغوش میں سو جائے چاہے وہ مال چھوڑے یا نہ چھوڑے پھر کوئی شخص اس لقیط کو اپنا لڑکا قرار دے تو بلا دلیل و ثبوت اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

ذخیرہ کے اندر لکھا ہے کہ کوئی لقیط بچہ کسی شخص مثلاً زید کے پاس ہو اور وہ اس کے بارے میں اپنے سے ثابت النسب ہونے کا مدعی نہ ہو اور ایک عورت مثلاً ہندہ اس کے نسب کی مدعیہ ہو اور اس کے گواہ پیش کردے کہ وہ لقیط اسی کے بطن سے پیدا ہوا ہے لیکن وہ اس کے باپ کا نام ذکر نہ کرے۔ پھر ایک شخص مثلاً عمرو اس کا مدعی ہو کہ یہ بچہ میرے ہمبستر ہونے کی بنا پر پیدا ہوا ہے لیکن وہ اس کی والدہ کا نام بیان نہ کرے تو لقیط عمرو کا لڑکا اس مدعیہ عورت کے بطن سے شمار ہوگا۔ گویا کہ اس شخص کے ہمبستر ہونے کے باعث عورت نے اس بچہ کو جنم دیا ہے۔ اسی طریقہ سے اگر ذکر کیا گیا بچہ اس دعویٰ کرنے والے مرد یا دعویٰ کرنے والی عورت کے پاس ہو اور مسئلہ کی باقی صورت جوں کی توں رہے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اور قبضہ کی بنا پر کوئی ترجیح حاصل نہ ہوگی۔ کوئی لقیط کسی ذمی کے پاس ہو اور ذمی اس کا مدعی ہو کہ میرا لڑکا ہے۔ پھر ایک مسلمان آکے اور مسلمان گواہوں کے ذریعہ اسے اپنا لڑکا ثابت کرے یا ذمی مسلمان گواہ پیش کردے کہ یہ لڑکا اسی کا ہے۔ تو اس صورت میں قبضہ کے باعث ذمی کو مسلمان کے اوپر ترجیح دینے کا حکم ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

اگر حد بلوغ پر پہونچ کر لقیط کسی کے ساتھ موالات (یعنی حلیف اور معاہد بنجائے) کرے تو اس کی دلار کو جائز و درست قرار دیں گے۔ اگر اس سے قبل کسی جنایت و جرم کے باعث بیت المال سے اس کے جرمانہ کی ادائیگی کی گئی ہو تو اس کی ولاء کو جائز قرار نہ دیں گے۔ ملتقط کو لقیط کے اوپر چاہے مذکر ہو یا مؤنث، ہر کسی نوع کے تصرف

مثلاً خرید و فروخت اور عقد نکاح کرانے وغیرہ کا حق واختیار حاصل نہیں ہوتا محض اس کی حفاظت کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ملتقط کو یہ بھی حق نہیں کہ اس کی ختنہ کرائے۔ لہذا اگر وہ اس کی ختنہ کرائے اور اس کے صدمہ وتکلیف سے اس کا انتقال ہو جائے تو ملتقط کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ ملتقط کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جس جگہ پر جی چاہے لقیط کو لیجائے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

ملتقط کے لئے لقیط کو کرایہ کے اوپر دے دینا جائز نہ ہوگا چنانچہ یہ بات کتاب مکرات کے اندر ذکر کی گئی ہے۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (تاتارخانیہ)

اگر لقیط اپنے پاس کچھ مال رکھتا ہو اور قاضی ملتقط کو اس مال میں سے اس لقیط کے اوپر خرچ کرنے کا حکم کر دے اور ملتقط لقیط کے لئے اس سے کھانا اور کپڑا خرید دے تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اگر لقیط خطا کے باعث موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تو اس کی دیت (خون بہا) کا وجوب قتل کرنے والے کی معاون برادری کے اوپر ہوگا۔ اور اس دیت کو بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔ اگر اسے قصداً کوئی موت کے گھاٹ اتار دے اور امام المسلمین قتل کرنے والے سے مال کے عوض صلح کر لے تو جائز ہوگا البتہ امام المسلمین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ قاتل موافقانہ کرلے اور مقتول کا خون معاف کر دے۔ ملتقط لقیط کے اوپر اپنے ذاتی مال کو خرچ کرے۔ لہذا اگر وہ قاضی کے حکم کے بغیر خرچ کرے تو وہ اس سلسلہ میں (محض) احسان کرنے والا شمار ہوگا۔ اور اگر وہ قاضی کے حکم کے باعث خرچ کرے اور قاضی اس طرح حکم دے کہ اس پر اس شرط کے ساتھ مال خرچ کر کہ تیرے خرچ کئے ہوئے مال کا یہ مقروض رہے گا۔ اس کے بعد اگر لقیط کا والد معلوم ہو جائے تو ذکر کئے گئے ملتقط کو اس کے والد سے اپنا خرچ شدہ مال واپس لینے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر ملتقط کو قاضی یہ حکم کرے کہ وہ لقیط پر خرچ کرے اور وہ یہ نہ کہے کہ تیرے خرچ شدہ مال کا یہ مقروض ہوگا تو شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ روایت کے ظاہر کے مطابق اسے واپس لینے کا حق حاصل نہ ہوگا ظاہر الروایت کے اندر اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے (محیط)

لقیط حد بلوغ کو پہونچنے کے بعد کسی عورت کو نکاح میں لائے اس کے بعد وہ اقرار کرے کہ میں فلاں شخص کا غلام ہوں درآنحالیکہ اس کے اوپر اس کی زوجہ کا مہر باقی واجب ہو تو وہ اپنی زوجہ کا مہر باطل کرنے کے اندر سچا شمار نہ ہوگا۔ اور اس کی زوجہ کا مہر اس کے اوپر واجب رہے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کچھ قرضہ کر لے یا کسی شخص سے بیع کر لے یا کسی شخص کی کفالت کرے یا کسی کو بطور ہبہ یا بطور صدقہ حوالہ کر دے یا اپنے غلام کو مکاتب بنا دے اس کے بعد اقرار کرے کہ وہ خود تو فلاں کا غلام ہے تو ان مذکورہ باتوں میں سے کسی کو باطل وکالعدم کرنے کے سلسلہ میں اس کے قول کی تصدیق نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کتاب اللقطہ[۱]

لقطہ وہ مال کہلاتا ہے جو سرِراہ پڑا ہوا مل جائے اور متعین طور پہ اس کے مالک کا علم نہ ہو (کافی)

لقطہ اٹھا لینے کی دو نوعیتیں ہیں۔ ایک صورت میں اٹھا لینے کو فرض قرار دیا ہے وہ یہ کہ اس کے ضائع و تلف ہو جانے کا پورا پورا اندیشہ ہو۔ دوسری نوع یہ کہ اٹھانا فرض نہیں ہے۔ عدم فرضیت اس صورت میں ہے جبکہ اس مال کے تلف ہونے کا کوئی خطرہ نہ ہو۔ مگر اس کے اوپر سب علماء متفق ہیں کہ اس کا اٹھانا جائز درست ہے۔ صرف علماء کے درمیان اس کے متعلق اختلافِ رائے ہے کہ اٹھا لینا افضل ہے یا نہ اٹھانا افضل ہے ہمارے اصحاب (احناف) کے ظاہر مذہب کے مطابق افضل یہ ہے کہ اس کو اٹھا لیا جائے چاہے ذکر کردہ مال دینار و درہم ہوں یا (کوئی اور) سامان یا اونٹ، گھوڑا، خچر، بکرا اور گدھا ہو۔ یہ حکم اس شکل میں ہے جبکہ وہ جنگل کے اندر ملے اور اگر آبادی کے اندر ملے تو چوپایہ کو اپنے حال پر چھوڑ دینا اور اس پر قبضہ نہ کرنا افضل ہو گا۔ لقطہ اٹھانے کی صورت میں اس کو شناخت کرا دینی چاہیئے۔ یعنی اس طریقہ سے کہے کہ میرے پاس اٹھایا ہوا لقطہ ہے یا میرے پاس کسی کی گم شدہ شے ہے۔ لہٰذا جب تم لوگ کوئی شے ڈھونڈتے ہوئے سنو اس کو میرا راستہ بتلا دینا کہ فلاں شخص کے پاس اپنی چیز کے سلسلہ میں چلے جاؤ۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

ملتقط مذکورہ بالا طریقہ پہ لقطہ کی شناخت اور اعلان راستوں اور بازاروں میں اتنے عرصہ تک کرا دے کہ اس کے غالب گمان کے مطابق (یہ طے ہو جائے) کہ اب اس چیز کا مالک اس کی تلاش نہیں کرے گا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (مجمع البحرین)

حل[۲] اور حرم کے لقطہ کا حکم یکساں ہے۔ (خزانۃ المفتین)

اس مذکورہ عرصہ تک اعلان و شناخت کرانے کے بعد یہ حق ملتقط کو حاصل ہو گا کہ خواہ اسے حسبۃ للہ اور بنیت ثواب اپنے پاس محفوظ رکھے اور خواہ اسے مسکینوں کے اوپر صدقہ کر دے۔ اس کے بعد اگر اس چیز کا مالک آ جائے اور وہ ذکر کئے گئے صدقہ کو برقرار و باقی رکھے تو مالک کو ثواب صدقہ حاصل ہو گا۔ اور اس کے باقی و برقرار نہ رکھنے کی صورت

---

[۱] گرا پڑا مال ۔ ھی بالفتح والسکون اسم وضع للمال الملتقط (عینی) وشرعاً ما یوجد ضائعاً ابن کمال وفی الستاتارخانیۃ عن المضمرات مال یوجد ولا یعرف مالکہ ولیس بمباح کمال الحربی وفی المحیط رفع شئ ضائع للحفظ علی الغیر لا للتملیک ۔ ندب رفعہا لصاحبہا ووجب عند خوف ضیاعہا کما مر فان اشہد علیہ وعرف الی ان علم ان صاحبہا لا یطلبہا او انہا تفسد ان بقیت کالاطعمۃ والثمار کانت امانۃ ولو من الحرم او قلیلۃ او کثیرۃ فینتفع بہا لو فقیرا والا تصدق بہا علی فقیر ولو علی اصلہ وفرعہ وعرسہ الا اذا عرف انہا لذمی فانہا توضع فی بیت المال (در مختار کتاب اللقطۃ ص ۳۹۰ ج ۱۳)

[۲] وہ حصہ جو حرم سے خارج ہو۔

ہیں اسے یہ حق حاصل ہے کہ چاہے ملتقط (اگر پڑی چیز پانے والے) سے تاوان وصول کرلے اور خواہ مسکین سے لیلے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مسکین کے پاس سے وہ مال ضائع ہو گیا ہو اور اس کے پاس نہ رہا ہو۔ اگر مالک ملتقط سے اس کا تاوان وصول کرے تو اب ملتقط کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ تاوان کے اندر دیئے ہوئے مال کے بقدر مسکین سے واپس لے۔ اگر وہ مسکین سے تاوان وصول کرے تو اب اسے (مالک کو) یہ تاوان ملتقط سے لینے کا حق نہ رہے گا۔ اگر لقطہ مسکین یا ملتقط کے پاس جوں کا توں موجود ہو دونوں میں سے جس کے پاس مالک کا مال موجود ہو اسی سے وصول کرلے۔ (شرح مجمع البحرین)

جس لقطہ کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کسی ذمی شخص کا تھا تو اسے صدقہ کرنے کے بجائے بیت المال میں جمع کر دینا چاہیئے تاکہ اسے مسلمانوں کی ضروریات میں صرف کرلیا جائے۔ (سراجیہ)

جس شخص کو لقطہ کے طور پر ملے اس کی دو قسمیں ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ لقطہ کے متعلق یہ معلوم ہو کہ اس کا مالک اسے نہیں مانگے گا مثلاً کھجور کی جگہ جگہ بکھری ہوئی گٹھلیاں یا انار کے جگہ جگہ بکھرے ہوئے چھلکے۔ اس طرح کے لقطہ کیلئے حکم یہ ہے کہ ملتقط کو جمع کرنے کے بعد اسے اپنے صرف میں لانا اور اپنی ضرورت پوری کرلینا جائز ہے۔ مگر جمع و اکٹھا کر لینے کی بنا پر اٹھانے والا ان کا مالک نہیں ہوگا۔ شرح کتاب اللقطہ کے اندر شیخ الاسلام خواہرزادہؒ اور شمس الائمہ سرخسیؒ اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔ قدوری نے بھی اپنی شرح کے اندر اسی طریقہ سے بیان فرمایا ہے۔ لقطہ کی دوسری نوع یہ ہے کہ اس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کا مالک اسے مانگے گا مثلاً سونا، چاندی اور اسباب سامان وغیرہ۔ ایسے لقطہ کے متعلق یہ حکم ہے کہ اس کا اٹھا لینا جائز ہے۔ اٹھانے والا اس کی پوری حفاظت کرے اور اعلان و شناخت بھی کراتا رہے حتیٰ کہ وہ شے مالک تک پہونچا دے۔ کھجور کی گٹھلیاں اور انار کے چھلکے اگر یکجا اکٹھی ہوں تو ان کو بھی دوسری نوع میں شمار کیا جائے گا۔ غصب النوازل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک اخروٹ پائے، اس کے بعد اس کو دوسرا اخروٹ ملے اسی طرح اس کو اخروٹ ملتے جائیں حتیٰ کہ ان کی تعداد دس تک پہونچ جائے یعنی ان کی کچھ قیمت ہو جائے۔ اس کے بعد اگر اس کو یہ اخروٹ ایک ہی جگہ پر ملے ہوں تو بالاتفاق ان کا شمار دوسری نوع میں ہوگا۔ اگر اخروٹ مختلف جگہوں میں ملے ہوں تو اس کے اندر مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں، صدر شہیدؒ فرماتے ہیں کہ مختار و راجح قول کے مطابق ان کا شمار دوسری قسم میں ہوگا۔ فتاویٰ اہل سمرقند کے اندر ہے کہ وہ لکڑی جو پانی میں ملے اس کو نکال لینے اور اس سے نفع اٹھانے کے اندر کوئی حرج نہ ہوگا خواہ وہ لکڑی کچھ قیمت رکھتی ہو۔

اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص جاری نہر کے اندر امرود اور سیب پائے تو انہیں نکال کر اپنے استعمال کے اندر لے آنے میں کوئی حرج نہ ہوگا خواہ زیادہ مقدار میں کیوں نہ ہوں اگر گرمی کے دنوں میں درختوں کی جانب سے گزر ہو اور درختوں کے نیچے پھل گرے ہوئے ملیں تو اس مسئلہ کی کئی شکلیں ہیں۔ اگر یہ صورت شہروں میں سے کسی شہر (اور آبادی) میں پیش آئے تو اس کے لئے ان میں سے کچھ کھانا جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے مالک نے اس کی اجازت عطا کر رکھی ہے تو اور بات ہے چاہے اجازت صراحتاً ہو یا بطور عادت دلالتاً ہو۔ اگر چار دیواری والے باغ کے اندر اس طریقہ سے پائے اور پھل اس قسم کے ہوں جو باقی رہنے والے ہوں مثلاً اخروٹ وغیرہ تو اس کو ان میں سے لینا جائز نہ ہوگا۔ جبتک یہ پتہ نہ چلے کہ اس کے مالک نے اجازت دے رکھی ہے۔ بعض مشائخ (فقہاء) کے نزدیک تاوقتیکہ صراحتاً یا دلالتاً ممانعت کا علم نہ ہو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ اسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے۔

اگر رستا تیق میں جسے بزبان فارسی بیراستہ کہا جاتا ہے یہ صورت پیش آئے اور یہ پھل ایسے ہوں جو ٹھہرنے اور باقی رہنے والے ہوں تو تاوقتیکہ مالک کی طرف سے اجازت کا علم نہ ہوئے لینا جائز نہ ہو گا۔

اگر یہ پھل ٹھہرنے والے نہ ہوں تو بالاتفاق ان کو لے لینا اور استعمال کر لینا جائز ہو گا تاوقتیکہ استعمال کرنے اور لے لینے کی ممانعت کا علم نہ ہو۔ یہ ساری تفصیل جو ہم نے بیان کی ہے اس صورت میں ہے کہ پھلوں کو درخت کے نیچے گرے ہوئے پائے۔ اگر وہ درختوں کے اوپر لگے ہوئے پائے تو افضل و بہتر اس صورت میں یہ ہے کہ خواہ کسی مقام پر ہوں مالک کی اجازت کے بغیر نہ لے۔ البتہ اگر یہ جگہ اس قسم کی ہو کہ وہاں ان پھلوں کی پیداوار بکثرت ہوتی ہو اور کسی کا یہ پھل لے لینا ان کے مالکوں کے اوپر گراں گزرتا ہوں تو ایسی شکل میں اس کے لئے کھالینا جائز ہو گا۔ لیکن باندھ کر ساتھ لانا جائز نہ ہو گا۔ (محیط)

اگر لقطہ ایسی شے ہو کہ ایک دو روز گزرنے کے باعث خراب ہونے کا (پورا) اندیشہ ہو مثلاً انار کے دانہ وغیرہ۔ اس صورت میں اگر وہ تھوڑی تقدار میں ہوں تو چاہیے حاصل کرنے والا مفلس ہو یا مالدار انہیں اسی وقت کھا جائے۔ اگر مقدار زیادہ ہو تو باجازت قاضی انہیں بیچ کر ان کی قیمت اپنے پاس رکھ لے۔ اگر لقطہ اس قسم کا ہو کہ اس کے لئے نفقہ و خرچہ کی حاجت ہو۔ اس صورت میں اگر یہ ممکن ہو کہ اس کو اجارہ کے اوپر دیدیا جائے تو بحکم قاضی اسے اجارہ کے اوپر دے کر اس کا نفقہ اس کی اجرت سے ادا کیا جائے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر لقطہ کوئی کارآمد شے نہ ہو یا اٹھانے والے کو کوئی اسے کرایہ کے اوپر لینے والا نہ ملے اور قاضی کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر ضمان کے طور پر اسے نفقہ دیا جائے تو جتنی قیمت کی وہ شے ہے اسی کے بقدر اس کا نفقہ ہو جائے گا تو اس صورت میں وہ شے بیچ دے اور ملتقط کو اس کی قیمت بحفاظت رکھنے کا حکم کرے۔ (فتح القدیر)

اس کے بعد جس وقت اس کا مالک آجائے اور طلب کرے درآنحالیکہ وہ قاضی کے حکم کے باعث اسے نفقہ دے رہا ہو تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ اپنا سارا نفقہ وصول کرنے تک وہ اسے مالک کے حوالہ نہ کرے۔ (تبیین)

ملتقط جتنا نفقہ لقطہ کو بلا حکم قاضی دے تو وہ اس کے اندر (محض) احسان کرنے والا شمار ہو گا۔ (کافی)

قاضی کے حکم سے دینے کی صورت میں اس شے کے اوپر قرض ہو گا (جسے مالک شے ادا کرے گا) قاضی کے حکم کی شکل یہ ہے وہ ملتقط سے کہے کہ تو اسے واپس لینے کی شرط کے ساتھ نفقہ عطا کر۔ اگر یہ نہ کہے کہ اس شرط کے ساتھ کہ تو واپس لے، تو یہ نفقہ اس کے اوپر قرض نہیں ہو گا۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (البحرالرائق)

قاضی اسے نفقہ عطا کرنے کا حکم نہ دے تاوقتیکہ وہ اس کے لقطہ ہونے کے گواہ پیش نہ کر دے۔ اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اگر ملتقط کو گواہ نہ ملیں تو قاضی اسے اس طرح حکم کرے کہ ثقہ و معتمد لوگوں کے گروہ کے سامنے کہے کہ یہ ملتقط اسے لقطہ قرار دے رہا ہے لیکن مجھے اس کے سچا یا جھوٹا ہونے کا علم نہیں اور وہ مجھ سے یہ درخواست کر رہا ہے کہ میں اس کو ضمان کے طور پر نفقہ دینے کا حکم دوں۔ لہٰذا تم لوگ شاہد رہو کہ میں اسے اس شرط کے ساتھ نفقہ عطا کرنے کا حکم کرتا ہوں کہ یہ بات بعینہٖ اس کے کہنے کے مطابق ہو۔ ملتقط کو دو تین دن نفقہ عطا کرنے کا حکم کرے گا یا جتنے دن تک کے لئے اس کا دل کہے کہ اس کا مالک حاضر ہو گا تو وہ اتنے دنوں میں ظاہر ہو جائے گا۔ (تبیین)

لے شاہراہیں

اس کے بعد اگر اتنے دن کے اندر مالک ظاہر نہ ہوا ہو تو قاضی اس کے بیچ دینے کا حکم کرے گا۔ اور ملتقط نے دو تین دن (یا) جتنے دن تک اسے نفقہ عطا کیا ہو اسی قیمت سے ادا کرے گا۔ (فتح القدیر)

اگر خود قاضی یا حکم قاضی کے باعث ملتقط لقطہ کو بیچ دے۔ اس کے بعد لقطہ کا مالک حاضر ہو تو اسے اسکی قیمت ہی ملے گی۔ اگر ملتقط بلا حکم قاضی اس کو بیچ ڈالے پھر اس کا مالک حاضر ہوا اور وہ ابھی خریدنے والے کے پاس موجود ہے تو اس کے آقا کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ اجازت بیع عطا کر کے قیمت لیلے اور خواہ بیع کو باطل قرار دے کر اپنی شے واپس لیلے۔ اگر وہ خریدنے والے کے پاس ضائع ہو جائے تو مالک کو حق حاصل ہے خواہ بیچنے والے سے ضمان لیلے اس شکل میں فروخت کرنے والے کی طرف مذکورہ بیع کا نفاذ ہو جائے گا۔ ظاہر روایت کے مطابق یہی حکم ہو گا۔ عامۂ مشائخ (بیشتر فقہاء) اسی کو اختیار فرماتے ہیں۔ (محیط)

مگر فروخت کرنے والے یعنی ملتقط کے اوپر واجب ہو گا کہ تاوان کا مال یعنی اس کی قیمت سے جتنا حصہ قیمت سے زیادہ اسے ملے اسے صدقہ کر دے۔ (فتح القدیر)

خواہ اس کا مالک اس کے خریدار سے اپنی شے کی قیمت بطور تاوان لیلے، اس کے بعد خریدنے والا اپنی قیمت بیچنے والے سے واپس لیلے گا۔ (محیط)

کوئی شخص اونٹ یا ایک بکری پکڑلے اور قاضی اسے نفقہ دینے کا حکم دے۔ اس کے بعد یہ چوپایہ مرجائے اس کے بعد اس چوپایہ کا مالک ملے تو اس صورت میں ملتقط کو یہ حق حاصل ہو گا کہ جتنا اس نے نفقہ دیا ہو وہ مالک سے وصول کر لے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

لقطہ کے اعلان و شناخت کرانے کے بعد جب لقطہ کو صدقہ کر دینے کا وقت آئے تو ملتقط اگر خود ہی مفلس و ضرورت مند ہو تو اسے اپنی ذات کے اوپر خرچ کر دینا جائز ہو گا۔ (محیط)

ملتقط اگر مالدار ہو تو اسے اپنے اوپر صرف نہ کرنا چاہیئے بلکہ کسی مفلس اجنبی یا اپنے ماں باپ یا لڑکے یا بیوی کو بطور صدقہ عطا کر دے (کافی) مدت اعلان و تشہیر گزرنے کے بعد مالدار ملتقط کو بھی اپنی ذات کے اوپر لقطہ کا اجازت امام المسلمین بطور قرض صرف کر لینا درست و جائز ہو گا۔ (غایۃ البیان)

اگر کسی شخص کو لقطہ اسباب وغیرہ کی شکل میں ملے اور اعلان و شناخت کرانے کے باوجود اس کا مالک نہ ملے اور اسے خود اس سے نفع اٹھانے کی ضرورت ہو تو وہ اسے بیچ کر اس کی قیمت اپنے اوپر صرف کر لے۔ اس کے بعد اسے کچھ مال میسر ہو تو اس کے لئے صرف شدہ مال کے بقدر فقیروں و ضرورت مندوں پر صرف کرنا لازم نہ ہو گا۔ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (ظہیریہ)

لقطہ امانت کے حکم میں ہے جبکہ ملتقط اس کے اوپر شاہد بنا لے کہ میرے لینے کا مقصد یہ ہے کہ میں اسکو بحفاظت اس کے مالک کے پاس پہونچا دوں۔ لہذا اگر مال لقطہ ضائع ہو جائے اور اس ضائع ہونے میں اس کے فعل کو دخل نہ ہو تو اس کے اوپر ضمان لازم نہیں آئے گا۔ اسی طریقہ سے اگر مال کا مالک اس کے اس قول، میں نے اسے مالک کو لوٹانے کی خاطر لیا تھا، کی تصدیق کر دے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر وہ اعتراف کرے کہ میں نے اس کو اپنے لئے لیا تھا تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک مال کے ضائع ہونے پر اس کا ضمان لازم آئے گا اگر ملتقط مال لینے کے اوپر شاہد نہ بنائے پھر وہ دعویٰ کرے کہ میں نے یہ مال مالک کو لوٹانے کی خاطر لیا تھا اور مالک اس کے قول کو غلط قرار دے تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ضائع ہونے کی صورت میں اسکا

ضمان لازم آئے گا۔ (فتح القدیر)

اگر وہ اس بنا پر گواہ نہ بنا سکا ہو کہ اسے مال اٹھانے کے وقت کوئی گواہ نہ مل سکا تھا یا اسے یہ خطرہ ہو کہ شاہد بنانے کی صورت میں کوئی ظالم شخص اس سے چھین لیگا۔ لہٰذا اس نے گواہ نہ بنائے تو اس صورت میں بھی اس کے اوپر ضمان لازم آئے گا۔ اگر وہ گواہ میسر ہونے کے باوجود گواہ نہ بنائے حتیٰ کہ اس جگہ سے آگے بڑھ جاتے اور پھر وہ چیز ضائع ہو جائے تو اٹھانے والا ضامن قرار دیا جائے گا کیونکہ اس نے قادر ہونے کے باوجود گواہ بنانے سے گریز کیا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر اٹھانے والا لقطہ اٹھانے کے شاہد بنالے یا کھویا ہوا جانور پانے کے گواہ بنالے۔ یا کہے کہ میرے پاس لقطہ موجود ہے۔ لہٰذا جسے تم لقطہ کی تلاش میں دیکھو اسے میرا پتہ بتا دینا۔ اس کے بعد جس وقت مالک لقطہ اس کے پاس آئے تو وہ کہہ دے کہ مال ضائع ہو گیا تو اس کے قول کی تصدیق کرنے کا حکم ہو گا۔ اور اس کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہو گا۔ اگر اسے دو یا تین لقطے ملیں اور شناخت کرانے کے سلسلہ میں محض اتنا کہے کہ جسے لقطہ کی تلاش میں دیکھو اسے میرا پتہ بتا دینا تو اس کو سارے لقطوں کا شناخت کرانا و اعلان کرانا شمار کریں گے۔ اگر سارے لقطے اس کے پاس سے ضائع ہو جائیں تو اس کے اوپر کسی کا ضمان لازم نہ آئے گا۔ فتاویٰ اہل سمرقند کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اگر لقطہ کسی جنگل یا راہ میں ملے اور اٹھاتے وقت کوئی ایسا نہ ملے جسے گواہ بنا سکے تو فرمایا کہ جس وقت کوئی ایسا شخص ملے جسے گواہ بنایا جا سکے تو اسے گواہ بنالے۔ پس اس طرح گواہ بنالینے کی صورت میں اس کے اوپر ضمان لازم نہ ہو گا۔ (محیط)

ملتقط کے اوپر محض اس صورت میں ضمان لازم ہو گا جبکہ بے توجہی سے اور بیجا اسے ضائع کر دے یا مالک کے درخواست کرنے پر حوالہ نہ کرے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے لقطہ ملا تھا مگر وہ میرے پاس سے ضائع ہو گیا در آنحالیکہ میرے اٹھانے کا مقصد یہ تھا کہ اسے اس کے مالک کے حوالہ کر دوں اور میں نے اس کے اوپر گواہ بھی بنالئے تھے۔ اور اس کا مالک کہتا ہو کہ وہ لقطہ نہیں تھا میں نے اسے اس جگہ خود رکھا اور ارادہ یہ تھا کہ واپسی میں لے لوں گا اس صورت میں اگر لقطہ اسی جگہ سے ملا ہو کہ اس کے آس پاس کوئی نہ ہو یا سر راہ ملا ہو تو بحلف ملتقط کا قول قابل قبول ہو گا۔ اور اگر یہ پتہ نہ چلے کہ اصل معاملہ کیا ہے تو اس ملتقط پر ضمان لازم آئے گا۔ اگر ملتقط کہے کہ یہ مجھ کو سر راہ ملا تھا اور مالک کہتا ہو کہ تو نے اس کو میرے مکان سے لیا ہے تو اس صورت میں ملتقط پر ضمان لازم آئے گا۔ (خزانۃ المفتین)

اگر وہ لقطہ کسی قوم کے گھر یا خالی مکان یا ان کی دہلیز میں پائے اور مالک یہ کہتا ہو کہ میں نے اسے اس لئے وہاں رکھا تھا کہ لوٹتے ہوئے لیلوں گا تو اٹھانے والے پر ضمان لازم آئے گا۔ اصل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر مالک یہ کہے کہ تو نے اسے مجھ سے چھین کر لے لیا ہے اور ملتقط یہ کہتا ہو کہ وہ تو لقطہ تھا اور میں نے اسے تیری خاطر لیا ہے تو ملتقط پر ضمان لازم آئے گا۔ اور اس کے اندر کسی قسم کی تفصیل نہیں کی گئی ہے۔ اگر کوئی مسلمان اپنے قبضہ میں لقطہ رکھتا ہو اور کوئی شخص اس کے بارے میں دعویٰ کر کے گواہوں سے اس کا اپنا ہونا ثابت کر دے اور ملتقط اس کا اقرار کرے یا نہ کرے مگر یہ کہے کہ میں یہ تیرے حوالہ قاضی کے سامنے کروں گا تو اس کو اس کا حق حاصل ہو گا۔ اگر اسی حالت میں وہ اس کے پاس سے ضائع ہو جائے تو اس کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہو گا۔ اگر کوئی مسلمان اپنے پاس کوئی لقطہ رکھتا ہو اور کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے اور اس کے اوپر دو گواہ قائم کر دے تو اس طرح کی گواہی قبول نہ کرنے کا حکم ہو گا۔ اگر کوئی کافر لقطہ اپنے پاس رکھتا ہو اور مسئلہ کی باقی صورت جوں کی توں رہے تب بھی از روئے قیاس یہی حکم برقرار رہے گا اور استحساناً یہ گواہی قابل قبول ہو گی۔ اگر لقطہ پر مسلمان اور کافر دونوں

قابض ہوں تو دونوں کافروں کی شہادت قیاس کی رو سے ان دونوں میں سے کسی کے لئے درست نہ ہوگی اور استحساناً کافر کے لئے درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور جو کچھ کافر کے قبضہ میں ہو وہ مدعی کے حوالہ کر دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

اگر زید عمرو کے لئے لقطہ کا اقرار کرے، اس کے بعد خالد گواہوں سے اس کا اپنا ہونا ثابت کرے تو یہ لقطہ خالد کے حوالہ کرنے کا حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر کوئی شخص لقطہ کا مدعی ہو اور اس کی علامتیں درست طریقہ سے بیان کر دے تو اس صورت میں ملتقط کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ اس کے حوالہ کرکے اس سے کوئی ضامن لیلے اور خواہ اس سے گواہ مانگے۔ (سراجیہ)

اگر علامتیں ذکر کرنے کے باعث ملتقط اسے عطا کر دے اس کے بعد دوسرا شخص آکر گواہوں سے اپنا مال ہونا ثابت کرے۔ اس صورت میں اگر وہ لقطہ پہلے شخص کے پاس جوں کا توں موجود ہو تو مدعی یعنی گواہوں سے ثابت کرنے والا جو کہ اس لقطہ کا مالک ہے وہ پہلے شخص سے وصول کر لے گا بشرطیکہ اسے قدرت حاصل ہو اور کسی شخص پر ضمان لازم نہ ہوگا۔ اگر وہ لقطہ پہلے شخص کے پاس سے ضائع ہو جائے یا مالک اس سے وصول کرنے پر قادر نہ ہو تو اس شکل میں مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ ملتقط سے تاوان وصول کر لے یا اس سے ضمان وصول کر لے۔ کتاب کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر ملتقط قاضی کے حکم سے پہلے شخص کو دیدے تو اس کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ اور بلا حکم قاضی دینے کی صورت میں اس کے اوپر ضمان کا وجوب ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر ملتقط کسی کے لئے اقرارِ لقطہ کرے اور پھر بلا حکم قاضی اسے عطا کر دے۔ اس کے بعد دوسرا شخص گواہوں کے ذریعہ اس کا اپنا ہونا ثابت کرے تو اسکو یہ حق حاصل ہوگا کہ دونوں میں جس سے مرضی ہو تاوان وصول کر لے۔ اور اگر بلا حکم قاضی دے تو ایک روایت کی رو سے ضمان لازم نہ ہوگا۔ بعض کے نزدیک امام ابو یوسفؒ کا یہ قول ہے۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (سراجیہ)

کوئی شخص شناخت کرانے کی خاطر لقطہ اٹھائے۔ اس کے بعد جس جگہ سے اٹھایا ہو اسی جگہ ڈال دے تو کتاب کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ضمان سے بری الذمہ قرار دیا جائے گا۔ اس کے اندر یہ تفصیل نہیں ہے کہ وہ اس جگہ سے اٹھا کر دوسرے مقام پر لیجائے اور اس کے بعد اسی جگہ لاکر ڈال دے۔ یا پہلے اٹھائے اور پھر بلا اس جگہ سے کہیں لیجائے اسی جگہ ڈال دے۔ فقیہ ابو جعفرؒ کے نزدیک اسی شکل میں ضمان سے بری الذمہ شمار ہوگا کہ اس جگہ سے کہیں لیجائے بغیر اسی مقام پر ڈال دے۔ اگر اس کو اس کی جگہ سے اٹھانے کے بعد پھر اسی جگہ لاکر ڈال دے تو تلف ہونے پر ضمان لازم ہوگا۔ حاکم شہیدؒ بھی مختصرؒ کے اندر اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ یہ حکم اس شکل میں ہے جبکہ وہ شناخت کرانے کی خاطر اٹھائے اور مالک کو حوالہ کرنے کا ارادہ ہو۔ اور اگر اپنے کھانے و استعمال کے قصد سے اٹھائے تو تاوقتیکہ مالک ہی اس کو نہ دے وہ ضمان سے بری الذمہ نہیں ہوگا۔ اس کی نوعیت یہ ہے کہ جیسے لقطہ کوئی گھوڑا ہو کہ اس کے اوپر سواری کی ہو۔ اس کے بعد گھوڑے پر سے اتر کر اسے وہیں چھوڑ دیا ہو تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق ضمان کا وجوب ہوگا۔ اسی طریقہ سے لقطہ کپڑا ہو اور وہ اسے پہننے کے بعد اتار کر جس جگہ سے اٹھایا ہو اسی جگہ رکھ دے تب بھی اسی طرح کا اختلاف رائے ہوگا۔ یہ حکم کپڑے کو موافق عادت پہننے کی شکل میں ہے۔ اور اگر اس طریقہ سے پہنے مثلاً قمیص ہو اور اسے اپنے کاندھے کے اوپر ڈال لے اس کے بعد اس کو جہاں سے اٹھایا ہو اسی جگہ رکھ دے تو ضمان لازم نہ آئے گا۔

اسی طریقہ سے اگر انگوٹھی مہر ہو کہ اسے چاہیے داہنی یا بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہن لے اس کے بعد اتار کر اسی جگہ ڈال دے تو اس صورت میں اسی قسم کا اختلافِ رائے ہے اگر سب سے چھوٹی انگلی کے علاوہ کسی دوسری انگلی میں پہن کر اتارے اور اسی جگہ ڈال دے تو متفقہ طور پر اس کا ضمان لازم نہ آئے گا۔ اگر کوئی شخص اپنی مہر کی انگوٹھی کے اوپر یہ مہر والی انگوٹھی سب سے چھوٹی انگلی میں پہن لے۔ لہٰذا اگر یہ آدمی دو انگوٹھیوں سے مہر لگانے میں معروف و مشہور ہو تب بھی مذکورہ بالا اختلافِ رائے ہے اور اگر اس قسم کی بات نہ ہو یعنی وہ اس جگہ سے ہٹے بغیر اسی جگہ اتار کر ڈال دے تو اس صورت میں متفقہ طور پر اس کا ضمان واجب نہ ہو گا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص مع پرتلہ کے گردن میں تلوار لٹکا لے جس طرح کہ جسم پر تلوار لگانے کا طریقہ ہے، اس کے بعد اتار کر اسی جگہ ڈال دے تو اس شکل میں مذکورہ بالا اختلاف ہو گا۔ اسی طریقہ سے اگر اس نے ایک تلوار لگا رکھی ہو، اس کے بعد وہ یہ دوسری تلوار بھی جس طرح لگانے کا دستور ہے اپنے بدن پر لگا لے تو اسے بھی تلوار کا استعمال کرنا قرار دیں گے اس صورت میں بھی اوپر کا سا اختلاف ہو گا۔ اگر اس نے دو تلواریں ڈال رکھی ہوں، اس کے بعد اس نے یہ تیسری لقطہ کی تلوار بھی بدن پر لگا لی اور سجا لی ہو، اس کے بعد اتار کر اسی جگہ ڈال دی ہو تو متفقہ طور پر اس کے اوپر ضمان لازم نہ آئے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر مقبرہ کے اندر جلانے کی خاطر لکڑیاں پڑی ہوں تو آدمی کے لئے وہاں سے اٹھا کر لے آنا جائز ہے۔ یہ ان لکڑیوں کے سوکھی ہونے کی صورت میں ہے اور گیلی ہونے کی شکل میں باعثِ کراہت ہے۔ جس زمانہ میں ریشم کے کیڑے سے قزِ[1] (ریشم) تیار کیا جاتا ہو اگر اس زمانہ میں راستہ میں شہتوت کے پتے پڑے ہوئے ہوں تو انہیں لینا جائز نہ ہو گا اور لینے کی صورت میں ضمان لازم آئے گا۔ کیونکہ یہ ایسی شے ہے کہ جس سے نفع اٹھایا جاتا ہے۔

اگر اس طرح کے درخت کے پتے راستے میں گرے پڑے ہوں یعنی ان پتوں سے کوئی نفع نہ اٹھایا جاتا ہو (بلکہ وہ بیکار ہوں) تو انہیں اٹھا لینا درست ہو گا۔ کوئی شخص اپنی مری ہوئی بکری راستہ میں ڈال دے۔ اس کے بعد کوئی شخص آ کر اس کی پشم (صوف) نوچ لے تو اسے اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہو گا۔ لیکن اگر پھر بکری کا مالک آ جائے تو اسے اپنی بکری کے اس صوف کو اس سے لینے کا حق حاصل ہو گا۔

اگر وہ اس مری ہوئی بکری کی کھال کھینچ کر دباغت دیدے۔ پھر بکری کا مالک آئے تو اسے اس سے کھال لینے کا حق ہو گا اور دباغت کے اندر جو کچھ خرچ ہوا ہو وہ دیدے گا۔ (خزانۃ المفتیین)

خربوزہ کی بیل اگر اجڑ چکی ہو اور اس میں کچھ خربوزے لگے رہ گئے ہوں اور وہ خربوزے لوگوں نے لے لئے ہوں تو فقیہ ابوبکرؒ فرماتے ہیں کہ اگر خربوزوں کے مالکوں نے انہیں (خود چھوڑ دیا ہو (اور کہہ دیا ہو کہ) جو لینا چاہے لیلے تو اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہو گا۔ (تاتار خانیہ)

کوئی شخص نشہ کے اندر ایسا مدہوش ہو کہ عقل ہی جاتی رہے اور وہ راستہ میں نیند کی آغوش میں پہونچ جائے۔ پھر اس کا کپڑا راستہ میں گر پڑے اور کوئی شخص آ کر اس کپڑے کو بغرض حفاظت اٹھا لے تو کیونکہ اس کپڑے کا حکم لقطہ کا ہو گیا اس لئے اٹھانے والے کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہو گا۔ اور اگر کوئی شخص کسی کے سر کے نیچے سے کپڑا نکال لے یا ہاتھ سے انگوٹھی اتار لے یا کمر سے ہمیانی کھول لے یا دراہم آستین سے نکال لے درآنحالیکہ لینے والے کا خیال یہ تھا کہ وہ چیز اس طرح ضائع ہو جاتے گی لہٰذا وہ اس خیال کے مطابق بغرض حفاظت لیلے تو لینے والے پر

---

[1] ریشم

ضمان کا وجوب ہو گا۔ اگر چکی گھر کے اندر چکی سے اڑنے والا آٹا اکٹھا ہو جائے تو بعض کے نزدیک اس اڑنے والے آٹا کا
مالک چکی گھر والا ہو گا اور بعض کے نزدیک اسے اپنے لئے لینے کا حق نہ ہو گا بلکہ اس کا مالک وہی ہو گا جو سبقت کر کے
اس اڑے ہوئے آٹے کو مختلف حصوں سے جمع کر لے۔ تیل فروشوں کے پیمائش کے برتن سے قطرہ قطرہ ٹپک کر
اکٹھے ہونے والے تیل کی دو شکلیں ہیں۔ ایک شکل تو یہ ہے کہ پیمائش کے برتن کے بالائی حصہ سے (لبریز ہونے کی وجہ
سے) ٹپک کر اکٹھا ہوا ہو تو کیونکہ یہ تیل معاملہ بیع سے خارج تھا اس لئے یہ تیل فروش کا ہو گا۔ دوسری صورت یہ ہے
کہ پیمائش کے برتن کے اندرونی حصہ یا اندرونی اور بیرونی دونوں حصوں سے ٹپک کر اکٹھا ہوا ہو تو اس کا حکم یہ ہے
کہ اگر تیل فروش ہر خریدار کو مقررہ مقدار سے کچھ زیادہ دیا کرتا ہو تو اس ٹپک کر جمع ...... کا مالک تیل
فروش ہو گا۔ اگر وہ بڑھا کر نہ دیتا ہو تو یہ جمع شدہ تیل اس تیل فروش کو لینا حلال نہیں ہو گا بلکہ اس سے کسی قسم کا نفع
اٹھائے بغیر اسے صدقہ کر دینا چاہیئے۔ البتہ اگر (سخت) ضرورت ہو تو اور بات ہے۔ کوئی گروہ جنگل کے راستہ
میں کسی اونٹ کو ذبح شدہ پائے۔ اس صورت میں اگر اس گروہ کو یہ گمان ہو کہ اونٹ کے مالک نے اسے لوگوں کیلئے
جائز و حلال کر دیا ہے تو اس کے اندر کچھ حرج نہ ہو گا کہ وہ اس میں سے لے لیں اور کھائیں۔

کوئی شخص اپنا اونٹ ذبح کرے اور پھر لوگوں کو اجازت دے کہ اس کو لوٹ لیں تو اسے جائز قرار دینے کا حکم
ہو گا۔ کوئی شخص شکر لٹائے اور وہ شکر دوسرے شخص کی گود میں گر جائے اور اس کی گود میں سے ایک شخص لیلے تو دوسرے
کو لینی جائز ہو گی بشرطیکہ اس شخص نے اپنی گود شکر کے آگرنے کی خاطر نہ پھیلائی ہو۔ اگر وہ اپنی گود شکر کے آنے کی غرض
سے پھیلائے تو اس صورت میں دوسرا شخص اس کی گود میں سے لینے پر اس کا مالک شمار نہ ہو گا۔ کوئی شخص دوسرے
شخص کو شادی وغیرہ میں لٹانے کی خاطر دراہم دے اور وہ شخص لٹائے تو اس صورت میں لٹانے والے کو خود لوٹنا
جائز نہ ہو گا۔ اگر حکم یہ کیا گیا شخص وہ دراہم دوسرے کو لٹانے کی خاطر دیدے تو دوسرے حکم کئے گئے شخص کے لئے
نہ یہ جائز ہو گا کہ وہ تیسرے شخص کو لٹانے کے لئے دیدے اور نہ یہ جائز ہو گا کہ وہ دراہم اپنے لئے رکھ لے۔ اگر شکر
ہو تو اس کے اندر حکم کئے گئے شخص کے لئے جائز ہے کہ لٹانے کی خاطر دوسرے شخص کے حوالہ کر دے اور اپنے لئے بھی
اسے رکھ لینا جائز ہے جب دوسرا حکم کیا گیا شخص اسے لٹائے تو پہلے حکم کردہ شخص کو خود لوٹنا جائز ہو گا۔
(فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص چھت کے اوپر ایک طشت رکھے اور اس کے اندر بارش کا پانی اکٹھا ہو جائے اور دوسرا شخص
آ کر یہ پانی نکال لے۔ اس کے بعد دونوں میں باہم نزاع ہو۔ پس اگر طشت کے مالک نے یہ طشت پانی جمع کرنے
کی خاطر ہی رکھا تھا تو پانی محفوظ کرنے کی بنا پر وہی اس کا مالک ہو گا اور اگر طشت رکھنے کا مقصد پانی اکٹھا کرنا
نہیں تھا تو اس صورت میں پانی کا مالک پانی لینے والا ہو گا۔ کیونکہ غیر محفوظ ہونے کے باعث یہ پانی دوسرے کیلئے
حلال تھا۔ زید و عمرو دونوں کا الگ الگ برف خانہ ہو۔ اور زید عمرو کے برف خانہ سے برف حاصل کر کے اپنے
برف خانہ میں رکھ دے۔ اس صورت میں اگر عمرو نے اس جگہ کو برف اکٹھا کرنے کی خاطر بنایا ہو در آنحالیکہ اس
جگہ میں برف اکٹھا کرنے کی ضرورت نہ ہو تو عمرو کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ زید کے برف خانہ سے اس برف
کو واپس لے لے بشرطیکہ اس نے یہ برف دوسرے میں ملایا ہو یا اس برف کی جتنی قیمت اس کو ملانے کے دن
ہو اتنی قیمت لیلے۔ اور اگر عمرو یہ جگہ برف اکٹھا کرنے کی خاطر نہ بنائے بلکہ یہ جگہ ایسی ہو کہ اس کے اندر
برف از خود اکٹھا ہو جاتا ہو اور زید عمرو کے برف خانہ سے نہیں بلکہ اس جگہ سے برف لیلے تو اس برف کو زید کا

قرار دیں گے۔ اور اگر زید عمرو کے برف خانہ سے لے تو اسے غصب کرنے والے قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا زید عمرو کو جس کا تولا اس کا برف لوٹا دے گا مگر شرط یہ ہے کہ زید نے اسے دوسرے برف میں ملایا نہ ہو اور دوسرے برف میں ملا دینے کی شکل میں اس کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ (فتاویٰ کبریٰ)

زید کسی گروہ کی زمینوں میں پہونچ کر وہاں سے کانٹے اور گوبر جمع کرے تو اس کے اندر کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کسی کی زمین میں بالیاں چننے یا گھاس کاٹنے کی خاطر پہونچے اور زمین کا مالک اسے چھوڑ جائے اور اس کا چھوڑ دینا جائز و مباح کرنے کے مانند ہو جاتے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ بعض کے نزدیک اگر زمین یتیموں کی ہو درآنحالیکہ اگر اسے اس کام کی خاطر اجیر رکھا جاتا تو اجرت کی ادائیگی کے بعد یتیموں کے لئے کچھ بچ جاتا اور یہ بات بالکل عیاں ہو تو اس صورت میں ان بالیوں کو اس طریقہ سے چھوڑ دینا (اور نفع نہ اٹھانا) جائز نہیں ہوگا۔ اور اگر اجرت کی ادائیگی کے بعد اس میں سے کچھ بھی بچ نہ سکتا ہو یا بہت ہی تھوڑی مقدار میں بچتا ہو کہ اس کی جانب توجہ بھی نہیں کیجا یا کرتی تو اس کے چھوڑ دینے کے اندر کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اور نہ اس کے اندر کوئی حرج ہوگا کہ کوئی شخص انہیں چُن لے۔

زمین کا کوئی ٹکڑا (پلاٹ) ایسا پڑا ہوا ہو کہ نہ اس کے اندر کھیتی ہو رہی ہو اور نہ کوئی عمارت ہو اور اس کے اندر گلی کے لوگ گوبر، مٹی اور راکھ وغیرہ ڈالا کرتے ہوں اور اس وجہ سے وہاں ان کا ڈھیر لگ جاتے۔ اس صورت میں اگر گلی کے لوگ گوبر وغیرہ بیکار سمجھ کر پھینک دیتے ہوں اور زمین کے مالک نے یہ زمین اسی کھاد کی خاطر چھوڑ رکھی ہو تو اس کھاد کا مالک زمین والا ہوگا۔ اور اگر زمین کے مالک نے یہ زمین کھاد کی خاطر نہ چھوڑ رکھی ہو تو جو شخص اٹھانے میں سبقت کرے گا وہی کھاد کا مالک ہو جائے گا۔ کوئی جنگلی کبوتر کسی شخص کے گھر میں رہنے لگے۔ اور وہ وہاں پر بچے دیدے اور پھر دوسرا شخص آکر ان بچوں کو لیلے۔ اس صورت میں اگر گھر کے مالک نے دروازہ کو بند کر دیا ہو اور جس سوراخ میں وہ کبوتر رہتے ہوں پوشیدہ کر رکھا ہو تو ان بچوں کا مالک گھر والا ہوگا۔ اور اگر گھر والے نے اس طرح حفاظت نہ کر رکھی ہو تو وہ بچے لینے والے کے ہوں گے۔ اگر کوئی شخص اپنے پاس کبوتر رکھتا ہو اور ان کبوتروں میں ایک کبوتر اور شامل ہو جائے اور وہ بچے دے تو جس کی کبوتری (کبوتر کی مادہ) ہوگی یہ بچے اسی کے ہوں گے۔ کبوتر اگر لوگوں کو نقصان پہونچاتے ہوں تو ان کا رکھنا اور پالنا باعث کراہت ہے۔ جو شخص آبادی کے اندر کبوتروں کے خانے بنا کر انکو پالے تو اس کے لئے انہیں دانہ دینا ان کی حفاظت کرنا اور بھوکا نہ رکھنا ضروری ہے۔ بغیر دانے کے ہرگز نہ چھوڑے تاکہ وہ لوگوں کو نقصان نہ پہونچا سکیں۔ اگر ان کبوتروں کے اندر کسی اور شخص کے پلے ہوئے کبوتر شامل ہو جائیں تو وہ ان کبوتروں کو نہ پکڑے اور پکڑ لینے کی صورت میں ان کے مالک کی جستجو کرے۔ اگر وہ انہیں نہ پکڑے مگر یہ کبوتر اس کے یہاں رہتے ہوئے بچے دیں اس صورت میں اگر کبوتری دوسرے شخص کی ہو تو یہ بچے بھی دوسرے کے ہوں گے لہٰذا ان کے ساتھ تعرض نہ کرے اور ان پر قابض نہ ہو۔ اگر کبوتری کا مالک یہ ہو اور کبوتر دوسرے شخص کا ہو تو کیونکہ انڈے اور بچے کبوتری والے کے ہوا کرتے ہیں اس لئے یہ اسی کے قرار دیئے جائیں گے۔ اگر اس کو اپنے کبوتروں میں کسی غیر کے کبوتر شامل ہو جانے کی خبر نہ ہو تو اس صورت میں وہ گناہ گار نہ ہوگا۔ (خزانۃ المفتین)

جو شخص باز یا جرہ[1] وغیرہ کی طرح کوئی پرند شہر یا شہر کے آس پاس کے علاقہ میں پکڑے اور اس کے پیروں

[1] ایک نوع کا شکاری جانور

میں گھنگرو یا چھلّے وغیرہ ہوں اور اس کے پالتو ہونے کی شناخت ہوتی ہو تو اس کی شناخت کرا دینی چاہیئے تاکہ وہ اس کے مالک کو لوٹا دیا جائے۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی ایسا ہرن پکڑا جائے جس کی گردن کے اندر پٹہ پڑا ہوا ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک گھر چند معین برسوں کیلئے مقاطعہ[1] کے اوپر لے اور اس میں رہائش پذیر ہو۔ اس کے اندر مقاطع[2] نے بہت سا گوبر اکٹھا کر رکھا ہو تو شیخ امام ابو بکر محمد ابن الفضلؒ کے نزدیک جس شخص نے مذکورہ گھر گوبر اکٹھا کرنے کی خاطر لے رکھا ہو اسی کا شمار ہوگا۔ اور اگر وہ مکان گوبر جمع کرنے کے لئے نہ لیا ہو تو جو پہلے اس کے اوپر قابض ہو گیا اسی کا قرار دیا جائے گا۔ امام ابو علی سعدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ پہلے لینے والے ہی کا قرار دیا جائے گا۔ خواہ وہ جگہ اس نے مذکورہ بالا کام ہی کے لئے بنائی ہو۔ یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص چہار دیواری بنا کر ایک جگہ جانوروں کے کٹھے ہونے کی متعین کر دے تو اس صورت میں بھی جو شخص پہلے لے گا گوبر اسی کا ہو جائے گا۔ کوئی شخص اپنا ایک مکان کرایہ پر چلایا کرتا ہو۔ اس کے بعد کوئی شخص آکر اس گھر کے اندر اپنے اونٹ باندھ دے اور وہاں اونٹ کی لید بہت اکٹھی ہو جائے تو مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر گھر کے مالک نے یونہی اجازت دیدی ہو اور اس کی رائے یہ نہ تھی کہ اس کے لئے یہ لید اکٹھی کی جائے۔ تو اس صورت میں مباح ہونے اور اجازت حاصل ہونے کے باعث لید اس پر قبضہ کر لینے والے ہی کی ہوگی۔ اور اگر گھر کے مالک کا منشا گوبر و لید جمع کرنا ہو تو گھر کا مالک اس کا حقدار ہوگا۔ کوئی عورت ایک جگہ اپنی چادر رکھ دے اس کے بعد دوسری عورت آکر اپنی چادر اسی جگہ رکھ دے۔ پھر پہلی عورت آئے اور دوسری عورت کی چادر اٹھا کر لیجائے تو اس صورت میں دوسری عورت کے لئے پہلی عورت کی چادر استعمال کرنا جو کہ اس کی چادر کی رہ گئی درست و جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ غیر کی ملک سے نفع اٹھانا ہوگا۔ اگر وہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہے تو مشائخ (بیشتر فقہاء) کے نزدیک اسکا طریقہ یہ ہے کہ ذکر کیگئی عورت یہ چادر اپنی حاجت مند لڑکی کو چادر کی مالک کو ثواب پہونچانے کی خاطر بنیت صدقہ دیدے مگر شرط یہ ہے کہ وہ اس صدقہ کے اوپر رضامند ہو۔ اس کے بعد ذکر کردہ لڑکی یہ چادر اپنی والدہ کو بطور ہبہ دیدے تو اسوقت یہ عورت اس چادر سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ اور اگر ذکر کیگئی لڑکی مالدار ہو تو اسے نفع اٹھانا حلال نہیں ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کسی کا جوتہ کسی سے بدل جائے اور دوسرا شخص اس کی جگہ اپنا جوتہ چھوڑ جائے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہوگا۔

کسی شخص کو لقطہ ملے اس کے بعد وہ اس کے پاس سے تلف ہو جائے۔ پھر وہ دوسرے شخص کو ملے تو پہلے شخص کو دوسرے شخص پر کسی قسم کی نالش کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ کوئی مسافر کسی شخص کے گھر میں آجائے۔ اور اس مسافر کا کوئی وارث مشہور اور معروف نہ ہو (یعنی لوگ عموماً لاعلم ہوں) اور اپنے انتقال پر وہ پانچ دراہم کے بقدر مال چھوڑے اور مالک مکان مفلس ہو تو کیونکہ یہ مال لقطہ کے حکم میں نہیں اس لئے مالک مکان کو اپنی ذات کے اوپر اس کے صدقہ کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ کوئی شخص کسی جگہ چلا جائے در آنحالیکہ وہ اپنے گھر کو کسی شخص کے قبضہ میں اس کی تعمیر کی غرض سے دیجائے اور اسے مال بھی عطا کرتا جائے کہ اس کو حفاظت کے ساتھ رکھے۔ اس کے بعد دیگر جانے والا مفقود ہو جائے۔ (یعنی اس کی موت و حیات کا کچھ پتہ نہ چلے) تو اسے یہ مال حفاظت کے ساتھ رکھنے کا حق حاصل ہوگا اور بلا اجازت حاکم یہ مال مکان کی تعمیر میں صرف کر دینا جائز نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

لہ

فقیہ ابواللیثؒ نے عیون کے اندر بیان فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے جانور کو سانڈ کے طور پر چھوڑ دے اور اور کوئی شخص اس جانور کو پکڑ لے اور اچھے طریقہ سے اس کی دیکھ بھال کرے، اور اسے گھر پر رکھے، اس کے بعد وہ شخص آئے جس نے اسے چھوڑا تھا اور اسے لینا چاہے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اگر وہ بوقت چھوڑنے کے اس طرح کہے کہ جو شخص اس کو پکڑ لے یہ اس کا ہوگا تو اس صورت میں اس شخص کو اب اسے لینے کا حق نہ ہوگا اور اگر وہ چھوڑنے کے وقت کوئی اس قسم کا لفظ نہ کہے جس سے مالک کی جانب سے پکڑنے والے کی ملکیت ثابت ہوتی ہو تو اس شکل میں اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ دوسرے شخص سے واپس لیلے۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص اپنے شکار کو چھوڑ دے تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ بعض مشائخ (فقہاء) ایسا ہی فرماتے ہیں۔ اگر دونوں کے درمیان اختلاف ہوجائے یعنی چھوڑنے والا یہ کہتا ہو کہ میں نے چھوڑتے وقت کچھ نہیں کہا تھا اور پکڑنے والا کہے کہ اس نے یہ الفاظ ادا کئے تھے کہ، جو شخص اسے پکڑلے میری طرف سے یہ اسی کا ہوجائے گا۔ تو اس صورت میں بحلف مالک کا قول معتبر اور قابلِ قبول ہوگا۔ (محیط سرخسی)

کتاب الاباق[1]

اگر کوئی شخص بھاگے ہوئے غلام کو پائے اور اس کے پکڑنے کے اوپر قادر ہو تو بہتر اور افضل یہ ہے کہ اس کو پکڑلے (سراجیہ)

پکڑنے والے شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر اس کو اپنی حفاظت میں رکھنے پر قدرت حاصل ہو تو اپنی حفاظت میں رکھ لے اور خواہ اسے امام المسلمین کے حوالہ کردے اگر وہ امام المسلمین کو دینا چاہے تو تاوقتیکہ وہ اس غلام کے مفرور ہونے کے گواہ نہ پیش کردے۔ اس غلام کو قبول نہ کرے۔ اگر وہ شخص گواہ پیش کردے اور امام المسلمین اسکو قبول کرلے تو اس صورت میں امام المسلمین اس غلام کو تعزیر وسزا کی خاطر قید خانہ میں ڈال دے گا اور بیت المال اسے نفقہ عطا کرے گا۔ (تبیین)

اگر پکڑنے والا بعض مشائخ کے قول کے مطابق اختیار حاصل ہونے کی بنا پر اپنے پاس رکھے اور بادشاہ کے حوالہ نہ کرے اور اپنے پاس سے اسکو نفقہ دیتا رہے تو اس صورت میں اس کے آقا کے آنے پر اس سے اپنا نفقہ وصول کرلے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ بحکم قاضی اسے نفقہ عطا کرے۔ اور بلا حکم قاضی دینے کی صورت میں دیئے ہوئے نفقہ کو واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ اسی قول کو راجح وپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ) وہ غلام جو راستہ سے بھٹک گیا ہو

---

[1] مناسبتہ عرضیۃ التلف والزوال والاباق انطلاق الرقیق تمردا کذا عرفہ ابن الکمال لیدخل الھارب من مؤجرہ ومستعیرہ ومودعہ ووصیہ۔ اخذہ فرض ان خاف ضیاعہ ویحرم اخذہ لنفسہ ویندب اخذہ ان قوی علیہ والا فلا ندب (در مختار ص ۳۹۹ ج ۱) آبق آقا کے پاس سے مفرور ہونے والا غلام۔

اور ادھر ادھر پھر رہا ہو تو اس کے اندر مختلف رائیں ہیں۔ بعض کے نزدیک افضل و بہتر یہ ہے کہ اسے پکڑ لیا جائے اور بعض کے نزدیک نہ پکڑنا افضل ہوگا۔ اگر اسے امام المسلمین کے پاس لائیں تو امام المسلمین اسے قید میں نہیں ڈالے گا۔ اگر یہ غلام کچھ نفع بخش ہو تو اسے اجرت پر مقرر کر کے اس کی اجرت میں سے اس کے اوپر خرچ کیا جائے۔ (تبیین)

اسے بیچنا نہیں چاہیئے۔ (خزانۃ المفتین)

حاکم شہیدؒ کافی کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لائے اور بادشاہ اسے لیکر قید خانہ میں ڈال دے پھر کوئی شخص اس غلام کا اپنا ہونا گواہوں کے ذریعہ ثابت کرے تو فرماتے ہیں کہ بادشاہ اس سے یہ حلف لینے کے بعد کہ نہ میں نے اسے بیچا نہ ہبہ کیا اس کو اس کے حوالہ کر دے اور مجھ کو اس سے کفیل و ضامن طلب کرنا پسند نہیں۔ البتہ اگر قاضی اس شخص سے کفیل و ضامن لیلے تو قاضی کا یہ فعل نامناسب و خراب بھی نہ ہوگا۔ (غایۃ البیان)

یہ بات امام محمدؒ نے بیان نہیں فرمائی کہ قاضی اس دعوے کرنے والے کے مقابلہ میں کسی خصم (نالش کرنے والے) کو کھڑا کرے گا یا نہیں۔ شمس الائمہ حلوائیؒ بیان فرماتے ہیں کہ مشائخ (فقہاء) کی رائے اس کے اندر مختلف ہے بعض کے نزدیک قاضی اس کے مقابل ایک نالش کرنے والے کو کھڑا کر کے اس کے سامنے گواہوں سے گواہی طلب کریگا۔ اور بعض کے نزدیک بلا کسی نالش کرنے والے کے کھڑے کئے گواہوں کی گواہی کی سماعت کرلے گا۔ (تاتارخانیہ)

اگر مدعی اپنے پاس گواہ نہ رکھتا ہو اور غلام از خود یہ اعتراف کرے کہ میں اس کا غلام ہوں تو فرماتے ہیں کہ قاضی یہ غلام مدعی کے حوالہ کرے اس سے کوئی کفیل و ضامن لیلے گا۔ اگر ذکر کردہ غلام کا کوئی طلبگار نہ آئے تو فرماتے ہیں کہ اگر اسی طرح طویل عرصہ گزر جائے تو امام المسلمین اسے بیچ کر اس کی قیمت رکھ لے حتیٰ کہ کوئی اس کا طلبگار آ کر گواہوں کے ذریعہ یہ ثابت کرے کہ وہ میرا غلام ہے۔ پھر امام المسلمین یہ قیمت اسی کو دیدے۔ امام المسلمین جو بیع کر چکا ہے اسکے ٹوٹنے کا حکم نہ ہوگا جس وقت تک امام المسلمین اسے قید میں ڈالے رکھے بیت المال سے اس کو نفقہ عطا کرے، اس کے بعد اس کے مالک کے آجانے پر اس سے وصول کرلے یا اگر بیچ دے تو اس کی قیمت میں سے وضع کرلے۔ (غایۃ البیان)

بھاگنے والے غلام کو مفرور ہونے کے اندیشہ کی بنا پر اجرت پر مقرر نہ کرنا چاہیئے۔ (خزانۃ المفتین)

اگر مفرور غلام قاضی کے بغیر غلام کے اعتراف یا علامات بتا دینے کے باعث کسی مدعی کو دیدیا جائے اس کے بعد یہ ثابت ہو کہ دوسرا شخص اس کا حقدار ہے تو اس صورت میں مذکور حقدار غلام کو حوالہ کرنے والے سے تاوان وصول کرے گا۔ اس کے بعد دینے والے نے جس شخص کو دیا ہو اس سے اتنا تاوان وصول کرلے گا۔ (تاتارخانیہ)

بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ کر لانے والا ہمارے (احنافؒ) کے نزدیک استحساناً کچھ انعام کا حقدار ہوتا ہے۔ (کافی)

لہٰذا جو شخص بھاگے ہوئے غلام کو سفر کی مدت یعنی تین دن کی مسافت سے پکڑ کر لائے وہ بطور انعام چالیس دراہم کا مستحق ہوگا خواہ غلام کی قیمت چالیس دراہم سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ یہی فرماتے ہیں۔ (تبیین)

کوئی آدمی شہر کے اندر یا خارج شہر سفر کی مدت سے کم مسافت پر بھاگنے والے غلام کو پکڑے اور لے آئے تو مسافت اور مشقت کے اعتبار سے مستحق انعام ہوگا۔ درست قول کے مطابق رضخ[1] کا وجوب ہوگا۔ (فتاویٰ عتابیہ)

---

[1] تھوڑا عطیہ

رضخ کے وجوب کی صورت میں اگر پکڑ لانے والا جس کے پاس پکڑ کر لایا ہو دونوں آپس میں کسی مقدار پر رضامند ہو جائیں اور طے کرلیں تو لانے والے کو وہی مقررہ مقدار ملنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر تنازع ہو اور دونوں یہ مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کریں تو اس صورت میں قاضی جگہ کی مسافت کے اعتبار سے مقدار معین ومقرر کردے گا۔ ہمارے بعض مشائخ اسی طرح فرماتے ہیں۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ تین دن کی مسافت سے پکڑ کر لانے والے کو چالیس دراہم لازمی طور پر دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہر دن کی مسافت پر مقدار انعام تیرہ دراہم اور ایک تہائی درہم مقرر ہوئی۔ لہٰذا اگر ایک دن کی مسافت سے لایا ہو تو اتنی ہی مقدار کا وجوب ہوگا۔ کتاب کے اندر اسی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ ینابیع کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے بعض کے نزدیک اس کا انحصار امام المسلمین کی رائے کے اوپر ہے۔ امام کی رائے کو معتبر ماننے کی صورت اور صورتوں کے مقابلہ میں سہل ہے۔ "دابانہ" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ یہی قول درست ہے عتابیہ کے اندر مذکور ہے کہ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (تاتارخانیہ)

امام محمدؒ اصل کے اندر فرماتے ہیں کہ نابالغ غلام کو پکڑ کر لانے کا حکم بالغ غلام کو لانے کا سا ہوگا کہ اگر نابالغ غلام کو تین دن کی مسافت سے لیکر آیا ہو تو چالیس دراہم کا وجوب ہوگا۔ اور اس سے کم فاصلہ سے لانے کی شکل میں رضخ کا وجوب ہوگا۔ لیکن بالغ غلام کو لانے کے اندر اگر زیادہ مشقت کا سامنا ہوا ہو تو اس صورت میں بالغ کے رضخ کی مقدار نابالغ سے زیادہ ہوگی۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ نابالغ غلام کے متعلق ذکر کیا گیا حکم اس صورت میں ہے کہ نابالغ غلام مفرور ہونے سے آگاہ ہو اور اگر وہ اس سے آگاہ نہ ہو تو اسے راہ سے بھٹکا ہوا اور بھولا ہوا قرار دیں گے۔ اور راستہ سے بھٹک جانے والے غلام کو لانے والا انعام (کی مقررہ مقدار) کا حقدار نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص ایسی فرار شدہ باندی کو لیکر آئے جس کے ہمراہ نابالغ بچہ بھی ہو تو اس کو اس کی ماں کے تابع قرار دینگے لہٰذا اس بچہ کی وجہ سے مقررہ انعام میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا۔ اگر یہ بچہ قریب البلوغ ہو تو اس صورت میں لانے والے کو اسّی[1] دراہم ملیں گے۔ (تبیین)

اگر مفرور غلام کے دو شخص مالک ہوں تو ان میں سے ہر ایک اپنے حصے کے بقدر لانے والے کو انعام دے گا۔ لہٰذا اگر دونوں مالکوں میں سے ایک موجود ہو اور دوسرا غیر حاضر تو موجود شخص جس وقت تک پورا انعام جمع نہ کردے اس وقت تک مذکور غلام کو لینے کا حقدار نہ ہوگا۔ اور موجود شخص پورا انعام ادا کرنے کی شکل میں اپنے شریک کے ساتھ (محض) احسان کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ بلکہ اس سے واپس لینے کا حقدار ہوگا۔ اگر بھاگے ہوئے غلام کا ایک شخص مالک ہو مگر پکڑ کر لانے والے دو آدمی ہوں تو مقررہ انعام ان دونوں کے اوپر مساوی طور سے تقسیم کیا جائے گا۔ اگر ایک ہی مالک کے دو غلام ہوں تو اس کے اوپر مقررہ انعاموں کا وجوب ہوگا۔ (شرح طحاوی)

اگر بھاگا ہوا غلام کسی شخص کے پاس رہن رکھا ہوا ہو تو مقررہ انعام مرتہن کے اوپر لازم ہوگا چاہے راہن کی زندگی میں پکڑ کر لایا گیا ہو یا اس کے موت کی آغوش میں سونے کے بعد پکڑ کر لایا گیا ہو۔ یہ حکم اس شکل

[1] یعنی اسّی دراہم۔

ہیں ہے جبکہ مذکور غلام کی قیمت قرضہ سے کم یا اس کے مساوی ہو۔ اور غلام کی قیمت کے قرضہ سے زیادہ ہونے کی شکل میں قرضہ کی مقدار کے موافق مرتہن کے اوپر اور باقی راہن پر واجب ہوگی۔ (ہدایہ)

اگر غصب کرنے والے کے پاس سے غصب کردہ غلام بھاگ جائے اور پھر کوئی اسے پکڑ کر لائے تو اسکے جعل (مقررہ انعام) کا وجوب غصب کرنے والے پر ہوگا۔ اگر بھاگنے والا غلام اس قسم کا ہو کہ اس سے خدمت لینے کا حقدار ایک شخص ہو اور رقبہ (یعنی غلام) کی ملکیت دوسرے کے لئے ہو تو جس شخص کو خدمت لینے کا حق ہو اسی کے اوپر اس کے مقررہ انعام کی ادائیگی واجب ہوگی۔ پھر خدمت کی مدت پورے ہونے پر یہ شخص جسے خدمت لینے کا حق تھا۔ غلام مذکور کے مالک سے وہ بطور انعام دی ہوئی رقم وصول کرے گا۔ (نہ دینے کی صورت میں) ذکر کردہ غلام کو اس جعل کی خاطر بیچا جائے گا۔ جو شخص مفرور غلام کو پکڑ کر لایا ہو اسے یہ حق حاصل ہے کہ پورا جعل وصول کرنے تک غلام کو اپنے پاس روک لے۔ اگر ذکر کردہ غلام قاضی کے اس حکم کے بعد کہ وہ جعل کی وصولیابی تک اسے روکے رکھے مر جائے یا قاضی کے یہاں نالش کرنے اور مقدمہ پہنچانے سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو اس کے اوپر ضمان کا وجوب نہ ہوگا اور نہ اس پر اس کا جعل ہی واجب ہوگا۔ اگر مفرور غلام کو پکڑ کر لانے والا غلام کے آقا کے ساتھ بیس دراہم پر مصالحت کرے اور رضامند ہو جائے تو یہ درست ہے۔ اور اگر پچاس دراہم[1] پر مصالحت کرے درآنحالیکہ اسے مقررہ انعام کے چالیس دراہم ہونے کا علم ہو تو چالیس دراہم درست قرار دینے اور باقی کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

اگر کوئی شخص اپنا غلام کسی دوسرے شخص کو بلا قید ہبہ کرے اس کے بعد ہبہ کئے گئے شخص کے پاس سے فرار ہو جائے، اس کے بعد کوئی شخص اس کو پکڑ کر لے آئے تو اس کے جعل کی ادائیگی ہبہ کئے گئے شخص پر واجب ہوگی خواہ ہبہ کرنے والا پکڑ کر لانے والے کے ذکر کیا گیا غلام لے آنے کے بعد اپنے ہبہ سے رجوع ہی کیوں نہ کرلے۔ (کافی)

اگر کوئی شخص مفرور ام ولد یا مدبر کو پکڑ کر لے آئے تو جعل کا وجوب ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ آقا کی زندگی میں لے کر آیا ہو۔ اگر اس کے پہونچنے سے قبل آقا موت کی آغوش میں سو جائے تو اس صورت میں لے کر آنے والے کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر کوئی شخص تجارت کی اجازت دیئے گئے مفرور غلام کو لیکر لے آئے تو آقا پر جعل کا وجوب ہوگا۔ اگر کوئی مکاتب فرار ہو جائے اور کوئی شخص اسے اسکے آقا کے پاس پکڑ کر لے آئے تو اسے کچھ نہیں ملے گا (جوہرہ نیرہ)

جامع الفصولین کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ دو آدمی ایک مفرور غلام کو لیکر آئیں اور ایک شخص بذریعہ گواہان یہ ثابت کرے کہ وہ اسے تین دن کی مسافت سے پکڑ کر لایا ہے اور دوسرا بذریعہ گواہان اس کو دو دن کی مسافت سے پکڑ کر لانا ثابت کر رہا ہو تو آقا پر پہلے اور دوسرے دن کے پورے جعل کی ادائیگی واجب ہوگی اور اس کو دونوں پر برابر تقسیم کر دیں گے۔ ینابیع کے اندر ذکر کیا گیا کہ اگر اس قسم کا غلام کوئی جنایت وجرم کر کے فرار ہوا ہو تو آقا کے اختیار کرنے کا انتظار کریں گے۔ اگر دو

---

[1] یعنی جعل سے زیادہ ہر چیز کی مقدار چالیس دراہم ہے۔

[illegible]یہ دینا اختیار کرے تو آقا پر اس کے جعل کا وجوب ہو گا۔ اور اگر آقا جنایت کے تاوان کے اندر یہ غلام [illegible]ی دی جنایت کے عوض کر دے تو ذکر کیے گئے جعل کا وجوب جس کی جنایت کی ہے اس کے ولی کے [illegible] پر ہو گا۔ اگر مفرور غلام اس طرح کا ہو کہ اس کو آقا نے تجارت کی اجازت دے رکھی ہو اور غلام [illegible]یارتی قرضہ میں بندھا ہوا ہو تو اس کے جعل کا وجوب اس کے آقا پر ہو گا۔ اگر آقا جعل دینے [illegible]سے انکار کرے تو جعل کی خاطر مذکور غلام کو بیچا جائے گا اور جعل کی ادائیگی کے بعد بچی ہوئی رقم [illegible]ض خواہوں کے حوالہ کی جائیگی۔ جامع کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر زید اپنے غلام کو عمرو کے پاس [illegible]مانت رکھے اور پھر وہ غلام عمرو کے پاس سے فرار ہو جائے۔ اس کے بعد کوئی شخص اس کو پکڑ کر [illegible]لے آئے اور عمرو اس کے جعل کی ادائیگی کر دے تو وہ احسان کرنے والا شمار ہو گا۔ اور اسے یہ رقم زید [illegible]سے واپس لینے کا حق نہ ہو گا۔ نیز جامع کے اندر ہے کہ کوئی غلام مفرور ہو جائے اس کے بعد وہ غلام [illegible]کسی کو قصداً موت کے گھاٹ اتار دے یا وہ مقروض ہو جائے پھر اسے کوئی شخص پکڑ کر لے [illegible]ئے اور اسی شخص کا ذکر کیا گیا غلام موت کی آغوش میں سلا دیا جائے تو اسے جعل کا حقدار قرار نہ [illegible]یں گے۔ نیز جامع کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر مفرور غلام پکڑ کر لانے والے کے پاس رہتے ہوئے [illegible]وئی جنایت کرے یا کسی مال کو ضائع کر دے۔ اس صورت میں ذکر کیا گیا غلام موت کے گھاٹ اتار [illegible]یا جائے یا ولی جنایت کے حوالہ کر دیا جائے یا مال ضائع کرنے کے سلسلہ میں اس کو بیچ دیا جائے [illegible]و اس صورت میں پکڑ کر لانے والا جعل کا حقدار نہ ہو گا۔ نیز جامع کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ اگر پکڑنے والے کے پاس مفرور غلام سے جنایت غلطی سے سرزد ہو یا کسی کا مال (غلطی سے) ضائع کر دے [illegible]س کے بعد آقا اس جرم وجنایت واقف نہ ہوتے ہوئے پکڑ کر لانے والے کو جعل عطا کر دے پھر ذکر کیے گئے غلام کو جنایت کے بدلہ دیدے۔ اس صورت میں اگر جنایت کا تاوان قیمت غلام کے برابر ہو [illegible]و پورا جعل واپس لینے کا حکم ہو گا۔ اور اگر جنایت کے تاوان کے مقابلہ میں قیمت زیادہ ہو تو اس [illegible]س شکل میں جعل لینے جنایت کے حصہ کی مقدار واپس لیلے گا چاہے اس کی قیمت یا قرض یا جنایت کی رقم کی ادائیگی کیوں نہ کر چکا ہو۔ (تاتارخانیہ)

اگر کوئی آدمی اپنے والد یا بھائی یا اور کسی رشتہ دار کے غلام کو پکڑ کر لائے تو اس کے لئے جعل کا وجوب [illegible]نہ ہو گا بشرطیکہ لانے والے کا شمار غلام کے آقا کے عیال اور اہلِ خانہ میں ہو اور عیال میں سے نہ ہونے کی صورت میں جعل کا وجوب ہو گا۔ اگر کوئی بیٹا اپنے والد کے غلام کو پکڑ کر لائے یا میاں [illegible]بیوی میں سے کوئی دوسرے کے غلام کو پکڑ کر لائے تو اس کے لئے مطلقاً کسی صورت میں بھی جعل کا وجوب [illegible]نہ ہو گا۔ اسی طریقہ سے اگر کسی یتیم کے مفرور غلام کو اس کا ولی پکڑ لائے تو ولی و مربی جعل کا [illegible]مستحق نہیں ہو گا۔ (تبیین)

بادشاہ اگر کسی ایسے مفرور غلام کو پکڑ کر جو تین روز کی مسافت پر ہو اس کے آقا کے پاس بھیج دے [illegible]تو وہ جعل کا حقدار نہ ہو گا۔ فقیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی [illegible]راستہ اور قافلہ کا محافظ اور کوتوال راہزنوں ڈاکوؤں سے مال چھین کر مالک کو لوٹا دے، تب بھی [illegible]مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (عتابیہ)

اگر کسی مفرور غلام کو اس کا وارث تین دن کی مسافت سے پکڑ کر لائے تو وارث تین حال سے خالی نہ ہوگا۔ (۱) جس کا غلام ہے اس کا یہ لانے والا بیٹا ہوگا۔ (۲) لڑکا نہیں لیکن اس کے عیال و اہل خانہ میں سے ہوگا۔ (۳) نہ اس کا لڑکا ہوگا اور نہ عیال میں سے ہوگا۔ اگر تیسری شکل ہو تو اس پر سب متفق ہیں کہ اگر اس قسم کا وارث مورث کی زندگی میں مفرور غلام کو اس تک پہونچا دے تو اس کے لئے جعل کا وجوب ہوگا۔ اور اس پر بھی سارے فقہاء متفق ہیں کہ اگر وہ مورث کے انتقال کے بعد پکڑ کر پہونچا دے تو جعل (مقررہ انعام) کا حقدار نہ ہوگا۔ اگر وہ مورث کی زندگی میں اسے پکڑ کر لائے اور اس کی زندگی میں اسے شہر میں لے آئے لیکن مورث کے انتقال کے بعد سپرد کرے تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اس کے لئے دوسرے ورثاء کے حصہ میں سے جعل کا وجوب ہوگا۔ اور پہلی یا دوسری شکل میں بہرصورت جعل کا حقدار نہ ہوگا۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میرا غلام فرار ہوگیا ہے اگر تو اس کو کہیں پائے تو گرفتار کر لینا اور حکم کیا گیا شخص کہے کہ اچھا بہتر ہے۔ اس کے بعد حکم کیا گیا شخص اسے تین دن کی مسافت سے پکڑ کر آقا کے پاس لے آئے تو جعل کا حق دار نہ ہوگا۔ اگر کسی مفرور غلام کو تین دن کی مسافت سے پکڑ کر آقا کے پاس لائے اور ابھی وہ اس شہر ہی میں پہونچا ہو اور آقا تک اس کو پہونچانے نہ پایا ہو کہ غلام فرار ہو جائے۔ اس کے بعد کوئی اور شخص اسے اسی شہر میں سے پکڑ کر اس کے آقا کے حوالہ کر دے تو اس صورت میں پہلے شخص کے لئے کسی قسم کا جعل واجب نہ ہوگا اور دوسرا شخص اپنی مشقت کے بقدر رضخ کا حق دار ہوگا۔ منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مفرور غلام کو تین دن کی مسافت سے پکڑ کر لے آئے تاکہ اسے اس کے آقا تک پہونچا دے اس کے بعد اس سے کوئی غصب کرنے والا چھین لے اور وہ غاصب اس کے آقا کے حوالہ کر کے ان سے جعل وصول کر لے، اس کے بعد پہلا پکڑنے والا آئے اور بذریعہ گواہان غلام کو تین روز کی مسافت سے گرفتار کرنا ثابت کرے تو اس صورت میں بھی وہ غلام کے آقا سے جعل حاصل کرے گا۔ اس کے بعد آقا نے غصب کرنے والے کو جو کچھ دیا ہو وہ اس سے وصول کرے گا۔ نیز منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص فرار شدہ غلام کو تین دن کی مسافت سے گرفتار کرے اور اسے آقا تک پہونچانے کی خاطر ابھی ایک ہی دن چلا ہو کہ ذکر کیا گیا غلام اس کے پاس سے فرار ہو جائے اور بھاگ کر اسی شہر کی طرف چلے جہاں اسکا آقا موجود ہو مگر اس کی نیت اپنے آقا کے پاس لوٹنے کی نہ ہو حتیٰ کہ ایک دن اس راستہ پر چلتا رہے اس کے بعد از سر نو پہلا گرفتار کرنے والا شخص اس کو گرفتار کر لے اور تین دن کی مسافت طے کر کے اسے اس کے آقا کے حوالہ کر دے تو اس صورت میں لانے والا پہلا اور تیسرے دن کے جعل کا حق دار ہوگا یعنی پورے جعل میں سے دو تہائی کا حقدار ہوگا۔ اگر ذکر کیا گیا غلام پکڑنے والے کے پاس سے فرار ہو جائے اس کے بعد اسے اس کا آقا گرفتار کر لے۔ یا غلام مذکور خود ہی آقا کے پاس چلا آئے تو اس صورت میں گرفتار کرنے والا کسی جعل کا حق دار نہ ہوگا اگر ذکر کردہ غلام پکڑنے والے شخص الگ ہو کر اپنے آقا کی جانب آئے اور اس کا

اور وہ بھاگ گئے کا نہ ہو تو اس صورت پہلے گرفتار کرنے والا شخص ایک دن کے جعل کا حق دار ہوگا۔

نیز منتقی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص بھاگے غلام کو پکڑ کر ایک شخص کے حوالہ کردے اور اس کو اس کے آقا تک پہونچانے کا حکم کرے اور یہ کہ غلام کو سپرد کر کے جعل لے لینا تو اس صورت میں جعل کا مستحق پکڑنے والا قرار دیا جائے گا۔ اصل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی غلام کسی شہر کی جانب بھاگ جائے اور کوئی شخص اسے گرفتار کرلے۔ اس کے بعد اس سے کوئی شخص خریدلے اور اسے اس کے آقا کے پاس لے آئے تو وہ کسی جعل کا حقدار نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس نے بوقت خریداری اس کے گواہ بنالئے ہوں کہ میں اسے اس کے آقا کے حوالہ کرنے کی خاطر خرید رہا ہوں تو اس شکل میں وہ جعل کا حقدار ہوگا۔ مگر اس نے جو کچھ قیمت دی ہے چاہے تھوڑی مقدار میں ہو یا زیادہ اسے آقا سے وصول کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اگر گرفتار کرنے والا غلام کو ہبہ کردے یا آقا نے اس کے لئے یہ غلام عطا کئے جانے کی وصیت کردی ہو یا وہ اسے بطور میراث پائے۔ اس کے بعد اس کے آقا کے پاس لوٹاتے ہوئے لے آئے تو اس صورت میں وہی حکم ہوگا جو خریداری کے اندر بیان ہوچکا۔ یعنی وہ جعل کا حقدار نہ ہوگا۔ اگر کوئی ایک مفرور غلام کو گرفتار کرکے اس کے آقا کے حوالہ کرنے کی خاطر لائے اور آقا اس پر نظر پڑتے ہی اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کردے۔ اس کے بعد وہ لانے والے کے پاس سے بھاگ جائے تو لانے والا اس کے جعل کا حقدار ہوگا۔ اگر اسی مسئلہ کے اندر آقا اسے مدبر کردے تو پھر لانے والا جعل کا حقدار نہ ہوگا۔ اگر غلام کو پکڑنے والا تین دن کی مسافت طے کرکے اس کو پکڑ کر لائے اور ابھی اسے آقا کے حوالہ نہ کیا ہو کہ فرار ہو جائے۔ اس کے بعد آقا اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کردے تو آقا آزاد کرنے کے باعث اسے گرفتار کرنے والے غلام کو اپنے قبضہ میں کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ اگر پکڑنے والا اسے اس کے آقا کے پاس لیکر آئے اور آقا اس پر قابض ہوجانے کے بعد پکڑ کر لانے والے شخص کو ہبہ کردے تو اس صورت میں آقا کے اوپر جعل کا وجوب ہوگا۔ اگر قابض ہونے سے قبل اسے ہبہ کردے تو گرفتار کرنے والا جعل کا حقدار نہ ہوگا۔ اگر قابض ہونے سے قبل لانے والے کے ہاتھ بیچ دے تو آقا کے اوپر جعل لازم ہوگا۔ شیخ شمس الائمہ حلوائی ذکر فرماتے ہیں کہ پکڑ کر لانے والا اسی صورت میں جعل کا حقدار ہوگا کہ جب بوقت گرفتاری اپنے گواہ قائم کرلئے ہوں کہ میں اسے گرفتار کر رہا ہوں تاکہ اس کے آقا تک اسے پہونچادوں اگر اس نے اس طریقہ سے گواہ قائم نہ کئے ہوں تو جعل کا حقدار نہ ہوگا خواہ اسے اس نے آقا کے حوالہ ہی کیوں نہ کردیا ہو (محیط)

اگر بھاگا ہوا غلام اس سے پہلے کہ پکڑنے والے اس کو اس کے آقا کے حوالہ کرے موت کی آغوش میں سوجائے۔ اس صورت میں اگر پکڑنے والا پکڑنے کے وقت گواہ قائم کرے کہ میں اسے اس کے آقا کے پاس پہونچانے کے لئے پکڑ رہا ہوں تو اس صورت میں گرفتار کرنے والے پر ضمان لازم نہ آئے گا۔ اسی طریقہ سے اگر یوں کہے کہ یہ مفرور غلام ہے میں

اسے گرفتار کر رہا ہوں لہٰذا جس شخص کو بھی تم مفرور غلام کی تلاش میں دیکھو اسے میرا پتہ و نشان بتا دینا تو یہ کہنا بھی گواہ بنا لینے کے حکم میں ہو گا۔ اور اس کے بھاگ جانے کی صورت میں پکڑنے والے پر ضمان لازم نہ آئے گا۔ شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں کہ گواہ بنانے کے اندر یہ شرط نہیں کہ متعدد دفعہ گواہ بنائے جائیں بلکہ ایک بار اگر گواہ بنا لے تو اسے کافی قرار دینگے بشرطیکہ جب پوچھا جائے تو اس کے چھپانے کے اوپر قدرت نہ ہو۔ لقطہ کا حکم بھی یہی ہوگا اگر وہ گواہ نہ بنائے درآنحالیکہ گواہ بنا لینا ممکن (اور سہل) تھا تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اس کے اوپر ضمان کا وجوب ہو گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ غلام کا مفرور ہونا معلوم ہو۔ اور اگر مفرور ہونے کا علم نہ ہو اور آقا اپنے غلام کے مفرور ہونے کا منکر ہو تو آقا کا قول قابلِ قبول ہو گا اور گرفتار کرنے والے پر بالاتفاق سب کے نزدیک ضمان کا وجوب ہو گا۔ (ذخیرہ)

اگر کوئی شخص مفرور غلام کو گرفتار کرے، اس کے بعد کوئی شخص دعویٰ کرے کہ میرا غلام یہی ہے اور غلام اس کا اعتراف کرے اور گرفتار کرنے والا بلا حکم قاضی اس کو عطا کر دے اور وہ اسی کے پاس موت کی آغوش میں سو جائے، اس کے بعد کوئی دوسرا آدمی گواہوں کے ذریعہ اس کا اپنا غلام ہونا ثابت کرے اور اس کا استحقاق ثابت ہو جائے تو اسے یہ حق حاصل ہو گا کہ دونوں میں سے جس کو چاہے تاوان وصول کر لے یعنی خواہ گرفتار کرنے والے شخص سے تاوان وصول کرے اور خواہ اس شخص جس کو غلام غلام کے اقرار کرنے کے باعث دیا ہو لہٰذا اگر وہ گرفتار کرنے والے سے تاوان وصول کرے تو وہ غلام لینے والے سے وصول کرے گا۔

اگر پکڑنے والا پہلے کو نہ دے حتیٰ کہ دو شاہد اس کی شہادت دیں کہ غلام کا مالک یہی ہے پس وہ بلا حکم قاضی کے طلب کرنے والے کو عطا کر دے، اس کے بعد دوسرا شخص گواہ قائم کر دے کہ اس غلام کا مالک وہ ہے تو اس صورت میں یہ غلام دوسرے کا قرار دیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر پہلا شخص اپنے گواہوں کو دوبارہ پیش کرے تو قضاءً اس کے رد ہونے کا حکم نہ ہو گا۔ اگر کوئی شخص مفرور غلام کو گرفتار کرے اور بلا حکم قاضی اسے بیچ دے یہاں تک کہ یہ بیع درست نہ ہوئی ہو اور خریدنے والے کے پاس غلام موت کی آغوش میں سو جائے اس کے بعد کوئی شخص اس غلام کے اپنا ہونے کا مدعی ہو اور گواہوں کے ذریعہ اپنا دعویٰ ثابت کرے تو اس صورت میں مستحق کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ خریدنے والے سے تاوان وصول کرے اس صورت میں خریدنے والا اپنی قیمت بیچنے والے سے وصول کرے گا اور خواہ فروخت کرنے والے سے تاوان میں دی ہوئی قیمت لیلے۔ اس صورت میں فروخت کرنے والے کی جانب سے بیع کے نافذ ہونے کا حکم ہو گا۔ اور ثمن (قیمت) اسی کا شمار ہو گا۔ البتہ اگر ثمن تاوان کی قیمت کے مقابلہ میں زیادہ ہو تو جتنا زیادہ ہو اس کو صدقہ کر دے۔ اگر آقا اپنے غلام کے مفرور ہونے کا منکر ہو تو پکڑ کر لانے والا جعل کا حقدار نہ ہو گا۔ البتہ اگر گواہ اس کے مفرور ہونے کی شہادت دیں یا اس کی گواہی دیں کہ آقا نے غلام

کے مفرور ہونے کا اقرار و اعتراف کیا تھا تو جعل کا حقدار ہوگا۔ اگر کوئی غلام فرار ہوتے ہوئے اپنے آقا کا مال بھی لیجائے۔ اس کے بعد کوئی شخص اسے پکڑکر لائے اور کہے کہ میں نے اس کے ہمراہ اور کوئی شے نہیں پائی تو اسی کے قول کو قابلِ قبول قرار دیا جائے گا اور اس لانے والے پر کسی چیز کا دینا لازم نہ ہوگا۔ بھاگے ہوئے غلام کو کسی اجنبی شخص یا اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہ ہوگا۔ البتہ یہ غلام جس کے قبضہ میں ہو اسے بیچ دینا جائز ہوگا اجنبی شخص کو یہ غلام ہبہ کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔ اجنبی سے وہ شخص مراد لیا گیا ہے جس کے پاس یہ مفرور غلام نہ ہو۔

اگر آقا اپنے نابالغ لڑکے کو یہ غلام ہبہ کردے اور مذکور غلام ابھی تک دارالاسلام ہی میں گھومتا پھر رہا ہو تو جائز قرار دیں گے۔ اور اگر وہ دارالحرب میں پہونچ جائے تو اس بارے میں مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ بحوالہ قاضی الحرمین امام ابو حنیفہؒ سے عدم جواز منقول ہے اور ظہار[1] کے کفارہ کے طور پر اس کو حلقۂ غلامی سے آزاد کرنا جائز ہے اگر آقا کسی شخص کو فرار شدہ غلام کی تلاش کرنے اور گرفتار کرنے کے لئے وکیل بنائے اور وکیل اسے گرفتار کرلے۔ اس کے بعد آقا اس کو کسی شخص کے ہاتھ بیچ دے درآنحالیکہ فروخت کرنے والے اور خریدنے والے میں سے کسی کو یہ علم نہ ہو کہ یہ غلام وکیل نے گرفتار کیا ہے تو تاوقتیکہ انہیں وکیل کے اس غلام کو پانے کا علم نہ ہو یہ بیع باطل قرار دیجائے گی۔ اگر کوئی شخص بھاگے ہوئے غلام کو پکڑکر اجارہ کے اوپر دیدے تو اجرت گرفتار کرنے والے کو ملے گی لیکن غلام کے نفقہ سے جتنی اجرت زیادہ ہو وہ اسے صدقہ کردینی چاہئے۔ اگر وہ یہ رقم باقی رکھے اور غلام کے ساتھ ساتھ یہ اجرت بھی اس کے آقا کو لوٹائے اور کہے کہ یہ تیرے ہی غلام کی کمائی ہوئی رقم ہے اور یہ رقم میں تیرے حوالہ کررہا ہوں تو یہ رقم آقا کی قرار دیجائے گی لیکن قیاس کی رو سے اسے اس کا کھانا حلال نہ ہوگا اور استحساناً اس کا کھانا حلال شمار ہوگا۔ (محیط)

ختم شد

[1] ـه

تفہیم البخاری اردو معہ عربی

صحیح بخاری شریف مکمل عربی کا یہ اردو ترجمہ معہ حواشی وتشریح مولانا ظہورالباری فاضل دارالعلوم ایم اے ، پی ۔ ایچ ۔ ڈی کے قلم کا نادر شاہکار ہے ، فخر دو عالم ، سرور کائنات ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کا یہ گرانقدر مجموعہ ہے ، جو امام عالی مقام امیر المومنین فی الحدیث ابو عبداللہ محمد بن بخاری رح نے چھ لاکھ احادیث نبوی ؐ میں سے منتخب فرما کر سولہ سال میں مرتب فرمایا تھا ۔ قرآن کے بعد دنیا کی وہ عظیم مستند ترین اور لاثانی کتاب جس میں قطعی صحیح احادیث کا وہ جلیل القدر علمی خزانہ پوشیدہ ہے جو اسلام کی روحِ رواں ہے ۔

ادارے نے بصرفِ زرِ کثیر مستند علماء کی نگرانی میں یہ علمی خدمت انجام دی ہے ، چنانچہ بخاری شریف کا اس سے بہتر اردو ترجمہ اور اتنی ضخیم کتاب کسی ناشر نے آج تک شائع نہیں کی ۔ یہ لاثانی کتاب تیس پاروں پر مشتمل ہے ، الگ الگ ہر پارہ کا ہدیہ اس طرح ہے ۔

پارہ ۱ تا ۱۴ چار روپے فی پارہ ۔ پارہ ۱۵ تا ۱۷ تین روپے

فی پارہ ۔ پارہ ۱۸ تا ۲۰ ۴/- فی پارہ ۔ پارہ ۲۱ تا ۳۰ تین روپے

فی پارہ ۔ کامل سٹ سو روپے ۔

مجلد در چھ جلد ۔ ایک سو دس روپے ۱۱۰/- ۔ ممبران کو ہر ماہ ایک پارہ

۵/۳ ، اور پانچ پارے یکجا منگانے پر ۔/۱۵ روپے کی وی ، پی سے ارسال ہوتے ہیں ۔

معزز خواتین کے لئے جدید فیشن کے حسن افزا

برقعے

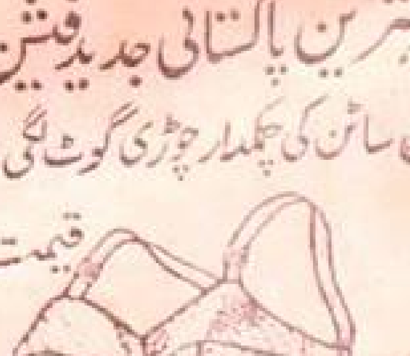


شامی و ترکی اور مصری طرز کے فیشن ایبل بُرقعے آج کل تعلیم یافتہ اور اونچے گھرانوں کی معزز خواتین اور لڑکیاں استعمال کرتی ہیں۔ اب پُرانی طرز کے بُرقعوں کا رواج ختم ہوتا جارہا ہے اور ان کی جگہ سیاہ رنگ کے بُرقعے خوب چل رہے ہیں ہم نے بھی یہ فیشن ایبل بُرقعے جدید کٹ اور نئی وضع قطع کے ساتھ مارکیٹ میں انتہائی اہتمام کے ساتھ پیش کیے ہیں جو ہر رنگ اور ہر سائز کے حسب ضرورت آرڈر آنے پر بشرطِ پسندیدگی کے ساتھ بھیجے جا سکتے ہیں۔ اس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک گردن سے ٹخنوں تک چسٹر نما کالر جھالر اور بٹن والا۔ دوسرا اوپر کا حصہ رومال سر سے لے کر کمر تک جس میں بہترین تارکشی کی خوشنما جالی دار آنکھیں ہیں۔ یہ بُرقعے انتہائی مضبوط اور دیرپا ہیں اگر پسند نہ آئے تو واپس کر دیجئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ جس گھر میں یہ بُرقعہ جائے گا وہاں سے متعدد آرڈر محلہ کی دیگر خواتین کے وصول ہوں گے۔ یہ بُرقعے بذریعہ وی پی ارسال کیے جائیں گے قیمت کے علاوہ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

قیمت: ریشمی بڑھیا لیڈی ہملٹن کلاتھ **۳۰ روپے** نیلم کلاتھ **۲۰ روپے**

بہترین پاکستانی جدید فیشن بےنظیر بُرقعہ:- اعلیٰ قسم کا لیڈی ہملٹن کلاتھ گاؤن نما آستین والا جدید فیشن سر کا ڈبل رومال جس کی گولائی میں ساٹن کی چمکدار چوڑی گوٹ لگی ہے نیز جارجٹ کا ڈبل رومال ہے۔ اس پاکستانی کٹ بُرقعہ کا آج ہی آرڈر دیجئے ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ بُرقعہ آپ بےحد پسند کریں گے

قیمت:- قسم اوّل ۴۲ روپے قسم دوئم ۳۸ روپے علاوہ محصول ڈاک



Brassieres

محرم

زمانہ قدیم سے محترم و مہذب خواتین میں "محرم" پہننے کا رواج چلا آرہا ہے۔ جوں جوں زمانہ گذر رہا ہے ہر چیز کی طرح مروجہ لباس میں بھی ترقی ہو رہی ہے، یہ خوشنما براسریز (محرم) نفیس اور عمدہ قسم کے مضبوط و دیرپا کپڑے سے تیار کی جاتی ہے۔ الاسٹک بیلٹ اور بہترین و نفیس بکرم والے پیڈ پر بنائی گئی ہے ۳۲، ۳۴، ۳۶ اور ۳۸ سائز میں منگائی جا سکتی ہے۔ قیمت قسم اوّل چار روپے، قسم دوئم تین روپے علاوہ پیکنگ و محصول ڈاک ایک روپیہ ایک ساتھ تین براسریز منگانے پر محصول ڈاک و پیکنگ معاف

پتہ:- منیجر صاحب رعنا دوپٹہ اسٹور پوسٹ بکس ۱۳۹۸ دہلی

RANA DUPATTA STORE P.BOX1598DELHI



عدیم المثال خوبصورت پائیدار نیو ماڈل فیشن ایبل ارزاں ترین گھڑیاں
All Proof Wrist Watches
WATERRROOF | SHOCKPROOF
وقت اور تاریخ بتانے والی گھڑیاں
عدیم المثال شہرۂ آفاق گھڑیاں
تصدیق
SATISFACTION GUARANTEED
شہرۂ آفاق گھڑیاں
SWISS NOVELTY EMPORIUM
P.O BOX 1509 DELHI
سوئس ناولٹی امپوریم، پوسٹ بکس نمبر ۱۵۰۹، دہلی